وَ كُلاًّ وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى

(صحابۂ کرام کے فضائل ومناقب)

www.KitaboSunnat.com

تالیف:

عبد السلام بن صلاح الدین مدنی

(داعی ومبلغ دفتر تعاون برائے دعوت وارشاد محافظہ میسان، سعودی عرب)

باہتمام وطلبِ خاص

محمد کلیم انور محمد سعید المدنی

(داعی ومبلغ دفتر تعاون برائے دعوت وارشاد احدرفیدہ)

(مدیر جامعہ امام بن باز الاسلامیہ، ستلا، گانڈے، گریڈیہہ، جھارکھنڈ، الہند)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

میں اپنی اس حقیر کاوش کو منسوب کرتا ہوں

ان ستودہ صفات مؤمنین صادقین اور رجال مخلصین نفوسِ قدسیہ کے نام

- جنھوں نے نبیٔ رحمت ﷺ سے ٹوٹ کر اپنی جان، ماں باپ، اولاد، اور اعزاء واقرباء سے بھی زیادہ محبت و الفت کی اور آپ ﷺ پر فریفتگی و شیفتگی کے گل بوٹے نچھاور کئے
- جنھوں نے اسلام کی حسین توجیہات اورزریں تعلیمات کی نشر و اشاعت میں کوئی بھی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا
- جنھوں نے اوامرِ ربانیہ اورارشاداتِ نبویہ کی ترویج و تبلیغ میں اپنی جان، مال اور وقت کی قربانیاں پیش کیں اور نبیٔ رحمت ﷺ کی ہر بات بلاکم وکاست ہم تک پہنچایا
- اللہ تعالی نے جنہیں (رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ) کا حسین تمغۂ فضیلت عطا فرمایا
- ربِّ کریم نے جنہیں (کلا وعد اللہ الحسنی) کی نویدِ جانفزا سنایا

خاکپائے وفا

(ع س ص)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلماتِ تقریظ

فضیلۃ الشیخ محمد اشفاق سلفی مدنی
استاذ حدیث دار العلوم احمدیہ سلفیہ در بھنگہ بہار

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء وخاتم المرسلين محمد وعلى آله وأصحابه الغر الميامين والتابعين لهم بإحسان إلى يوم الدين وبعد:

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، ناقلین شریعت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبیٔ اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ورفاقت کے لئے منتخب فرمایا اور انہوں نے دین کے لئے اپنا ہر غالی اور نفیس قربان بھی کر دیا۔ چنانچہ ان کی فضیلت ومنقبت اور جانثاری پر خود قرآن کریم کی آیات مبارکہ اور بکثرت احادیث صحیحہ شاہد عدل ہیں۔ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت اور تعدیل کے بعد کسی اور شہادت کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور نہ ہی کسی بدبخت منکوس القلب کی ہرزہ سرائی انکی شان کو کم کر سکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام پر زبان طعن دراز کرنے والے ذات رسالت مآب کو مطعون کرتے ہیں جیسا کہ کئی علماء سلف سے منقول ھے اور صحابہ کرام کو مجروح کر کے شریعت اسلامیہ کی حقانیت پر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

سوالیہ نشان کھڑا کرتے ہیں، اور ظاھر ہے ایسے لوگ اگر اپنے گھناؤنے عمل سے باز نہیں آتے تو وہ ان شاءاللہ «خسر الدنیا والآخرة» کے بجا طور پر مستحق ہوں گے۔

زیر نظر تالیف تمام جنتی صحابہ کرام و صحابیات اور بالخصوص خلفاء راشدین وبقیہ عشرہ مبشرہ اورآل بیت رضی اللہ عنہم کی فضیلت ومنقبت پر مشتمل رسالہ ہے، جو ،،بقامت کہتر اور بقیمت بہتر“ کا مصداق ہے اس کے مؤلف و مرتب شیخ عبد السلام صلاح الدین مدنی میدان علم و تحقیق اور دعوت وارشاد میں اپنے ہم عمروں میں نمایاں حیثیت کے حامل ہیں۔

میں نے کتاب پر ایک طائرانہ نظر ڈالی ہے اور اسے مفید پاکر عزیز گرامی مؤلف کتاب-حفظہ اللہ- کی طلب پر چند سطریں تحریر کی ہیں، شاید نفع کا باعث ہوں۔ اللہ تبارک وتعالی ہمیں کتاب وسنت کو منہج صحابہ اور عمدگی کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والوں کے مطابق سمجھنے اور عمل کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔

وکتبہ

محمد اشفاق سلفی

مدرس دارالعلوم احمدیہ سلفیہ، دربھنگہ، بہار

۲۹/۳/۱۴۴۱ھ=۲۶/۱۱/۲۰۱۹ء

سہ شنبہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

رخِ قرطاس

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين أما بعد:

حالیہ دنوں میں ہند وپاک کے کچھ نوزائیدوں، تحقیق وریسرچ کے بے بنیاد نام پرنئے محققین(!!!)، کچھ طبع زاد افراد، محققین کے نام پر کلنک زدہ نام نہاد مولویوں، بے میم کے مسلمان، علم کے نادان، صحابہ کے دشمنان، اور آل رسول ﷺ اور سادات کے من گھڑت، جعلی اور خانہ ساز کج کلاہوں نے صحابہ جیسی عبقری، عظیم، ستودہ صفات، اور «أولئک هم الراشدون» «أولئک هم المؤمنون حقا» اور «أولئک هم المتقون» جیسے بلند و بانگ القاب سے مزین وملقب خوش نصیبان کی شان میں گستاخیاں کی ہیں، منہ بھر بھر کر انہیں گالیاں دینے کی ناروا کوششیں اور سعیٔ منحوس کی ہے، ان اعلی صفات کے حاملین پر رکیک حملے کئے ہیں، ان کی شانِ عالی مقام میں ایسی دشنام طرازیاں اور ہرزہ سرائیاں کی ہیں کہ منصف کے ماتھے پر گرمی کے دنوں میں بھی پسینے آجائیں، انتہائی بے شرمی اور بیحد ڈھٹائی کے ساتھ ان (نفوسِ قدسیہ) کے حق میں سب وشتم کے ایسے بیہودہ گولے برسائے ہیں کہ اسلام کیا انسانیت شرمسار ہو جائے، اس تناظر میں حاملانِ مسلک حق، اور غیورانِ دین وتوحید نے کھل کر نوٹس لیا، ان کے مسکت اور دنداں شکن جواب دے کر ان کا ناطقہ بند کیا ہے اور الحمد للہ وہ دنیا میں رسوا ہوئے، اور مجھے یقین کامل ہے کہ وہ عند اللہ روزِ قیامت بھی ذلیل و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسوا ہوں گے۔ان شاء اللہ؛اسی تناظر میں خاکسار ہیچمدان کی یہ حقیر سی کوشش بھی قارئین باتمکین کی نذر کی جارہی ہے گر قبول افتدزہے عزوشرف۔

رفیقِ مکرم **مولانا محمد کلیم انور التیمی المدنی** مبارک باد اور خصوصی شکریے کے مستحق ہیں، جن کی خواہش وایماء اور پر یہ کتاب ترتیب پائی،موصوف نے قوم وملت کا درد، تعلیم وتعلم کی کسک،ترویجِ تعالیم کتاب وسنت کی تڑپ اور اشاعتِ دین کا جذبۂ حسین وافر مقدار میں پایا ہے،اور اسی کے زیر اثر جھارکھنڈ کے سنگلاخ علاقہ (گانڈے، ضلع گریڈیہہ)میں تعلیم وتربیت،دعوت وتبلیغ،اصلاح وتزکیہ، تعمیر وتفہیمِ صحیح کا (بنام:جامعہ امام ابن باز الاسلامیہ)ایک شجر سایہ دار لگایاہے،شعبۂ حفظ کی ابتدائی تعلیم(بنام معہد زید بن ثابت لتحفیظ القرآن الکریم) سے شروع ہونے والا یہ نوخیز ادارہ انتہائی قلیل مدت میں دیکھتے ہی دیکھتے جامعہ کی شکل اختیار کر چکا ہے،اور موصوف کی حد درجہ کاوشوں اور بے انتہا کوششوں سے ثمر بار ہے،اور ماشاء اللہ قریب ودور کے طالبانِ علومِ نبوت اپنی علمی تشنگی اور فقہی گرسنگی بجھاتے ہیں،جن کی تعلیم وتربیت کے لئے منجھے ہوئے چشیدہ کار اور تجربہ کار اساتذہ ومعلمین کو بحال کرنے میں بھی باتوفیق ثابت ہوئے ہیں،اور۔ماشاء اللہ۔اساتذہ کی ماہر ٹیم کو جمع کرنے میں کامیابی کی طرف قدم زن ہیں اور مزید کے لئے کوشاں، تاکہ ہند وبیرونِ ہند کی جامعات کی صفِ اول میں اس کا شمار ہوسکے(اللہ کامیاب وکامران کرے، آمین)۔

آپ نے اسی پر بس نہیں کیابلکہ شعبۂ دعوت وتبلیغ،شعبۂ رفاہِ عامہ، شعبۂ تعمیرِ مساجد، شعبۂ تصنیف وتالیف اور ترجمہ وتحقیق کو بھی خوب خوب فعال کرر کھا ہے،اور تمام شعبہ جات اپنی ذمہ داریاں بخوبی نباہ رہے ہیں،جعله الله في موازينِ حسناته ورفعة لدرجاته، و بركة في أعماله و أعماره.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

آپ نے علاقہ کی مختلف مساجد وجوامع میں خطبہ جات اور دروس ومحاضرات کا بھی سلسلہ حسین سے پورے علاقہ کو مزین ومنور کررکھا ہے۔

جامعہ امام ابن باز الاسلامیہ کے انتہائی فعال، لائقِ تحسین وآفریں، قابلِ صد رشک اور سرگرم شعبۂ تصنیف وتالیف سے یہ کتاب بھی آپ کے اہتمام وطلب پر شائع ہورہی ہے, اس سے پہلے بھی آں محترم کی طلب واہتمام پر خاکسار کی ایک ضخیم اور عظیم کتاب (بدعات اور ان کی ہلاکت خیزیاں) شائع ہوکر خواص وعوام سے داد وتحسین وصول کرچکی ہے، فللہ الحمد و المنة.

کتاب کی تیاری میں خاکسار نے بھرپور کوشش کی ہے کہ ان نفوسِ قدسیہ کے فضائل ومناقب اور ان کے تذکرے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا جائے، جو بات بھی درج کی جائے، حوالے کے ساتھ مستند طور پر ذکر کی جائے، اور اختصار کے ساتھ ہی سہی تمام امور کو محیط ہو، تاکہ قاری کو اطمینانِ قلب حاصل ہو۔

اپنی اس کوشش وکاوش میں خاکسار کہاں تک کامیاب ہوسکا ہے، اس کا فیصلہ توباذوق قارئین کے ہاتھوں ہے، تاہم اتنی گزارش ضرور کرنا چاہتا ہے کہ (المرء قليل بنفسه كثير بإخوانه) کے پیش نگاہ اگر کوئی خامی، غلطی، سہو ونسیان اور کہیں تقصیر و خلل نظر آئے تو راقم آثم کو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ۔ بصد شکر وسپاس۔ آئندہ اشاعت میں اس کی اصلاح کی جاسکے، کیوں کہ کامل ومکمل اور عیوب ونقائص سے مبرا ذات صرف اللہ کی ہے، اور أبى الكمال إلا أن يكون لله ایک مسلمہ حقیقت ہے، خیر خواہی، نیک نیتی، اور اخلاصِ دل سے پیش کی جانے والی ہر تنقید۔ پیشگی شکریے کے ساتھ۔ بلاکسی تاخیر قبول کی جائے گی، ان شاءاللہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب پر نظر ثانی فقیہِ زماں اور علامہ دوراں فضیلۃ الشیخ محمد اشفاق سلفی ثم مدنی (استاذ حدیث دار العلوم احمدیہ سلفیہ در بھنگہ، بہار) نے انتہائی دقیق نگاہوں سے فرمائی ہے، اور ۱۴-۱۳ منٹ کے آڈیو رکارڈ کرکے اپنے قیمتی ملاحظات درج فرمائے ہیں، ملاحظات کی تصحیح کرلی گئی ہے، بلاشبہ شیخ محترم -حفظہ اللہ- کی نظر ثانی سے کتاب کی علمی قیمت ومعنویت میں خوب اضافہ ہوا ہے، اللہ شیخ محترم کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اسی پر بس نہیں بلکہ اپنی کثرتِ مشغولیات کے باوجود ایک مختصر مگر جامع مقدمہ کتاب تحریر فرمایا ہے، جو دریا در کوزہ کے مصداق ہے۔

اللہ سے بہ تضرع وابتہال اور عاجزی وانکساری دعا ہے کہ وہ ہماری اس حقیر سی کوشش کو قبول فرمائے، ہماری، ہمارے والدین، اساتذہ، مشائخ، اور متعلقین کی بخشش کا ذریعہ ثابت ہو، ہمارا حشر بھی ان نفوسِ قدسیہ کے ساتھ فرمائے، ناشر۔ بوجہِ خاص جناب شیخ کلیم انور مدنی۔ کی نجات کا سبب ہو، موصوف کے عزائم کو کوہِ ہمالہ کرے، انہیں خدمتِ اسلام کی مزید توفیق ارزانی فرمائے، اور ان کی ان کوششوں کو شرفِ قبولیت بخشے، آمین آمين لا أرضى بواحدة *** حتى أضيف إليها ألف آمينا.

آپ کا دینی بھائی:

ابو اسامہ/عبد السلام بن صلاح الدین مدنی
داعی ومترجم: دفترِ تعاون برائے دعوتِ جالیات، میسان (طائف)
مملکتِ سعودی عرب
برائے رابطہ: smadani۸۰@gmail.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ الْحَمْدَ لله، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، ونَعُوذُ بِالله مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلا تَمُوتُنَّ إِلا وأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ ﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالأَرْحَامَ إِنَّ اللهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾.

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَقُولُوا قَوْلاً سَدِيدًايُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ أَمَّا بَعْدُ[1]

جب آپ ﷺ کو ﴿يا أيها المزمل﴾ کہہ کر ﴿فاصدع بما تؤمر و أعرض عن المشركين﴾ کے ذریعہ دعوتِ الٰہی کا حکمِ ربانی ملا اور آپ ﷺ

(۱) اسے خطبہ کو، ،خطبۂ حاجہ" کہا جاتا ہے، جسے رسول اللہ ﷺ اپنی تمام تر تقریروں اور جمعہ کے خطبات وغیرہ کی ابتدا میں پڑھتے تھے، اور اپنے صحابۂ عظام کو بھی سکھاتے تھے، دیکھئے علامہ البانی کا مختصر کتابچہ: <u>خطبة الحاجة التي كان رسول الله ﷺ يعلمها أصحابه</u> ، جس میں آں رحمہ اللہ نے خطبۂ مذکورہ کی تخریج و تحقیق اور اس پر عمل کے تعلق سے انتہائی نفیس بحث فرمائی ہے، اتباعِ رسول ﷺ میں ہم اسلامیانِ عالم کو بھی اپنی تقریر و تحریر کی ابتدا اسی سے کرنی چاہئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے مشن میں بلا کم و کاست اور انتہائی تندہی کے ساتھ مشغول ہو گئے تو پھر کیا تھا، دیکھتے ہی دیکھتے آپ کے حلقہ یاراں میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور

لوگ آتے اور کارواں بنتا گیا

اس قافلہ میں آنے والے خوش نصیب افراد (جنہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا، آپ پر ایمان لائے، اور اسی ایمان پر موت ہوئی) کو صحابہ جیسے عظیم لقب سے ملقب کیا گیا، اور اس میں کوئی تفریق نہ کی گئی، فلاں کی صحبت مختصر رہی یا طویل تر، ان کی عمر لمبی تھی یا کہتر، وہ آپ ﷺ کے ساتھ ایک سال رہے، یا ایک ماہ، ایک ہفتہ رہے یا ایک دن، یا ایک ساعت ان کو یہ شرف مل گیا کہ وہ صحابی ہیں، اور مقام صحبتِ نبوت کے وہ حقدار ہیں۔

صحابی کسے کہتے ہیں؟

صحابی کی تعریف عربی لغت میں: صحابی عربی لفظ ہے، جو صحب یصحب صحبة اور صحابة سے ماخوذ ہے جس کے معنی (ایک ساتھ زندگی گزارنا) کے آتا ہے (دیکھئے: لسان العرب: ۵۱۹/۱)

صحابی یہ ایک مفرد لفظ ہے، اس کی جمع: (اصاحب)، (اصاحیب)، (صحب)، (اور (صحابہ) آتی ہے[۱]

صحابی کی تعریف شرعی اصطلاح میں: صحابی کی شرعی تعریف میں علمائے اسلام کی مختلف رائیں ہیں اور علمانے مختلف تعریفیں کی ہیں، مگر ان میں سب سے جامع اور مانع تعریف وہ ہے جو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کی ہے، وہ فرماتے ہیں:

(۱) دیکھئے: لسان العرب: ۲/ ۷۔۹، تاج العروس: ۳۳۱/۱-۳۳۲

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"جس نے نبی ﷺ سے حالت ایمان میں ملاقات کی ہو اور حالتِ اسلام میں وفات پائی ہو، ہر وہ شخص "لقا" میں داخل ہے، جس نے نبی ﷺ سے مجالست حاصل کی، خواہ یہ طویل ہو یا مختصر، اور خواہ وہ آپ ﷺ سے روایت کرے یا نہ کرے، اس نے آپ ﷺ کے ساتھ کسی غزوے میں شرکت کی ہو یا نہ کی ہو، اس نے آپ ﷺ کی رویت کی ہو اگرچہ مجالست نہ ہو، اور اگرچہ اس نے کسی عارضے کی وجہ سے نہ دیکھا جیسے نابینا ہونا"۔[1] اسے صحابی کہتے ہیں چناں چہ اگر کسی بھی فرد نے نبیٔ اکرم ﷺ سے ملاقات کی، آپ پر ایمان لایا، اور ایمان کی ہی حالت میں موت ہوئی تو وہ صحابی کہلائیں گے، چاہے یہ ملاقات لمبی رہی ہو یا مختصر، دیر تک رہی ہو یا کچھ ساعات کے لئے، انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ کسی غزوہ میں شرکت کی ہو یا نہیں کی ہو، آپ ﷺ سے کوئی روایت مروی ہو یا نہیں، ہاں یہ بات تو ضرور ہے کہ جو آپ ﷺ کے شرفِ صحابیت سے ایک لمبی مدت تک بہرہ مند رہے، وہ ان سے افضل ہیں جو مختصر مدت تک شرفِ صحابیت سے محظوظ ہوئے، فرقِ مراتب ضرور ہے۔

---

(۱) دیکھئے: اختصار علوم الحدیث ۱ ۴۹۱، الکفایۃ فی علم الروایۃ ص ۵۱، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ۱/ ۱۶، فتح المغیث ۲/ ۳۰، الاحکام فی اصول الاحکام: ۲/ ۸۶-۸۷، حافظ ابن حجر عبارت یوں ہے (من لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مؤمناً به، ومات علی الاسلام، فیدخل فیمن لقیه من طالت مجالسته له أو قصرت، ومن روی عنه أو لم یرو، ومن غزا معه أو لم یغزُ، ومن رآه رؤیة ولو لم یجالسه، ومن لم یره لعارض کالعمی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح اگر کوئی نابینا آپ ﷺ سے ملا، ایمان لایا، اور ایمان پر ہی موت ہوئی، وہ بھی صحابی ہیں جیسے عبد اللہ بن (۱) اُم مکتوم۔ رضی اللہ عنہ وعن الصحابۃ أجمعین۔

صحابہ کی تعداد

صحابہ کرام کی حیات طیبہ پر لکھی گئی کتابوں، مؤلفات اور مصنفات (مثلاً: ابن عبد البر کی "الاستیعاب فی اسماء الأصحاب" ابن اثیر جزری کی "اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ" حافظ ابن حجر کی "الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ" امام احمد بن حنبل کی "فضائل الصحابۃ احمد خلیل کی "علماء الصحابۃ" مولانا یوسف کاندھلوی کی "حیاۃ الصحابۃ" ابو نعیم کی "معرفۃ الصحابۃ"، تجرید الصحابۃ، امام دار قطنی کی "فضائل الصحابۃ" اور شیخ نایف الحمد کی "فضائل الصحابۃ") پر بنظر غائر نگاہ ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کی تعداد کثیر در کثیر تھی، جن کا احاطہ، استیعاب اور استقصا ممکن ہی نہیں محال ہے، چنانچہ خود امام ابن اثیر جزری لکھتے ہیں: "اگر خود صحابہ اپنے زمانے میں اپنے نام محفوظ رکھتے تو ان کی تعداد اس سے دوگنا زیادہ ہوتی جن کا تذکرہ علمانے فرمایا ہے" (۲) چناں چہ درج ذیل امور پر غور فرمائیں:

---

(۱) ابن ام مکتوم کے نام کے بارے میں مشہور تو یہی ہے کہ آپ کا نام (عبد اللہ) تھا، مگر صحیح، راجح اور اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ آپ کا نام (عمرو بن قیس) تھا، دیکھئے: التعلیق الذہبی علی مبہمات النووی لأبی فارس ولید بن أنیس الجابوصی الہاشمی ۱۳۴/۵، نیز دیکھئے: الاصابہ ۴/۴۹۴، شرح الزرقانی ۲/۲۱)

(۲) اسد الغابہ ۱/۱۰۹۔ تحقیق عادل عبد الموجود وعلی محمد معوض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہجرت کے بعد مسلمانوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا گیا، چنانچہ ایک موقعہ پر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ مجھے ان لوگوں کے نام بتاؤ جو اب تک مسلمان ہوئے ہیں، آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل ہوئی تو کل تعداد (١٥٠٠) ہوئی۔[١]

یہ حکم کب دیا گیا تھا؟ علما نے مختلف رائیں دی ہیں، حافظ ابن حجر کے بقول:

"یہ حکم غزوۂ خندق کے کھودنے کے وقت کا ہے، جیسا کہ ابن التین کی شرح میں بہ جزم کامل موجود ہے"۔[٢]

صلحِ حدیبیہ میں جو صحابہ شریک ہوئے تھے، ان کی تعداد (١٤٠٠، یا ١٥٠٠) بتائی جاتی ہے[٣]

غزوۂ حنین میں خادم اور خواتین کے علاوہ کی تعداد ١٢٠٠٠ (بارہ ہزار) تھی[٤]

غزوۂ تبوک میں آپ کے ساتھ شریک ہونے والے صحابہ کی تعداد ٣٠٠٠٠ (تیس ہزار) تھی، اور ١٠٠٠٠ (دس ہزار) گھڑ سوار تھے[٥] (جبکہ اس غزوہ میں حضرات کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع (رضی اللہ عنہم) کے علاوہ کوئی بھی پیچھے نہیں رہا تھا، اس عدد کے ساتھ اگر بچے، عورتیں، معذور اور دوسرے شہروں (مکہ، طائف وغیرہ) اور دیہات کے مسلمانوں کو ملا لیا جائے، تو یہ تعداد ایک لاکھ ہو سکتی ہے، اور اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے۔

---

(١) بخاری حدیث نمبر (٣٠٦٠)، مسلم حدیث نمبر (١٤٩) من حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ۔

(٢) دیکھئے فتح الباری: ٢٠٥/٦

(٣) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (٣٥٧٧)، مسلم حدیث نمبر (١٨٥٦)

(٤) دیکھئے: اسد الغابہ ١٢/١)

(٥) دیکھئے: طبقات ابن سعد...)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حجۃ الوداع میں آپ ﷺ کے ساتھ ۴۰۰۰۰ (چالیس ہزار) صحابہ نے حج ادا فرمایا[۱]، جبکہ امام سخاوی نے ابوزرعہ کا بیان نقل فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ حج کرنے والوں کی تعداد ۱۱۴۰۰۰ (ایک لاکھ چودہ ہزار) تھی[۲]۔

کہا جاتا ہے کہ جس وقت آپ ﷺ کی وفات ہوئی اس وقت مسلمانوں (مرد وعورت) کی تعداد ۱۲۴۰۰۰ (ایک لاکھ چوبیس ہزار) تھی[۳]۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو اس وقت ۶۰۰۰۰ (ساٹھ ہزار) صحابہ کرام موجود تھے، ۳۰۰۰۰ مکہ میں اور ۳۰۰۰۰ مدینہ میں[۴]۔

ابوزرعہ رازی فرماتے ہیں: ,,جن لوگوں نے آپ ﷺ کو دیکھا یا آپ سے سنا ان کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز تھی[۵]۔

---

(۱) دیکھئے: مقدمہ ابن صلاح ص ۱۵۱

(۲) دیکھئے: فتح المغیث للسخاوی: ۴/۴۹-۵۴، شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ: ۹/۳۰۸

(۳) دیکھئے: شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة: ۹/۳۰۸

(۴) دیکھئے فتح المغیث: ۳/۱۰۲

(۵) دیکھئے: الاصابہ فی تمیز الصحابہ ۱/۱۲۹، المقنع فی علوم الحدیث از حافظ ابن الملقن (تحقیق احمد فتحی حجازی): ص/۲۹۳، علم الجرح و التعدیل از ڈاکٹر یوسف المرعشلی ص/۱۹۱) (ابوزرعہ کے اس بیان کے بارے میں بعض لوگوں کی توجیہ یہ ہے کہ انہوں نے ان صحابہ کرام کے بارے میں کہا ہے، جن سے حدیثیں مروی ہیں، اور جن سے حدیثیں روایت نہیں کی گئی ہیں، اگر ان کو بھی ملا لیا جائے تو اس کی تعداد مزید بڑھ جائے گی (دیکھئے مقدمہ اصابہ: ۱/۱۳۰)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

بایں ہمہ امام بخاری -رحمہ اللہ- فرماتے ہیں کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنے غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے واقعہ کے ذیل میں فرماتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمان (صحابہ) اس قدر تھے کہ کسی دیوان میں بھی اتنے نام نہیں سموئے جا سکتے ہیں"[(١)]۔

- صحابہ کے احوال پر لکھی گئی کتابوں میں سب سے ضخیم، عظیم اور شامل ترین کتاب (الاصابہ فی تمییز الصحابہ از حافظ ابن حجر) ہے، اس میں انہوں نے جن صحابہ کے ناموں کا تذکرہ فرمایا ہے، ان کی تعداد (٩٤٧٧) ہے، جن کے نام معلوم ہو سکے ہیں، جن صحابہ کی شہرت کنیتوں سے ہے، ان کی تعداد (١٢٦٨) ہے، (١٥٢٢) صحابیات کا تذکرہ کیا گیا ہے، لیکن حافظ ابن حجر نے مقدمہ میں یہ بات ذکر فرمائی ہے کہ جن کے نام ذکر کئے گئے ہیں، سب کی صحبت ثابت ہو ایسا نہیں ہے، بلکہ اس کتاب میں چار قسم کے صحابۂ کرام کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

(الف) جن کی صحبت بطریقِ روایت وارد ہوئی ہو چاہے یہ روایت ان سے مروی ہو یا ان کے علاوہ دوسرے سے، چاہے یہ طریق صحیح سند سے مروی ہو یا ضعیف سند سے۔

(ب) بچوں میں جن صحابہ کا تذکرہ کیا گیا ہے، جن کی ولادت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہوئی ہو، اور ان کے سن تمییز میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی ہو، ان کا بھی تذکرہ اس لئے کر دیا گیا ہے کہ غالب امکان ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو گا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان بھی لایا ہو گا، کیوں کہ ایسا یقینی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کے والدین نے ضرور ان بچوں کو لایا ہو گا

(١) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (٤٤١٨) مسلم حدیث نمبر (٢٧٦٩)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ج) جن مخضرم صحابی کا تذکرہ جن کا ذکر بعض کتابوں میں کیا گیا ہے، جنہوں نے جاہلیت اور اسلام دونوں زمانہ پایا، جن کے بارے میں کوئی خبر نہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو کبھی دیکھا، آپ ﷺ کے ساتھ کبھی نشست و برخاست رکھی، چاہے انہوں نے نبی ﷺ کے زمانے میں اسلام قبول کیا یا نہیں (باتفاقِ علما یہ مخضرمین صحابہ کی فہرست میں شامل نہیں ہیں)

(د) اس کتاب میں ان ناموں کا بھی تذکرہ کر دیا گیا ہے، جن کے نام بر سبیل وہم یا غلطی صحابہ کی فہرست میں لکھ دئے گئے ہیں (۱)۔

مذکورہ تمام نقولات کے پیش نظر یہ بات بلا تردد و تذبذب کہی جا سکتی ہے کہ گو کہ صحابہ کی تعداد کسی خاص عدد معین (۱۱۴۰۰۰ یا ۱۲۴۰۰۰) میں محصور نہیں کیا جاسکتا، مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی، جس کا شمار و احصانا ممکن ہی نہیں محال ہے اور جیسا کہ کعب بن مالک نے فرمایا کہ اس وقت (غزوۂ تبوک پیش آمدہ ۸ھ میں) صحابہ کرام کی تعداد کافی زیادہ تھی تو اس کے بعد کے زمانہ میں کس قدر تعداد بڑھی ہوگی، ظاہر ہے کہ فتح مکہ تک (بلکہ حجۃ الوداع تک) تو اس تعداد میں بھی کافی حد تک اضافہ ہوا ہوگا

صحابہ کی پہچان کیسے ہو؟

صحابہ کی شناخت اور ان کے پہچان کے لئے علمائے معتبرین نے جو طریقہ کار ایجاد کئے ہیں، وہ یہ ہیں:

(الف) جن خوش نصیبوں کا صحابی ہونا بہ تواتر ثابت ہے، جیسے: حضرات ابو بکر، عمر، عثمان اور علی۔ رضی اللہ عنہم۔

---

(۱) دیکھئے: الاصابۃ ۱/۱۵۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ب) وہ خوش نصیبان جن کا صحابی ہونا بہ تواتر تو ثابت نہ ہو مگر بطریق مشہور ان کا صحابی ہونا ثابت ہو، جیسے حضرات: عکاشہ بن محصن فزاری، ضمام بن ثعلبہ (رضی اللہ عنہم) وغیرہ۔

(ج) جن صحابہ کا صحابی ہونا یقینی ثابت ہے، ان کی شہادت سے بھی اس کا ثبوت ہو سکتا ہے، جیسے کسی صحابی کا کہنا: "میں فلاں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، یا آپ ﷺ نے میرے سامنے فلاں سے بات چیت کی، یا ہم نبی ﷺ کے پاس آئے وغیرہ"۔

(د) ثقات تابعین کی شہادت سے بھی اس کا ثبوت ہو سکتا ہے۔

(ھ) کسی صحابی کا از خود یہ بتانا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل ہے (لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ ائمہ جرح وتعدیل کے یہاں ان کی عدالت مقبول ہو)[1]۔

صحابہ کے طبقے

مختلف حیثیتوں سے صحابہ کے مختلف طبقے ہیں، چنانچہ روایتِ حدیث، آپ ﷺ سے شرف لقا، اسلام لانے میں سبقت حاصل کرنے کے لحاظ ان کے مختلف طبقے قائم کئے گئے ہیں، چناں چہ ابن سعد نے اپنی کتاب (طبقاتِ سعد) میں ان کے اسبقیت اور غزوات میں حاضری کے اعتبار سے پانچ طبقے ذکر کئے ہیں۔

(۱) بدری مہاجرین (وہ مہاجر صحابہ جو غزوۂ بدر میں شریک ہوئے)

(۲) بدری انصار (وہ انصاری صحابہ جو غزوۂ بدر میں شریک ہوئے)

(۳) بہت پہلے اسلام قبول کیا مگر غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہوئے

(۴) جو صحابہ فتحِ مکہ سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے

---

(۱) دیکھئے: نخبۃ الفکر از ابن حجر: ۴/۲۴/۷، تدریب الراوی: ۲/۶۷۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۵)جو صحابہ فتحِ مکہ کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئے[۱]

محدثِ مشہور امام محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری نے صحابہ کے بارہ مختلف طبقے ذکر کئے ہیں جو درج ذیل ہیں

(۱)وہ لوگ جنہوں نے مکہ میں اسلام قبول کیا

(۲)دار الندوہ والے صحابہ کرام(یعنی وہ صحابہ جو دار الندوہ میں شریک ہوئے تھے)

(۳)وہ صحابہ کرام جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی

(۴)وہ صحابہ کرام جنہوں نے عقبہ اولی میں آپ ﷺ سے بیعت کی

(۵)وہ صحابہ کرام جنہوں نے آپ ﷺ کے ہاتھوں پر عقبہ ثانیہ میں بیعت کی

(۶)مدینے میں داخلہ اور تعمیرِ مسجدِ نبوی سے قبل ہجرت کر کے قبا میں جو صحابہ کرام آپ ﷺ سے آملے تھے

(۷)وہ صحابہ کرام جو غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے

(۸)غزوہ بدر اور صلحِ حدیبیہ کے درمیان جن صحابہ کرام نے ہجرت کی

(۹)وہ صحابہ کرام جو بیعتِ رضوان میں شریک ہوئے تھے

(۱۰) صلح حدیبیہ اور فتحِ مکہ کے درمیان ہجرت کرنے والے صحابہ کرام

(۱۱) قریش کے وہ لوگ جنہوں نے فتحِ مکہ کے دن اسلام قبول کیا

(۱۲)وہ بچے جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کو فتحِ مکہ یا حجۃ الوداع کے موقعہ پر دیکھا[۲]

---

(۱) دیکھئے: طبقات ابن سعد تحقیق احسان عباس: ۶/۳۰)

(۲) دیکھا جائے: معرفۃ علوم الحدیث (تحقیق معظم حسین مصری) ص ۲۲-۲۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام حاکم کی اس تقسیم پر غور فرمائیں تو معلوم ہو گا کہ دوسرے اسباب و عوامل سے صرفِ نظر کرتے ہوئے انہوں نے ان صحابہ کو مقدم رکھا ہے جنہوں نے پہلے اسلام قبول کیا ہے، بر خلاف ابن سعد کے، کہ انہوں نے غزوات میں شرکت اور دخول اسلام میں اسبقیت دونوں کو ملحوظ خاطر رکھا ہے، چنانچہ انہوں نے بدری مہاجر (وہ صحابہ جنہوں نے غزوۂ بدر میں شرکت کی تھی) بدری انصاری سے طبقے کے لحاظ سے اعلی رکھا ہے، اور جو مہاجرین و انصار غزوۂ بدر میں شریک ہوئے، وہ رتبہ کے لحاظ سے ان لوگوں سے ۔ بہر حال ۔ اعلی ہیں، جنہوں نے غزوۂ بدر میں شرکت نہیں کی تھی، گو کہ وہ بہت پہلے ہی مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے۔

یہاں یہ بات انتہائی جلی صورت میں واضح رہنی چاہئے کہ صحابہ ؓ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے درمیان یہ ترتیب اور درجات اجمالی طور پر ذکر کئے گئے ہیں، انفرادی طور پر ہر ایک کی الگ الگ فضیلت و مرتبہ ہے، چنانچہ تمام اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ سب سے افضل ابو بکر، پھر عمر بن خطاب، پھر عثمان بن عفان اور پھر علی رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں، پھر عشرہ مبشرہ میں سے باقی صحابہ (سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید، طلحہ بن عبد اللہ، زبیر بن عوام اور عامر بن جراح (ابو عبیدہ) ہیں، پھر غزوہ بدر میں شریک ہونے والے، پھر غزوۂ احد میں شریک ہونے والے، پھر بیعتِ رضوان میں شریک ہونے والے، پھر جن سابقین اولین میں سے بیعتِ عقبہ اولی اور ثانیہ میں شرکت کا موقعہ ملا افضل ہیں[۱]۔

(۱) دیکھئے: تدریب الراوی از سیوطی: ۶۸۲/۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کا زمانہ

صحابہ کرام کا زمانہ بعثتِ نبوی سے شروع ہوتا ہے، اور پہلی صدی کے آخر تک ختم ہو جاتا ہے، اس طرح نبی اکرم ﷺ کی وہ پیشین گوئی حرف بہ حرف ثابت ہو جاتی ہے جس میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: «فان رأس مأة سنة لا يبقى ممن هو اليوم على ظهر الأرض أحد»[۱] ''جو لوگ آج موجود ہیں، سو سال کے بعد ان میں سے کوئی بھی روئے زمین پر نہیں ہو گا، چنانچہ:

- مدینہ کے صحابہ میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ آخری صحابی ہیں جن کی وفات۔ باختلافِ روایت۔ ۹۱ھ یا ۹۲ھ میں ہوئی۔
- انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں ۹۱ھ، ۹۲ھ یا ۹۳ھ میں ۱۰۳ سال کی لمبی عمر پا کر وفات پائی۔
- لیکن ان سب میں ابو الطفیل عمرو بن واثلہ رضی اللہ عنہ نے ۱۰۰ھ میں وفات پائی۔

صحابہ کرام کی چند اہم خصوصیات

- یہ وہ مقدس گروہ تھا جنہوں نے آپ ﷺ کی صحبت پا کر اپنی خوشی و مسرت کا اظہار فرمایا۔
- یہ وہ نفوسِ قدسیہ ہیں جن کو آپ ﷺ کی جمال جہاں آراء سے اپنی آنکھیں روشن کرنے اور اپنی مجلس نشینی کی سعادت نصیب ہوئی۔
- یہ وہ مقدس جماعت تھی جن میں کا ہر فرد: خشیتِ الٰہی، تقویٰ ربانی، تواضع وانکساری، جاں بازی وخوش اخلاقی، حق گوئی وجہاں بانی، دیانت داری

---

(۱) بخاری حدیث نمبر (۶۰۱)، مسلم حدیث (۲۵۳۷)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وقربانی، استقامت وشکیبائی، جرات وپامردی، احسان پروری اور معدلت گستری کا پیکرِ جمیل تھا، اور یہی اوصافِ حمیدہ دیکھ کر رب تعالی نے انہیں بیشتر دفعہ (رضی اللہ عنهم و رضوا عنه) کا خطاب دیا۔

- یہ وہ پاک طینت ہستیاں ہیں جنہوں نے ترویجِ اسلام میں کوئی بھی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔
- یہ وہ مبارک جماعت تھی جس نے خیر القرون کی تجلیاتِ ایمانی کو اپنے ایمان وعمل میں پوری طرح سمونے کی کوشش کی، اور ایمان وعمل کی بادِ بہاری سے اپنے قلب وجگر کو مجلی ومنور فرمایا۔
- جنہوں نے آپ ﷺ کی صحبت پائی اور آپ کے ابروئے اشارہ پاکر اپنی جانیں آپ کے قدموں پر نچھاور کر دیں، میدانِ جہاد میں اپنی جانیں ہتھیلیوں میں رکھ کر شجاعت وبہادری کی لازوال داستانیں رقم کیں، اور اپنے خون کی سرخی سے اسلام کے پودے کو تناور درخت، اور شجرِ ثمر بار بلکہ لازوال بنا دیا۔
- جنہوں نے اپنی جانیں تو گنوانا پسند فرمایا، مگر آپ کی تعلیمات سے سرمو انحراف کرنا پسند نہیں کیا۔
- جنہوں نے اپنی جان ومال آپ ﷺ کے کہنے پر اسلام کی نشر واشاعت اور توحید وسنت کی ترویج ودعوت کے لئے بے دریغ خرچ کیا، اور خوب خوب کیا اور اس کی کوئی پرواہ نہ کی، بلکہ خرچ کر کے مسرت وسعادت محسوس کی۔
- جنہوں نے اپنا سب کچھ (جان، مال ومنال، وقت، اور عزت وعظمت) نچھاور فرما کر اسی میں اپنی سعادت سمجھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- جنھوں نے یہ بھی پسند نہیں کیا کہ آپ ﷺ کے پاؤں میں کانٹے چبھیں اور انہیں (آپ ﷺ کو) کوئی گزند نہ پہنچے۔
- جنھوں نے آپ ﷺ کے تھوک تک کو اپنے چہرے پر مل کر اسے خوش نصیبی سمجھی
- یہ وہ میمون گروہ تھا جنہیں اللہ تعالی نے دنیا ہی میں مغفرت، جنت اور اپنی رضامندی کی ضمانت دے دی (و کلا وعد الله الحسنى)
- یہ وہ مبارک طائفہ منصورہ تھا کہ اللہ تعالی کو ان کا ایمان و وفا کا انداز اس قدر پسند آیا کہ بعد میں ایمان لانے والے کے لئے کسوٹی اور محک قرار دیا
- یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے اپنی زندگیاں آپ ﷺ کے آگے اور پیچھے ہو کر گزاری اور جاں سپاری اور وفا شعاری کا اعلی ترین نمونہ پیش فرمایا
- یہ وہ خوش قسمت لوگ تھے جنھوں نے اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اپنے خویش و اقارب سے دشمنیاں مول کر اپنے باپوں، بھائیوں اور رشتہ داروں سے جنگ و جدال کیا
- جنھوں شام و سحر اور دن ورات آپ کی خدمت میں اپنے آپ کو وقف کر دیا
- یہ وہ خوش نصیب افراد تھے جنھوں نے قرآن کریم اترتے ہوئے دیکھا
- یہ وہ خوش نصیب لوگ تھے جنھوں نے براہِ راست آپ ﷺ سے تعلیمات حاصل کی، آپ سے مسائل پوچھے، واقعات رونما ہوتے ہوئے دیکھا
- یہ وہ خوش نصیب افراد تھے، جنہیں اللہ نے (أولئک هم الراشدون) کا تمغہ عطا فرمایا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

- وہ وہ خوش قسمت لوگ تھے جنہیں رب کائنات نے (أولئک هم المفلحون) کے خطاب سے سرفراز فرمایا
- یہی وہ لوگ تھے جو (أولئک الذین امتحن اللہ قلوبهم للتقوی) کی سند سے سرفراز ہوئے
- یہی وہ مقدس جماعت تھی جن کے دلوں میں ایمان کی دولت محبوب تر اور ان کے ذہن ودماغ میں حرارتِ ایمان مزین کردیا گیا تھا
- یہ گروہ وہ تھا کہ جنہوں نے آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ (قولی، فعلی اور تقریری) من وعن، بلاکم وکاست اور بغیر کتر بیونت کے ہم تک پہنچایا
- اگر یہ مقدس جماعت نہ ہوتی۔ اللہ کے بعد۔ تو دین اسلام ہم تک نہ پہنچ پاتا
- اگر –اللہ کے بعد– یہ نفوسِ قدسیہ نہ ہوتی تو ہم تک اسلامی عقائد کا ورود نہ ہوتا
- اگر ۔اللہ کے بعد۔یہ عظیم لوگ اور ان کے انمٹ نقوش نہ ہوتے تو نبیٔ اکرم ﷺ کے سنن وآثار، اور احادیث واخبار ہم تک درست طریقے سے نہ پہنچ پاتے
- انہی مقدس جماعت کی زبانی ہم نے قرآن کریم کی تعلیمات سیکھی
- انہی مقدس گروہ کی زبانی احادیث نبویہ محفوظ ہوئیں
- اورانہی مقدس گروہ کی زبانی آپ ﷺ کے اقوال وافعال، اورآپ ﷺ کے عادات واطوار محفوظ ہوئے

صحابہ کرام کی چند اہم صفات

سبھی جانتے ہیں کہ صحابہ کرام وہ تھے، جنہوں نے آپ ﷺ کے فیضِ صحبت کا بھرپور فائدہ اٹھایا تھا، نتیجتاً ان میں عظیم اوصاف وکمالات، ستودہ خصائص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وامتیازات، اور قابلِ رشک خصائل وصفات کا ہونا ازبس ضروری تھا، ذیل میں ان ہی عطر بیز صفات وشمائل کے تذکروں سے آیئے ہم سب اپنی مشامِ جاں کو معطر کریں، اور اپنی زندگیوں کو ان کے نقشِ قدم پر ڈھالنے کی کوشش کریں۔

(۱) ایمان ویقین

جب دلوں میں ایمان ویقین کی بادِ بہاری چلتی ہے تو ایسے مناظر سامنے آتے ہیں کہ کبھی کبھار یقین کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ کیا واقعی ایسے بھی واقعات رونما ہوئے ہیں یا ہو سکتے ہیں؟ لیکن صحابہ کرام کی مقدس جماعت جب مشرف بہ اسلام ہوئی تو پھر ساری مصائب ومتاعب ایمان کے سامنے کافور ہو گئی اور تمام مشکلات تن آسانیوں میں تبدیل ہو گئیں، چند مناظر اور مظاہر آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

مکہ کے ظالم کفار بلال رضی اللہ عنہ کے سامنے اذیتوں سے دوچار کر کے کوئی باندھ نہ باندھ سکے، تو انہیں گرم ریت میں لٹا کر آپ کے سینے پر بھاری پتھر رکھ دیا جاتا تھا اور دین سے پھرنے کے لئے مجبور کیا جاتا تھا، مگر ایمان کی بادی بہاری تھی کہ صرف احد احد کا کلمہ جاری ہوتا تھا[۱]

آل یاسر (یاسر، ان کے والد، ان کی والدہ سمیہ۔ رضی اللہ عنہم۔) سے کون واقف نہیں ہوگا، اس خاندان پر تو ایذاء رانیوں اور ستم کامیوں کی حد کر دی تھی، بنو مخزوم نے تو ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دلاسہ دیتے اور فرماتے: «صبرًا يا آل ياسر، فإن موعدكم الجنة» ”آل یاسر! صبر کرو، کیوں کہ تمہارا ٹھکانہ جنت ہے“[۲]۔

---

(۱) دیکھئے: حلیۃ الأولیاء از ابو نعیم ۱/۱۴۸

(۲) سیرت ابن ہشام ۱/۳۱۹، شعب الایمان (بیہقی) ۲/۲۳۹ نمبر (۱۶۳۱)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ام شریک (غزیہ بنت جابر دوسی) (رضی اللہ عنہا) جب مسلمان ہوئیں تو ان کے اعزا واقارب نے ان کو دھوپ میں کھڑا کر دیا، اس حالت میں روٹی کے ساتھ شہد جیسی گرم چیز کھلا دیتے تھے، اور پانی تک نہیں دیتے تھے، تین دن گزرنے کے بعد ظالموں نے کہا کہ ”جس دین کو تم اختیار کیا ہے، اسے چھوڑ دو“ شدتِ تکلیف واذیت سے ان کی بات نہیں سمجھ سکیں، جب انہوں نے آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر بتایا تو سمجھیں اور بولیں :,,میں تو اسی دین قائم رہوں گی، اور اس سے ہر گز نہ پھروں گی،،[۱]

(۲) طمع وترغیب سے برگشتہ از اسلام نہ ہونا

ابتدائے اسلام میں جو صحابہ کرام آپ ﷺ کے ارد گرد جمع تھے، وہ فقر و فاقہ سے دوچار تھے، ضرورت و حاجت ان کو گھیرے ہوئے تھی، ایسے میں اغنیائے مشرکین کو لالچ و طمع ہوتی تھی کہ مال وتبار کی لالچ دے کر انہیں دینِ اسلام سے برگشتہ کر دیں، اور وہ دینِ اسلام ترک کر کے دوبارہ کفر وشرک کے دلدل میں جا گریں، لیکن جن کے قلوب واذہان میں دینِ اسلام گھر کر گیا تھا، بھلا ان کے پایہ ثبات واستقلال میں کیسے لغزش آسکتی تھی، چند نمونے ملاحظہ فرمائیں:-

خباب بن ارت رضی اللہ عنہ جو عاص بن وائل کے یہاں لوہار کا کام کرتے تھے ان کی اجرت عاص بن وائل کے یہاں باقی تھی، جب انہوں نے اس ملعون سے اس کا مطالبہ کیا تو جواباً کہا کہ ”جب تک تم محمد ﷺ کے ساتھ کفر نہ کروگے، میں نہیں دوں گا“

---

(۱) دیکھئے: طبقات ابن سعد (تحقیق محمد عبد القادر عطا) ۱۲۲/۸، جامع الآثار فی مولد النبی المختار ﷺ۔ از ابن ناصر الدین دمشقی۔: ۳۰۲۸/۶)

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

خباب نے فرمایا: ”یہ تو صبحِ قیامت تک نہیں ہو سکتا کہ میں دینِ محمد ﷺ سے پھر جاؤں“[۱]۔

اللہ اکبر!! اسے کہتے ہیں قوت ایمانی میں جبال راسیات کی طرح ڈٹ جانا جہاں اسلام سے برگشتہ کرنے کی کوئی بھی ترغیب کارگر نہ ہو سکی۔

غزوۂ تبوک میں کعب بن مالک رضی اللہ عنہ غزوہ سے پیچھے رہ گئے، نبیٔ اکرم ﷺ نے مکمل بائیکاٹ کر دیا، کفار کو خبر لگی، شاہِ غسان نے خط بھیجا کہ سنا ہے کہ تمہارے ساتھی نے تمہیں چھوڑ دیا ہے، اور تمہارے ساتھ ظلم کیا ہے، لہذا آپ ہمارے پاس آجائیں، ہم سے مل جائیں اور اپنے دین کو ترک کر دیں، ہم اپنے مال و منال کے ذریعہ آپ کی غم خواری کے لئے مکمل طور پر تیار ہیں،، مگر کعب نے اس خط کو پڑھا، اور فرمایا: ”یہ بھی ایک مصیبت ہے، اور اسے تنور میں ڈال دیا“[۲]۔

(۳) اخلاص و للّٰہیت

بے شک صحابہ کرام اخلاص و للّٰہیت کے مجسمِ پیکر تھے، ان کے اندر اخلاص و للّٰہیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، ان کی عبادتیں اخلاص و للّٰہیت کا بہترین نمونہ تھیں، حافظ ابن کثیر آیتِ کریمہ (تراهم ركعا سجدا) کی تفسیر میں ان کے اخلاص کا نقشہ کھینچتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں: ”اللہ نے انہیں کثرتِ عمل اور کثرتِ نماز سے موصوف فرمایا، اور یہ سب سے بہترین عمل ہے اور ان (اعمال) میں ان کو اخلاص کے ساتھ موصوف قرار دیا، اور اللہ کے لئے عمل کرنے کا حق دار قرار دیا جس کا اجر بلاشبہ

---

(۱) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۲۰۹۱) مسلم حدیث (۲۷۹۵)

(۲) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۴۴۱۸) مسلم حدیث نمبر (۷۱۶)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

جنت ہے جو اللہ کے فضل اور رزقِ الٰہی اور رضائے ربانی کو شامل ہے، اور پہلا (رضائے الٰہی) بلاشبہ دوسرے سے افضل ہے"[۱]۔

امام شربینی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "پھر اللہ تعالی نے (یبتغون) میں ان (صحابہ) کے اخلاص کی طرف اشارہ فرمایا جو تمام تر احوال وظروف میں تلاش کرتے ہیں، اور اس کے لئے بھرپور کوشش کرتے ہیں، اور اس میں اپنی عقلوں کو اپنی شہوتوں پر ترجیح دیتے ہیں" (دیکھئے: السراج المنیر فی الاعانۃ علی بعض معرفۃ بعض معانی کلام ربنا الحکیم الخبیر از محمد بن احمد خطیب شربینی: ۴/۵۷)

(۴) تکلیفیں برداشت کرنا

صحابہ کرام نے کوہِ عزم بن کر تمام تر تکلیفیں جھیلیں، صعوبتیں برداشت کیں، چند نمونے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں اور اپنے ایمان کی تجدید کریں۔

صہیب اور عمار رضی اللہ عنہما کو کفار مکہ لوہے کی زرہیں پہنا کر دھوپ میں چھوڑ دیتے تھے تاکہ وہ اسلام سے پھر جائیں، اور پرانے باپ داد کے دین پر لوٹ آئیں مگر یہ مشقتیں ان کے دین کی راہ میں حاجز نہ ہو سکیں[۲]۔

ابو فکیہہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی کم دلچسپ نہیں، انہیں اسلام قبول کرنے کے پاداش میں ان کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی جاتی تھی، پیٹھ پر پتھر رکھ دیا جاتا تھا، امیہ بن خلف نے تو حد کر دی تھی، ایک دن اس بدبخت نے ان کے پاؤں میں رسی باندھی اور گھسیٹنے کا حکم دیا، تپتی ہوئی زمین پر لٹا دیا، ادھر سے ایک گبریلا کا گزر ہوا، اس نے دیکھا تو بطور استہزا کہا: "یہی تیرا رب تو نہیں؟؟ اس پر ابو فکیہہ بولے: "میرا اور تیرا رب ایک ہی

(۱) دیکھئے تفسیر ابن کثیر: ۷/۳۶۱ مع تصرف یسیر

(۲) دیکھئے: سیر آعلام النبلاء از ذہبی ۱/۳۰۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے" اس بات پر اس نے ابو فکیہ کا گلا گھونٹ دیا، اس کے بھائی نے بھی تیل میں پٹرول چھڑکنے کا کام کیا، ان شدائد و مصائب کے باوجود بھی وہ دین اسلام پر جمے رہے[1]۔

سمیہ رضی اللہ عنہا اسلام میں پہلی شہیدہ کا درجہ رکھتی ہیں، ابوجہل نے اس قدر ستایا اور جور و ظلم کے اس قدر پہاڑ توڑے کہ الامان والحفیظ، ایک دن تو اندام نہانی میں اس قدر سخت انداز میں نیزہ مارا کہ جام شہادت نوش کر گئیں (مگر دین اسلام سے سرِ مو انحراف نہیں کیا)[2]۔

(۵) اللہ سے رضامندی

یقینا جب صحابہ کرام ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے، اسلام اور اس کی تعلیمات کو اپنے سینے سے لگایا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغامات کو اپنی پیشانی کا جھومر اور گلے کا ہار بنایا اور اسے اپنی حیاتِ مستعار کا سب سے عظیم سرمایہ قرار دیا اور اللہ سے اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا تو پھر اللہ تعالی نے اپنی بھی رضامندی کا اظہار فرمادیا (رضی اللہ عنهم و رضوا عنه) امام ماوردی فرماتے ہیں کہ (رضی اللہ عنهم و رضوا عنه) کے تین طریقوں سے وہ راضی ہوئے۔

(الف) اللہ ان (صحابہ کرام) کے ایمان و عمل سے راضی ہو گیا اور وہ (صحابہ کرام) اللہ کے وعدہ کردہ اجر و ثواب سے خوش ہو گئے۔

(ب) اللہ تعالی ان کی عبادت سے راضی ہو گیا، اور وہ اللہ کے ثواب سے راضی ہو گئے۔

---

(۱) دیکھئے: اسد الغابہ ۱/۲۶۴)) (ابو فکیہہ کا نام افلح تھا، یسار بھی کہا جاتا ہے، دیکھئے: الاصابہ لابن حجر ۱/۲۵۱)

(۲) دیکھئے: الاستیعاب ۳/۱۰۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ج) اللہ تعالی ان کی اطاعتِ رسول ﷺ سے خوش ہو گیا اور وہ قبول سے راضی ہو گئے[۱]

(۶) خشیتِ الٰہی

صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) خشیتِ ربانی اور خوفِ الٰہی سے جذبہ سے خوب خوب سرشار تھے، ان کے دل و دماغ تقویٰ الٰہی سے موجزن تھے، ان کے دل کانپتے رہتے تھے، جب جہنم کا ذکر آتا تھا، تو زار و قطار روتے تھے، جنت کے حسین تذکروں سے ان کی آنکھیں آنسو بہاتی تھیں، اور وہ تمام کے تمام «ويؤتون ما آتواو قلوبهم وجلة» (المؤمنون:۶۱) کے جذبے سے سرشار تھے۔

مائی عائشہ رضی اللہ عنہا اس آیت کے بارے میں فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو زنا کرتے ہیں، چوری کرتے ہیں (اور ڈرتے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے صدیق کی بیٹی نہیں (یہ مراد نہیں) ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ روزے بھی رکھتے ہیں، نماز بھی پڑھتے ہیں، صدقہ و خیرات بھی کرتے رہتے ہیں اور ڈرتے رہتے ہیں کہ ان کا عمل قبول ہو گا یا نہیں“[۲]۔

امام حسن بصری -رحمہ اللہ- فرماتے ہیں: ”قسم اللہ کی! انہوں نے عمل (صالح) بھی کیا، اور خوب خوب کیا اور انہیں خدشہ بھی لگا رہتا تھا کہ عمل قبول ہو یا نہ ہو“[۳]۔

---

(۱) دیکھئے النکت و العیون:۲/۳۹۵

(۲) دیکھئے: ترمذی حدیث نمبر (۳۱۷۵) البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے

(۳) دیکھئے: تفسیر مظہری ۵/۱۰۹، تفسیر سمعانی ۳/۹۹

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ابن ابوملیکہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”میں نے تیس صحابہ کرام کا زمانہ پایا، سب کے سب کو اپنے اوپر نفاق کا خدشہ لگا رہتا تھا، ان میں سے کوئی بھی نہیں کہتا تھا کہ ان کا ایمان جبریل ومیکائیل کی طرح ہے“(۱)

حافظ ابن حجر اس اثر کے بارے میں فرماتے ہیں: ”جن جلیل القدر صحابہ کرام کا زمانہ کا پایا، ان میں سر فہرست: حضرات: عائشہ، اسماء، ام سلمہ، عبادلہ اربعہ (عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عمرو، عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن زبیر) ابو ہریرہ، عقبہ بن حارث، مسور بن مخرمہ، (یہ وہ تھے جن سے انہوں نے حدیثیں سنی ہیں)، علی بن ابو طالب اور سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہم) شامل ہیں، ان تمام کو اپنے اوپر منافقت کا خوف لگا رہتا تھا، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس (منافقت) میں ملوث تھے، بلکہ یہ تو ان کا حد درجہ کا احتیاط، زہد وتقوی اور خوفِ الٰہی تھا“(۲)

ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں جناب قتادہ فرماتے ہیں کہ وہ کہتے تھے: ”کاش میں کوئی سبزہ ہوتا کہ جانور چر کر کھا جاتے“(۳)۔

ایک بار ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، ”میری بیٹی! یہ غلام، یہ دودھ دینے والی بکری وغیرہ مال غنیمت سے حاصل ہوا ہے، انہیں عمر بن خطاب کے پاس فورا

(۱) دیکھئے: بخاری قبل حدیث رقم (۴۸) السنۃ (الخلال) ۳/۶۰۷-۶۰۸، تعظیم قدر الصلاۃ ۲/۶۳۴، نیز دیکھئے حافظ ابن حجر کی: تغلیق التعلیق ۲/۵۲-۵۳

(۲) دیکھئے: فتح الباری: ۱/۱۱۱، نیز دیکھئے: ابن تیمیہ کی: الایمان: ص۴۰۹، اور ابن رجب کی جامع العلوم والحکم ص ۴۰۷

(۳) دیکھئے: کتاب المتمنین از ابن ابی الدنیا نمبر (۱۱)

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

لے جاؤ، پھر فرمانے لگے ,,کاش میں کوئی درخت ہوتا کہ کاٹ دیا جاتا (پھر بات ہی ختم ہوجاتی، اور حساب وکتاب نہ دینا پڑتا)[۱]

عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک بار انہوں نے سورۂ الطور پڑھی، جب (إِنَّ عذابَ ربِّك لواقعٌ)(الطور:۷)تک پہنچے تو اس قدر زار وقطار رونے لگے کہ بیمار ہوگئے، حتی کہ لوگوں نے آپ کی عیادت بھی کی[۲]

عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب قبروں کی زیارت کرتے تھے تو مارے خوف کے داڑھی بھیگ جاتی تھی، آپ سے کہا گیا: ”جنت وجہنم کا تذکرہ ہوتا ہے، تو آپ نہیں روتے، مگر قبروں کے پاس کھڑے ہوکر زارو قطار رونے لگتے ہیں، اس کی وجہ کیا ہے؟“ تو انہوں نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قبر آخرت کی منزلوں میں سب سے پہلی منزل ہوتی ہے، جو اس سے نجات پاگیا، اس کے بعد (کا مرحلہ) آسان ہے، اور جو اس سے نجات نہیں پاسکا تو اس کے لئے آگے کے مراحل سخت تر ہیں“[۳]

علی رضی اللہ عنہ لمبی تمناؤں اور خواہشات نفس کی پیری سے بہت زیادہ خوف کھایا کرتے تھے، اور فرماتے تھے، لمبی تمنائیں آخرت بھلا دیتی ہیں، اور خواہش نفس قبول حق سے روک دیتی ہے، نیز فرمایا کرتے تھے: ”سنو! دنیا آئی اور چلی گئی، مگر آخرت آرہی ہے اور ان میں سے ہر ایک کے بیٹے ہیں، لہذا تم آخرت کے بیٹے (آخرت

---

(۱) دیکھئے: مصنف ابن ابی شیبۃ ۱۳/۳۴۱، مصنف ابن عبد الرزاق ۷/۱۲۳)

(۲) دیکھئے: الجواب الکافی ص/۴۹

(۳) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ حدیث نمبر (۳۴۶۱)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

والے)بنو اور دنیا کے بیٹے نہ بنو، کیوں کہ آج عمل کرنے کا دن ہے، حساب کا نہیں، اور کل حساب وکتاب کا دن ہے، عمل کرنے کا نہیں۔"(۱)

ابو درداء قیامت کے دن سے اس قدر ڈرتے کہ کہتے تھے: "مجھے بڑا ڈر لگتا ہے کہ قیامت کے دن کہا جائے کہ "ابو درداء جو تم نے جانا، اس کے مطابق عمل کیا یا نہیں؟"(۲)

ابو عبیدہ عامر بن جرّاح رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: "کاش میں کوئی مینڈھا ہوتا، میرے گھر والے ذبح کر کے کھا جاتے"(۳) (یہ اس شخصیت کا عالم ہے جن کو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس امت کا امین) قرار دیا۔

تمیم داری نے ایک رات سورۂ الجاثیہ کی تلاوت فرمائی جب آیتِ کریمہ:

﴿أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَن نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ [الجاثية: ۲۱]. تک پہنچے تو صبح تک یہی آیت دہراتے رہ گئے(۴)

(۱) دیکھئے: تاریخ دمشق ۵۵۹/۲۳۔ تحقیق مصطفی عطا

(۲) دیکھئے: سیر أعلام النبلاء: ۳۴۷/۲، طبقات ابن سعد ۳۵۵/۴

(۳) دیکھئے: کتاب الزہد للامام أحمد نمبر (۱۰۲۸)

(۴) دیکھئے: کتاب الزہد لأحمد ص/۲۲۷، کتاب التہجد از عبدالحق الأشبیلی نمبر (۸۴۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۷) صحبت ورفاقتِ نبوت کے لئے مسابقت ومسارعت

اللہ تعالی نے صحابہ کرام کو آپ ﷺ کی رفاقت کے لئے منتخب فرمالیا تھا اور ان میں سے ہر ایک کی خواہش ہوتی تھی کہ آپ ﷺ کا رفیق بنے، اور اس کے لئے وہ مسابقت ومسارعت فرماتے تھے، چند نمونے ملاحظہ فرمائیں:

کعب بن ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے خدمت گزاروں میں شمار کئے جاتے تھے، وہ فرماتے ہیں کہ: میں رات کو آپ ﷺ کے یہاں (آپ کی خدمت کے لئے) گزارا کرتا تھا، چناں چہ میں آپ کے لئے وضو کا پانی لے کر آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ربیعہ! کچھ مانگنا ہے تو مانگ لو،، میں نے عرض کیا: اللہ کے نبی! جنت میں آپ کی رفاقت کا سوال ہے" تو آپ ﷺ نے فرمایا: "سجدوں کی کثرت سے میری مدد کرو،،(۱)

ایک صحابی نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور عرض گزار ہوئے: اے اللہ کے نبی! مجھے آپ سے اس قدر محبت ہے کہ میں ہر وقت آپ کا ذکر کرتا رہتا ہوں، اگر میں آپ کو یاد نہیں کرتا تو لگتا ہے کہ میری جان نکل جائے گی، یہاں تک کہ کبھی یہ بھی سوچنے لگتا ہوں کہ (دنیا میں تو آپ ﷺ سے اتنی محبت ہے، دیکھ کر تسلی کرلیتا ہوں، لیکن) اگر میں جنت میں بھی گیا، تو میرا مقام تو نیچے درجے میں ہوگا، آپ تو اعلی علیین میں ہوں گے، آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری: ﴿ وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ فَأُوْلَٰٓئِكَ مَعَ ٱلَّذِينَ أَنْعَمَ ٱللَّهُ

(۱) مسلم حدیث نمبر (۴۸۹) ابو داؤد حدیث نمبر (۱۳۲۰)، ترمذی حدیث نمبر (۳۴۱۶) ابن ماجہ حدیث نمبر (۳۸۷۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلَيۡهِم مِّنَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ وَٱلصِّدِّيقِينَ وَٱلشُّهَدَآءِ وَٱلصَّٰلِحِينَۚ وَحَسُنَ أُوْلَٰٓئِكَ رَفِيقٗا ﴾ [النساء: ٦٩]. چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں بلوایا اور اس آیت کی تلاوت فرمائی[1]

(۸) اللہ کے راستے میں ہجرت

جب نبی کریم ﷺ نے اپنے مشنِ ربانی کا آغاز فرمایا تو آپ کے ساتھ لوگ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا، اسلام لانے کی اس راہ میں بڑی پریشانیاں آئیں، صعوبتیں جھیلنا پڑیں یہاں تک کہ اپنے گھر بار، مال و تبار، کاروبار، چمن و وطن اور اعزا و اقربا چھوڑ کر دین الٰہی کی بقا و حفاظت، دل کی دنیا سے لے کر تہذیب و تمدن کے ہر گوشے اور شعبے کو ہدایت الٰہی کے نور سے منور کرنے کے لئے ہجرت کرنا پڑا، چنانچہ کبھی حبشہ کی طرف ہجرت کرنا پڑا، کبھی حبشہ کی طرف اور کبھی مدینہ منورہ کی طرف، ہجرت بلاشبہ ایک پر خار وادی ہے، جس میں قدم رکھنا دلِ بند اور جگر گردے کا کام ہے، مگر جب دل و دماغ میں ایمان کی بادِ بہاری چلتی ہے، اسلام کی نکہت و بادِ نسیم سحر کی جادوئی تاثیر ہوتی ہے تو ساری مشکلات ہیچ نظر آتی ہیں اور بقول اقبال

مومن جہاں میں صورتِ خورشید جیتے ہیں
ادھر نکلے ادھر ڈوبے، ادھر ڈوبے ادھر نکلے

---

(۱) دیکھئے: الأحادیث المختارۃ حدیث نمبر (۷۱)، طبرانی حدیث نمبر (۱۲۵۵۹)، حیاۃ الصحابۃ۔ کاندھلوی۔ ۲/ ۱۰۶)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ اللہ تعالی نے ان مہاجرین کی بے تحاشہ تعریف فرمائی، جنہوں نے اللہ کی خاطر اس کی راہ میں ہجرت کی، اوران کے حق میں قرآن کریم کی آیات کانزول فرمایا جو صبحِ قیامت تک تلاوت کی جاتی رہیں گی۔ ان شاء اللہ

ہجرت چاہے حبشہ کی طرف ہو یا مدینہ منورہ کی طرف، بلاشبہ اس نے فتوحات کی راہیں کھولی ہیں، نقطۂ تحول کے زینے ہاتھ لگے، کامیابیوں کے طریقے وا ہوئے، دعوتِ اسلامی کے پھیلاؤ کا ذریعہ بنی، مختلف قبائل میں گھوم پھر کر ترویجِ اشاعت کا سبب بنی، مسلمانوں کی تعداد میں بھرپور اضافہ ہوا، اسلامی مملکت کے قیام کا شاخسانہ ثابت ہوئی، مساجد ومراکز دینی میں توسیع کی گئی، اور اسلامی کاز کی جڑیں مضبوط ہوئیں۔

(۹) نصرت وتایید

بلاشبہ نصرت وتائید رب کریم کی طرف سے ہبہ وعطیہ ہے جسے اللہ چاہتا ہے، مختلف راہوں سے کی تائید کرتا رہتا ہے، اس کے لئے مختلف طریقے وا کردیتا ہے، اللہ تعالی نے نبیٔ اکرم ﷺ کی تائید ونصرت کے لئے ایسے رجال کار مہیا فرمائے جنہوں نے آپ ﷺ کی، آپ کے دین وتحریک کی' آپ ﷺ کے مشنِ دعوت کی ہر ہر قدم پر تائید کی، اس کا ساتھ دیا اوراس راہ میں آنے والے مسائل ومشکلات کا سامنا انتہائی پامردی اور استقلال وعزیمت سے کیا، چنانچہ اللہ تعالی نے انہیں ان جیسی صفات کی بنیاد پر حقیقی مومن قرار دیا، فرمایا: ﴿وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَهَاجَرُواْ وَجَٰهَدُواْ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱلَّذِينَ ءَاوَواْ وَّنَصَرُوٓاْ أُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُؤْمِنُونَ حَقًّاۚ لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ﴾ [الأنفال: ٧٤].

علامہ سعدی رحمہ اللہ (اللہ کے فرمان : اُولئک المومنون حقا) کے تحت فرماتے ہیں: ''کیوں کہ انہوں نے ہجرت، نصرت، ایک دوسرے سے دوستی، اور اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کافروں اور منافقوں سے جنگ کرکے اپنے ایمان کو سچا کر دکھایا تھا"[۱] چند نمونے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

- ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی صفت (صدیقیت) سے انتہائی معروف ومشہور ہوئے، کیوں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات کی تصدیق بغیر کسی لیت ولعل اور شش وپنج کے کی، چنانچہ غور فرمائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات آسمان تک تشریف لے گئے اور رات کی ایک انتہائی مختصر مدت میں مسجد حرام سے بیت المقدس کا سفر کیا، وہاں سے ساتویں آسمان پر تشریف لے گئے اور چند ہی لمحوں میں واپس بھی آگئے، اس امر کی وجہ سے مشرکین مکہ میں بڑی چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں، کچھ لوگ ابو بکر کے پاس اس گمان سے گئے کہ آج تو انہیں ان کی تکذیب کرنا پڑے گی اور یہی سوچ کر گویا ہوئے: "تمہارے اپنے ساتھی (مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) کے بارے میں کیا خیال ہے جو یہ گمان کرتا ہے کہ رات ہی رات بیت المقدس تک گیا ہے؟" ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے انتہائی پر اعتماد لہجہ میں فرمایا: "کیا انہوں نے ایسا کہا ہے؟" مشرکین مکہ نے جواب دیا: "ہاں" ابو بکر نے فرمایا: "اگر انہوں نے ایسا کہا ہے تو سچ کہا ہے"۔

مشرکین مکہ ہکا بکا رہ گئے، کہنے لگے: "تم اس بات کی تصدیق کرتے ہو؟" فرمایا: "یہ کیا ہے؟ میں اس بات کی بھی تصدیق اور اس کی تائید کرتا ہوں کہ صبح وشام آسمان سے ان کے پاس خبریں آتی ہیں"، اسی لئے انہیں صدیق کہا جانے لگا[۱]

(۱) تفسیر سعدی، سورۃ الأنفال کی تفسیر آیت نمبر ۷۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۰) جہاد فی سبیل اللہ

صحابہ ٔکرام نے بابِ جہاد میں بھی انتہائی شاندار مثالیں قائم کیں، نبیٔ اکرم ﷺ نے جہاں، جب اور جس وقت کہا بلا خوف و خطر کود پڑے، بلاشک و شبہ وہ توحیدی نشہ میں سرمست رہا کرتے تھے، اس باب میں انہوں نے نہ سردی دیکھی اور نہ گرمی محسوس کی، دن طویل ہو یا مختصر، دشمن کی تعداد قلیل ہو یا کثیر، وہ آلاتِ حرب و ضرب سے لیس ہوں یا نہیں، اس بات کی انہیں کوئی پرواہ نہیں ہوتی تھی، وہ بیشک اس شعر کے مصداق تھے

نبی کا حکم ہو تو ہم پھاند جائیں سمندر میں ❖ جہاں کو محو کر دیں نعرۂ اللہ اکبر میں

قریش کیا چیز ہیں ہم دیوں سے لڑ جائیں ❖ نیزہ بن کر باطل کے سینوں میں اتر جائیں

یہ بات یقینی طور پر کہی جا سکتی ہے کہ صحابہ ٔکرام کی زندگیاں تاریخِ اسلام کے ماتھے کا جھومر ہیں۔

چند نمونے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں اور اپنے ایمان کو تازگی و بالیدگی بخشنے کا سامان بہم فرمائیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما غزوۂ احد میں جنگ کرنے کے لئے آتے ہیں، نبیٔ اکرم ﷺ انہیں اس لئے واپس کر دیتے ہیں کہ ان کی عمر ابھی کم ہے، غزوۂ خندق میں جب ۱۵ سال کے ہوئے تو آپ ﷺ نے شرکت کی اجازت مرحمت فرمائی[۲]

---

(۱) دیکھئے: مستدرک حاکم حدیث نمبر (۴۴۸۴) المواھب اللدنیۃ للزرقانی: ۸/۲۶۷-۲۶۸، کتاب الشریعۃ للآجری نمبر (۱۰۳۰) علامہ البانی نے اپنی کتاب السلسلۃ الصحیحۃ (۳۰۶) میں فرمایا: اس کی سند متواتر ہے)

(۲) دیکھئے: طبقات ابن سعد ۱۵/۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ غزوۂ بدر کے موقعہ پر چھپتے پھرتے تھے، سعد کہتے ہیں کہ ,, میرے بھائی کیا بات ہے؟ عرض کیا:۔،، مجھے ڈر لگتا ہے، اگر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھے دیکھ لیا تو مجھے جنگ میں شریک نہیں ہونے دیں گے اور میری خواہش ہے کہ میں جنگ لڑتا ہوا شہید ہو جاؤں، اور ہوا بھی ایسا ہی، آپ رضی اللہ عنہ احد کے موقعہ پر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر پیش کیے گئے، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے واپس کر دیا، عمیر بن ابی وقاص رونے لگے، چنانچہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے روتے ہوئے دیکھ کر شریک ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی (۱)

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جب مدینہ کی طرف ہجرت کر کے تشریف لائے تو اس وقت آپ کی عمر ۱۱ سال تھی (طبرانی بسند حسن)، غزوۂ بدر میں ۱۳ سال کے ہوئے تو اجازت طلب کی، نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انکار فرمادیا، غزوۂ احد میں ۱۴ سال کے تھے، اجازت چاہی، مگر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اجازت مرحمت نہیں فرمائی، جب غزوۂ خندق پیش آیا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اجازت دی، اور وہ شریک ہوئے (۲)

اسلام کی تاریخ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کیوں کر بھول سکتی ہے، انہوں نے غزوۂ احد میں انتہائی پامردی اور جواں مردی کے ساتھ جنگ کیا، دشمنوں کے چھکے چھڑائے، نبیٔ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ان کی حوصلہ افزائی فرماتے، ترکش سے تیر نکال کر دیتے اور کہتے: "سعد! تیر آزماتے جاؤ، میرے ماں باپ تجھ پر قربان"(۳)

- اسامہ بن زید کو ایک جنگ کا امیر مقرر فرمادیا، جبکہ کبار صحابہ موجود تھے (دیکھئے:)

(۱) دیکھئے: مستدرک حاکم حدیث نمبر (۴۸۶۴) طبقاتِ ابن سعد: ۱۵۰/۳

(۲) دیکھئے: تاریخ طبری ۶۱/۲

(۳) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۴۰۵۵، مسلم حدیث نمبر: ۲۴۱۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- غزوۂ بدر کا معرکہ کارزار گرم ہے، کشتوں کے پشتے لگائے جا رہے ہیں، مسلمان ہیں کہ انتہائی جوشِ ایمانی اور پامردی کے ساتھ جنگ لڑ رہے ہیں اور بقول حفیظ جالندھری صورت حال یہ ہے۔

نظر آتی تھیں چاروں سمت تلواریں ہی تلواریں
اندھیرے میں چمک اٹھتی تھیں بجلی کی طرح دھاریں

اور یہ دونوں بھائی (معاذ بن عمرو بن جموح اور معوذ بن عفراء (رضی اللہ عنہم) ہیں، جن کے ہاتھوں ابو جہل کا غرور ٹوٹنے کا وقت قریب آن لگا ہے، عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جنگ جاری تھی، اچانک میرے دائیں بائیں دو نوجوان کھڑے ہیں، مجھے خطرہ محسوس ہوا، ان میں ایک دوسرے سے چھپ کر پوچھتے ہیں، چچا جان! ابو جہل کون ہے؟ (نشاں دہی کیجئے نا) مجھے اس کے سوال سے بڑا تعجب ہوا، میں نے کہا: بیٹے تم اس کا کیا کرو گے؟ کہنے لگا: ,,سنا ہے کہ وہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے، اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے نظر آ گیا تو میرا وجود اس کے وجود سے الگ نہیں ہوگا یہاں تک کہ ہم میں سے جس کی موت پہلے لکھی ہوگی وہ مر جائے گا، مجھے انتہائی تعجب ہوا، اتنے میں دوسری طرف سے دوسرے نے اشارہ کیا، اور وہی پوچھا جو پہلے نے پوچھا تھا، اتنے میں ابو جہل اتراتا ہوا مجھے دکھائی دیا، میں نے اشارہ کیا، دونوں اس پر ایسے جھپٹے، جیسے باز شکاری کے لئے جھپٹ پڑتا ہے، اور دیکھتے ہی دیکھتے ان دونوں نے اسے ڈھیر کر دیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، آپ کو خبر دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم میں سے کس نے اسے ڈھیر کیا ہے؟ دونوں بیک زبان ہو کر بول پڑے: ,,میں نے اسے مارا ہے''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تلوار سے خون تو نہیں پونچھا ہے؟ کہا گیا کہ نہیں ابھی تک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تلواریں خون میں لت پت ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے دکھاؤ“ آپ ﷺ نے دیکھنے کے بعد فرمایا: ”تم دونوں نے ہی اسے قتل کیا ہے“[1]

- یہ سابقین اولین کے نوجوانانِ اسلام تھے، ہمارے نوجوانان کہاں ہیں؟

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

امرِ واقعہ یہ ہے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جنگوں میں شرکت کے ان مشک بیز واقعات اور عطر آمیز حوادثات کے صدیوں گزرنے جانے کے بعد بھی ان کی عظیم وبے مثال قربانیوں، ناقابلِ فراموش جاں سپاریوں، لائقِ آفریں وفا شعاریوں اور ان کی جاں گسل شہادتوں کی شہادت دیتے ہیں۔

(۱۱) اللہ کے راستے میں خرچ کرنا

اللہ کے راستے میں داد و دہش، اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے بذل و عطا، ترویجِ تعلیمات اسلام کی خاطر خرچ کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے، اللہ نے بھی اس کی تعلیم دی ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کی تاکید فرمائی ہے، اور صحابۂ نبوت نے اسے خوب خوب برتا ہے، اور اللہ کے راستے میں جی بھر کے خرچ کیا ہے، ان کے جذبۂ داد و دہش اور ولولۂ انفاق سے تاریخ اسلامی کے حسین صفحات مملو و مشحون ہیں، چند نمونے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

- ۸ ہجری ہے، غزوۂ تبوک کا اعلان ہو گیا ہے، صحابۂ کرام کے مابین رسول اللہ ﷺ نے چندے کا اعلان کر دیا، پھر کیا تھا، صحابۂ کرام نے مسارعت فرمائی، انفاق کے لئے دیوانہ وار آگے بڑھے، عمر رضی اللہ عنہ ہیں، انتہائی مالدار ہیں، اہل ثروت میں آپ کا

(۱) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۳۱۴۱) مسلم حدیث نمبر (۱۷۵۲)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

شمار ہوتا ہے، سوچتے ہیں کہ آج موقعہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے نیکیوں میں آگے جا سکتے ہیں، آدھا مال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں پیش فرما دیا، دوسری جانب ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں، اپنا کل کا کل مال پیش فرما دیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر سے پوچھا: کتنا مال لائے ہو؟ کہا آدھا مال لے کر آیا ہوں۔

ابو بکر سے پوچھا: آپ کتنا مال لائے ہیں؟ فرمایا: ,,گھر میں اللہ اور اس کے رسول کی برکت چھوڑ آیا ہوں، باقی کل کا کل مال لے کر آگیا ہوں (عمر نے فرمایا ابو بکر! آج کے بعد کبھی آپ سے نیکی میں نہیں بڑھ سکتا[۱]

یہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان ہوتا ہے کہ ,,کون ہے جو بئرِ رومہ خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کرے گا، اللہ اس کے لئے جنت واجب کر دے گا، عثمان کھڑے ہوتے ہیں اور خرید کر وقف فرما دیتے ہیں،،[۲]

- یہ غزوۂ تبوک ہی ہے جس میں عثمان نے ۳۰۰ اونٹ صدقہ کر دیا، اور دس ہزار دینار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گودِ مبارک میں ڈال دیا
- جنت میں کھجور کا باغ مدینہ منورہ کی بستی کھجوروں کی بستی تھی، اس میں ہر طرف مختلف باغات تھے۔ ایک دوسرے سے ملے ہوئے، ان کے مختلف مالکان تھے۔ انہی باغات میں ایک یتیم بچے کا باغ بھی تھا، اس کے ساتھ ایک دوسرے آدمی کا باغ تھا۔ کھجوروں کے درخت اس طرح آپس میں ملے ہوئے تھے کہ آندھی اور بارش میں کھجوریں نیچے گر پڑتیں تو آپس میں تمیز کرنا مشکل ہو جاتا کہ یہ کس

---

(۱) دیکھئے: ابو داؤد حدیث نمبر (۱۶۷۸)، الأحادیث المختارۃ حدیث نمبر (۸۰) مستدرک حاکم حدیث نمبر (۱۵۱۵)

(۲) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۳۶۹۳) مسلم حدیث نمبر (۲۴۰۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درخت سے گری ہیں۔ یتیم نے سوچا: کیوں نہ میں دیوار بنا کر اپنے باغ کو علیحدہ کرلوں تا کہ ملکیت واضح ہو جائے، کسی قسم کا تنازع اور جھگڑا نہ کھڑا ہو چنانچہ اس نے دیوار بنانا شروع کی۔ جب اس نے دیوار بنانا شروع کی تو اس کے ہمسائے کی کھجور کا درخت درمیان میں حائل ہو گیا۔ دیوار اس صورت میں سیدھی ہوتی تھی جب یہ درخت اس کو مل جاتا۔ وہ یتیم بچہ اپنے ہمسائے کے پاس گیا اور کہا: آپ کے باغ میں بہت ساری کھجوریں ہیں۔ میں دیوار بنا رہا ہوں آپ کی ملکیت میں ایک کھجور راستے کی رکاوٹ بن رہی ہے۔ یہ کھجور مجھے دے دیں تو میری دیوار سیدھی ہو جائے گی، مگر اس شخص نے انکار کر دیا۔ اس بچے نے کہا: اچھا آپ مجھ سے اس کی قیمت لے لیں تا کہ میں اپنی دیوار سیدھی کرلوں۔ اس نے کہا: میں اسے بیچنے پر بھی تیار نہیں۔ یتیم نے خوب اصرار کیا، ہمسائیگی کا واسطہ دیا، مگر اس پر دنیا سوار تھی۔ اسے نہ یتیمی کا لحاظ تھا نہ ہمسائیگی کا پاس۔ یتیم نے کہا: کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں اپنی دیوار نہ بناؤں، اس کو سیدھا نہ کروں؟ ہمسائے نے کہا: یہ تمہارا معاملہ ہے، مجھے اس سے کوئی غرض نہیں، مگر میں کھجور کا درخت فروخت کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ یتیم جب اس سے مکمل مایوس ہو گیا تو خیال آیا کہ مدینہ طیبہ میں ایک ایسی شخصیت بھی ہے کہ اگر وہ سفارش کر دیں تو میرا کام بن سکتا ہے۔ دل میں خیال آتے ہی قدم مسجدِ نبوی کی جانب اٹھ گئے۔ یہ قصہ باعثِ حیرت و استعجاب ہے کہ آپ ﷺ کے صحابہ ؓ کو آپ ﷺ سے کس قدر محبت تھی اور آپ ﷺ کے الفاظ کا کس قدر پاس و لحاظ تھا۔ وہ یتیم بچہ جب مسجد نبوی میں آیا تو سیدھا اللہ کے رسول ﷺ کے پاس پہنچا، عرض کیا: یارسول اللہ! میرا باغ فلاں آدمی کے باغ سے ملا ہوا تھا۔ میں ان کے درمیان دیوار بنا رہا ہوں، مگر دیوار اس وقت تک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیدھی نہیں بنتی جب تک راستے میں ایک کھجور میری ملکیت نہ بن جائے۔ میں نے اس کے مالک سے عرض کی کہ وہ مجھے فروخت کر دے، میں نے اس کی خوب منت سماجت کی مگر اس نے انکار کر دیا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ! میری اس سے سفارش کر دیں کہ وہ مجھے کھجور کا درخت دیدے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ! اس آدمی کو بلا کر لے آؤ، وہ یتیم اس شخص کے پاس گیا اور کہا: اللہ کے رسول ﷺ تمہیں بلا رہے ہیں۔ وہ شخص مسجدِ نبوی میں آیا۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا: تمہارا باغ اس یتیم کے باغ سے ملا ہوا ہے، یہ یتیم بچہ دیوار بنا کر اپنے باغ کو تمہارے باغ سے علیحدہ کرنا چاہتا ہے۔ تمہارا کھجور کا ایک درخت اس کی راہ میں رکاوٹ ہے، تم ایسا کرو کہ اپنے بھائی کو یہ درخت دے دو۔ اس شخص نے کہا: میں تو نہیں دوں گا۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: اپنے بھائی کو یہ درخت دے دو! اس نے کہا: جی میں نہیں دے سکتا۔ آپ ﷺ نے ایک بار پھر فرمایا: اپنے بھائی کو کھجور کا درخت دے دو، میں تمہیں جنت میں کھجور کے درخت کی ضمانت دیتا ہوں۔ اس شخص نے اتنی بڑی پیشکش سننے کے باوجود کہا: نہیں، میں کھجور نہیں دوں گا۔ آپ ﷺ اب خاموش ہو گئے

صحابہ کرام خاموشی سے ساری گفتگو سن رہے ہیں۔ حاضرین مجلس میں ابو دحداح رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے۔ مدینے میں ان کا بڑا خوبصورت باغ تھا۔ ۶۰۰ کھجور کے درختوں پر مشتمل باغ اپنے پھل کے سبب بڑا مشہور تھا۔

ابو دحداح رضی اللہ عنہ نے اس باغ کے وسط میں اپنا خوبصورت سا گھر تعمیر کر رکھا تھا۔ بیوی اور بچوں کے ساتھ وہیں رہائش پذیر تھے۔ میٹھے پانی کے کنویں نے اس باغ کی اہمیت کو اور زیادہ بڑھا دیا تھا۔ ابو دحداحؓ نے جب اللہ کے رسول ﷺ کی پیشکش کو سنا تو دل میں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خیال آیا کہ اس دنیا کا کیا ہے؟ آج نہیں تو کل مرنا ہے اور پھر ہمیشہ کی زندگی، عیش و آرام یا دکھوں اور آلام کی زندگی ہو گی۔ اگر جنت میں ایک کھجور کا درخت مجھے مل جائے تو کیا کہنے! وہ آگے بڑھے اور کہا: اللہ کے رسول ﷺ! یہ جو پیش کش آپ نے کی ہے، صرف اسی شخص کے لیے ہے یا اگر میں اس آدمی سے اس کھجور کے درخت کو خرید کر اس یتیم بچے کو دے دوں تو مجھے بھی جنت میں کھجور کا درخت ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں تمہارے لیے بھی جنت میں کھجور کی ضمانت ہے،،۔ اب ابو دحداح رضی اللہ عنہ سوچنے لگے کہ ایسی کون سی چیز ہے جو میں اس شخص کو دے کر اس سے وہ کھجور کا درخت خرید لوں اور پھر اس یتیم کو دے دوں۔ پھر اچانک ہی ایک عجیب و غریب فیصلہ کیا۔ وہ اس آدمی سے مخاطب ہوئے، کہا: سنو! تم میرے باغ سے واقف ہو جس میں ۶۰۰ کھجوروں کے درخت، گھر اور کنواں ہے۔ اس نے کہا: مدینے میں کون ہو گا جو اس باغ کو نہ جانتا ہو! کہا: تم ایسا کرو کہ میرا سارا باغ اس ایک کھجور کے درخت کے بدلے میں لے لو۔ اس آدمی کو اپنے کانوں پر اعتبار نہ آیا۔ اس نے مڑ کر ابو دحداح کی طرف دیکھا: پھر لوگوں کی طرف دیکھا۔ سن رہے ہو، ابو دحداح رضی اللہ عنہ کیا کہہ رہا ہے؟ ابو دحداح نے پھر اپنی بات کو دہرایا، لوگوں کو اس پر گواہ بنایا چنانچہ اس ایک کھجور کے درخت کے بدلے میں اپنا سارا باغ، کنواں اور گھر اس آدمی کے حوالے کر دیا۔ جب اس کھجور کے درخت کے مالک بن گئے تو اس یتیم بچے سے کہا: آج کے بعد وہ کھجور کا درخت تمہارا ہے۔ میں نے تم کو تحفے میں دے دیا ہے۔ اب اپنی دیوار سیدھی بنائو۔ اب تمہارے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو گی۔ اس کے بعد انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کی طرف

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

رخ کر کے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا اب میں جنت میں کھجور کے درخت کا مستحق ہوگیا ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: «كَمْ مِنْ عِذْقٍ رَدَاحٍ لأبِيْ الدَّحْدَاحِ فِي الْجَنَّةِ». "ابو دحداح کے لیے جنت میں کھجوروں کے کتنے ہی جھنڈ ہیں"۔ ابو دحداح گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دیتے ہیں: ام دحداح! بیوی کہتی ہے: آپ باہر کیوں رک گئے ہیں، اندر کیوں نہیں آتے؟ دوبارہ آواز آئی: ام دحداح! اہلیہ بولیں: حاضر اے ابو دحداح! فرمایا: اس باغ سے بچوں سمیت باہر نکل آؤ، میں نے اس کو فروخت کر دیا ہے۔ ام دحداح نے کہا کہ آپ نے اس کو بیچ دیا ہے۔ کس کو فروخت کیا ہے، کون خریدار ہے، کتنے میں؟ فرمایا: میں نے اس کو جنت میں ایک کھجور کے درخت کے بدلے میں فروخت کر دیا ہے۔ ام دحداح نے کہا: «اللہ اکبر! رَبِحَ الْبَيْعُ يَااَ بَا الدَّحْدَاحِ» "ابو دحداح! آپ نے بڑا ہی منافع بخش سودا کیا ہے"[(۱)] یہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ ہیں، مدینہ کا مشہور باغ (بیر حاء) انتہائی محبوب رکھتے ہیں، جب آیتِ کریمہ: ﴿لَن تَنَالُوا۟ ٱلْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا۟ مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ [آل عمران: ۹۲]. اتری تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور عرض گزار ہوتے ہیں کہ اللہ کے رسول! سنا ہے کہ اللہ تعالی نے یوں اور یوں فرمایا ہے اور میرے نزدیک سب سے محبوب مال (بیر حا) ہے اسے میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو دیتا ہوں، اسے

(۱) (دیکھئے: صحیح ابن حبان حدیث نمبر(۷۱۵۹)، مسند احمد حدیث نمبر (۱۲۶۷۷) الأحادیث المختارۃ حدیث نمبر(۱۶۷۶)،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ جہاں مناسب سمجھیں لگائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابو طلحہ! یہ تو نفع بخش مال ہے، یہ تو نفع بخش مال ہے، یہ قبول ہے، مگر اسے میں تمہیں واپس دیتا ہوں، اسے تم اپنے رشتہ داروں میں لگا دو چنانچہ ابو طلحہ نے اسے اپنے قریبی رشتہ داروں میں صدقہ کر دیا“(۱)۔

(۱۲)صاف گوئی اور صداقت

صداقت وصاف گوئی مومن کی شان ہے، شریعتِ مطہرہ نے اس پر خوب اور بے تحاشہ زور دیا ہے، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کی سب سے عمدہ مثال تھے اور اسی لئے اللہ تعالی نے ان کی تعریف کی ہے، اور ان کی راہ میں چلنے کی تاکید فرمائی ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَكُونُواْ مَعَ ٱلصَّٰدِقِينَ ﴾ [التوبة: ١١٩].

امام نافع فرماتے ہیں: ”اس سے مراد محمد ﷺ اور ان کے ساتھی (صحابۂ کرام)ہیں“(۲)۔

جناب مطرف فرماتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک کو کہتے سنا ہے کہ ”جب آدمی سچ بولتا ہے تو عقل وخرد سے مالا مال ہو جاتا ہے اور اسے خوف وہراس لاحق نہیں ہوتا“(۳)شیخ سعدی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ”اے لوگو! جس نے اللہ پر ایمان لایا ہے، ایمان کے تقاضے کے مطابق عمل کرو، یعنی تقوی اختیار کرو، جس سے منع

---

(۱) دیکھا جائے: بخاری حدیث نمبر (۲۷۵۸) مسلم حدیث نمبر (۹۹۸)

(۲) مختصر تفسیر البغوی ۹۳۵/۲

(۳) دیکھئے: تفسیر قرطبی ۱۶۸/۴

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے، اس سے رک جاؤ، جسے کرنے کے لئے کہا ہے، اسے کرو (اور سچے لوگوں کے ساتھ) اس کے اقوال، افعال، اور تمام احوال میں اس کے ساتھ ہو جاؤ، جن کی باتیں سچی ہوتی ہیں، اور ان کے اعمال و احوال سستی اور غفلت سے خالی، برے مقاصد سے پاک اوراخلاص اور درست نیتوں پر مشتمل ہوتے ہیں کیوں کہ سچائی نیکی کا راستہ دکھاتی ہے اور نیکی جنت لے جاتی ہے"[۱]۔

امام بغوی فرماتے ہیں: "(أولئک هم الصادقون) یہ اپنے ایمان میں سچے تھے" قتادہ فرماتے ہیں: "یہ مہاجرین تھے جنھوں نے اپنے مال و تبار اور گھر بار سب چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں نکل گئے اور اسلام پر کاربند ہونے کی وجہ سختیوں کو بھی برداشت کر کے اسے (اسلام کو) ہی چن لیا"[۲]

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں: "امام حسن بصری نے فرمایا: اگر سچے لوگوں کے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہو تو دنیا کے بارے میں زہد اختیار کرو اور دیگر ملتوں سے بیزار رہو"[۳]

اسی لئے حضرات صحابہ کرام کسی بھی موڑ پر۔ حالات کیسے بھی سنگین ہوں۔ صداقت و صاف گوئی کا دامن قطعی نہیں چھوڑتے تھے، چند نمونے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

۸ ہجری میں مکہ فتح ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے تمام مالِ غنیمت قریش کو دے دیا، جب اس کی خبر انصار کو ہوئی تو انصار کہنے لگے: بڑا عجیب معاملہ ہے، ابھی تک ہماری

---

(۱) تفسیر سعدی ۶۳۴/۳

(۲) دیکھئے: مختصر تفسیر بغوی ۹۳۵/۲

(۳) دیکھئے: ۲۳۱/۴، تفسیر ابن ابی حاتم۔ تحقیق: احمد فتحی حجازی۔ ۱۵۳/۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تلواروں سے خون ٹپک ہی رہا ہے اور ہمارا ہی مال غنیمت ان کو دیا جا رہا ہے، جب آپ ﷺ کو اس کے بارے میں معلوم ہوا (کہ ان کے درمیان یوں اور یوں بات چل رہی ہے) تو آپ ﷺ نے انہیں یکجا فرمایا اور پوچھا: یہ کیا بات ہے ؟ (صحابہ کرام تھر تھر کانپ رہے تھے مگر جھوٹ بھی نہیں بول سکتے تھے) انہوں نے صاف صاف کہہ دیا: ''جو کچھ آپ کو معلوم ہوا ہے، حقیقت امر بھی وہی ہے'' (روایت میں آتا ہے: ''وکانوا لایکذبون''، وہ جھوٹ تو قطعی نہیں بولتے تھے) آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم یہ نہیں چاہتے ہو کہ لوگ مال غنیمت لے کر اپنے گھروں کو لوٹیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو لے کر اپنے گھروں کو خوشی خوشی پلٹو (جان لو) اگر انصار کسی ایک وادی میں چلنے کو تیار ہوں تو میں بھی اسی وادی میں چلنے کو تیار ہو جاؤں گا'' (۱)

غزوۂ تبوک میں کئی منافقین بھی پیچھے رہ گئے تھے، انہوں نے آ کر اپنی جھوٹی سچی معذرتیں پیش کرنا شروع کی، اور رسول اللہ ﷺ نے قبول فرمالیا مگر کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے انتہائی صاف گوئی سے کام لیا، جس کا فائدہ اور احساس خود کعب (رضی اللہ عنہ) کو اس وقت ہوا جب ان کی توبہ قبول کر لی گئی، فرماتے ہیں: „میں اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ اللہ نے مجھے میری صاف گوئی کی بنیاد پر نجات بخشی ہے، سو زندگی بھر اب میں کبھی صاف گوئی کا دامن نہیں چھوڑوں گا، آگے فرماتے ہیں: ''اس غزوہ میں جتنا مجھے آزمایا گیا شاید ہی کسی مسلمان کو اتنا آزمایا گیا ہو'' آگے فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! جب سے مجھے دولتِ اسلام حاصل ہوئی ہے، مجھ پر اللہ کا اس قدر احسان نہیں ہوا جس کی عزت میرے دل میں اس سچائی اور صاف گوئی سے زیادہ ہو جس کا اظہار میں نے آپ ﷺ کے سامنے کیا، اگر میں بھی جھوٹ بولتا تو

---

(۱) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۳۷۷۸) مسلم حدیث نمبر (۱۰۵۹)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

میں بھی اسی طرح ہلاک ہو جاتا جس طرح وہ لوگ ہلاک ہوئے جو جھوٹ بولتے تھے (یعنی منافقین)[۱]

(۱۳) ایثار و ہمدردی

ایثار و ہمدردی، غمگساری و فیاضی ایسی صفت حمیدہ ہے جس پر کتاب و سنت نے خوب خوب ابھارا ہے، صحابہؓ کرام ایثار و ہمدردی کے اعلی اور انتہائی اونچے مقام پر فائز تھے، اور انہوں نے ایثار و قربانی کی ایسی مثالیں پیش کی کہ آج تک چشمِ فلک نے ایسی مثالیں نہ دیکھیں اور سنیں چنانچہ آپ بھی چند نمونے ملاحظہ فرمائیں:

- ایک شخص نبیؐ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے اپنی ازواجِ مطہرات کے پاس بھیجا (کہ دیکھو ان کے پاس کیا ہے) انہوں نے جواب دیا کہ پانی کے علاوہ تو گھر میں کچھ نہیں آپ ﷺ نے پھر صحابہؓ کرام میں اعلان فرمایا: کون ہے جو اس شخص کی ضیافت کا شرف حاصل کرے ؟،، ایک انصاری صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں تیار ہوں۔

چنانچہ وہ گھر گئے، اپنی بیوی کو واقعہ بتایا، اور کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان ہیں، ان کی عزت خاطر کرو، اور اس میں کوئی کسر نہ چھوڑو۔ بیوی نے عرض کیا: ”گھر میں بچوں کے کھانے کے علاوہ تو کچھ بھی نہیں ہے“۔ شوہر نے عرض کیا: ”کھانا تیار کرو اور چراغ جلادو اور جب کھانا مانگیں تو انہیں سلادو چنانچہ ایسا ہی کیا، کھانا تیار کیا، چراغ جلایا، بچوں کو سلایا، پھر وہ اس انداز میں اٹھی گویا کہ چراغ درست کر رہی ہو اور اس کو بجھا دیا اور دونوں (میاں بیوی) نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں، حالانکہ دونوں نے پوری رات بھوکے گزار دی (اللہ اکبر)۔

---

(۱) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۴۴۱۸) مسلم حدیث نمبر (۷۱۶)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس آئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ”اللہ تعالی آج رات ہنسا، یا تم دونوں کے اس عمل سے اللہ تعالی کو تعجب ہوا“ چنانچہ اللہ تعالی نے ان کی شان میں یہ آیت اتاری: ﴿ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِۦ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ﴾ [الحشر: ۹]. (وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں گو وہ خود تنگ دست ہوں) (۱)

ایک غزوہ میں حضرات: عکرمہ، حارث بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ زخمی ہو کر زمین پر گر گئے، حارث نے پانی منگایا، پانی آیا تو دیکھا کہ عکرمہ پانی کی طرف دیکھ رہے ہیں، بولے: ”پہلے پانی ان کو پلاؤ„ پانی ان تک پہنچا تو دیکھا کہ حارث کو پانی شدتِ پیاس نے بے دم کر رکھا ہے، سہیل نے فرمایا: ”پہلے انہیں پانی دو“ نتیجہ یہ ہوا کہ ہر ایک دوسرے جو ترجیح دیتے رہے، کوئی بھی پانی نہ پی سکا، اور سب نے جان جان آفریں کے سپرد کر دیا (۲)، اللہ اکبر، ایثار کا یہ جذبہ، اور وہ بھی جنگ میں۔

(۱۴) سخاوت وفیاضی

جود وسخا کی کتاب وسنت میں بے تحاشہ فضیلت آئی ہے اور اس کی اہمیت کو جا بجا اجاگر کیا گیا ہے، اور یہ صفتِ حمیدہ بھی صحابہ کرام نے نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے سیکھا تھا، اسی لئے انہوں نے اسے خوب برتا، چند نمونے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

---

(۱) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۳۷۹۸)

(۲) دیکھئے: شعب الایمان بیہقی حدیث نمبر (۳۴۸۴)، طبقات ابن سعد ۶/۸۸، مستدرک حاکم حدیث نمبر (۵۰۵۸)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اندازہ کیجئے کہ صحابہ کرام اپنے مال و متاع، گھر بار، کاروبار و تجارت سب کچھ چھوڑ کر مدینہ تشریف لے گئے (ہجرت کر گئے) جہاں کوئی اپنا نہیں، نہ اپنا گھر بار، نہ مال و تیار، نہ اقرباء ورشتہ دار مگر انصار نے جس محبت و شیفتگی اور اپنائیت کا مظاہرہ کیا کہ چشمِ فلک نے ایسے مناظر بہت کم دیکھے، بلکہ نہیں دیکھے، انصار نے اپنے گھروں سے پہلے اپنے قلوب و جگر میں جگہ دی، اپنے گھروں کے دروازے سے پہلے اپنے دلوں کے دروازے چاروں پٹ کھول دئے حتی کہ بعض شرائط پر اپنے باغوں میں بھی شریک کر لیا(۱)۔

سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ نے تو عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو اپنی بیوی اور مال و تبار بھی دینے کی پیشکش کی مگر عبد الرحمن بن عوف نے (بارك الله في أهلك و مالك) کہہ کر انکار کر دیا اور فرمایا: "مجھے بازار کے بارے میں بتلاؤ کہ بازار کہاں ہے"؟ پھر انہوں نے تجارت شروع کی اور اس قدر منافع ہوا کہ کچھ ہی مدت کے بعد انہوں نے شادی کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ زردی دیکھ کر فرمایا: "عبد الرحمن! یہ کیا ہے؟ فرمایا: اللہ کے رسول! میں نے ایک انصاری خاتون سے شادی کر لی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک بکری ہی سہی ولیمہ ضرور کرو(۲) اندازہ فرمائیں کہ عہدِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں شادیاں کس قدر سادگی سے انجام پاتی تھیں، حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خبر نہیں، آپ کو تو پتہ اس وقت چلا جب آپ نے ان کے ہاتھ میں زردی دیکھی، وہاں بارات تھی نہ باراتیوں کا تصور۔

---

(۱) (بخاری حدیث نمبر (۲۳۲۵)

(۲) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۳۹۳۷)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بارات کی صورت میں بیٹی کے گھر میں بوجھ بننے کا تصورِ ہندوانہ ہمارے معاشرے میں کس قدر زور پکڑ رہا ہے کہ شادی ایک بہت بڑی مصیبت بن گئی ہے، اس رسم نے شادیاں مشکل کر دی ہیں اور زنا کے راستے بے انتہا عام ہو رہے ہیں (اللہ کی پناہ)، غریب ماں باپ شادیوں کے تصور سے کانپنے لگے ہیں، دوسری طرف گاؤں محلے کے چودھریوں کو اگر بارات کے لئے دعوت نہیں ملتی ہے تو قیامت کھڑی کر دی جاتی ہے (اللہ کی پناہ) جبکہ یہاں (اس واقعہ میں) صورت حال تو یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ (آپ کی عظیم شخصیت) کو شادی کی خبر نہیں ہوتی ہے۔ غور وفکر کے لئے ایک نقطہ حسین۔

طلحۃ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں وہ طلحۃ الخیر، طلحۃ الجود اور طلحہ الفیاض سے موسوم تھے[۱] اور یہ نام خود رسول اللہ ﷺ نے رکھا تھا[۲] طلحہ کے بارے میں علی فرماتے تھے: ”طلحہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ ہوشیار بھی ہیں اور سخی بھی“[۳]۔

مقدام رضی اللہ عنہ کی فیاضی تو انتہائی معروف تھی، وہ معاویہ کی خدمت میں چند رفقا کے ساتھ حاضر ہوئے، انہیں کچھ مال دیا گیا تو انہوں نے اپنے سارے رفقا میں تقسیم کر دیا، معاویہ نے فرمایا: ”مقدام ایک فیاض شخص ہیں“[۴]

(۱) دیکھئے: سیر اعلام النبلاء ۱/۲۵
(۲) دیکھئے: الوافی بالوفیات للصفدی ۱۳/۲۲۲
(۳) دیکھئے: اسد الغابۃ ۳/۸۷
(۴) دیکھئے: ابو داؤد حدیث نمبر (۴۱۳۱) علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(۱۵) قربانی

صحابہ کرام نے اسلام لانے کے بعد جان، مال، اولاد، ہر طرح کی قربانی پیش کی چند نمونے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

- سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو جب سولی کے تختہ پر چڑھایا گیا، تو ایک سخت دل نے سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کے جگر کو چھیدا، اور پوچھا کہو اب تو تم بھی پسند کرتے ہو گے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پھنس جائے اور میں چھوٹ جاؤں، سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ نے نہایت متانت اور سنجیدگی سے جواب دیا، کہ میرا رب خوب جانتا ہے، کہ میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا، کہ میری جان بچ جانے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھے، پھر ان سے کہا گیا، کہ تم اسلام چھوڑ دو، تمہیں آزاد کر دیا جائے گا، سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ اللہ کی قسم! اگر تمام دنیا کی سلطنت بھی میرے سامنے پیش کر دو، تب بھی اسلام نہیں چھوڑ سکتا، مشرکین نیزوں سے چھیدتے جاتے، اور اس قسم کے سوال و جواب کرتے جاتے، آخر عقبہ بن حارث اور مغیرہ عبدری نے گلے میں پھندا ڈالا، اور ہمیشہ کے لیے ان کو راحت کی نیند سلا دیا۔ اللہ اکبر! یہ کیسا عجیب منظر تھا، اسلام کے ایک غریب الوطن فرزند پر کیسے ظلم و ستم ہو رہے تھے، بطحائے کفر کا خونی و قاتل، توحید کے فرزند کو کس طرح ذبح کر رہا تھا، یہ سب کچھ تھا، لیکن مجسمہ اسلام اب بھی پیکر صبر و رضا بنا ہوا تھا، اور بغیر کسی اضطراب کے نہایت سکون کے ساتھ جان دے دی۔ اَللّٰھُمّ احصِھم عَدداً وَاقتُلھُم بَددا وَلا تُغَادر مِنھُم اَحَدا ”اے اللہ! انہیں ایک ایک کر کے گن لے، انہیں منتشر کر کے ہلاک کر اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑ۔ پھر انہوں نے آخری سانس لی اور روح پاک اپنے رب کے حضور پہنچ گئی، گویا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی ❖ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اس وقت ان کے جسم پر تلواروں اور نیزوں کے ان گنت زخم تھے۔[۱]

سیدنا حبیب بن زید مازنی انصاری رضی اللہ عنہ استقلال و استقامت کے پہاڑ تھے، ان کے ہر ہر عضو کو کاٹا گیا، لیکن اسلام کے دامنِ رحمت کو ہاتھ سے نہ جانے دیا، ان کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مسیلمہ کذاب کے پاس سفیر بنا کر بھیجا تھا، اس نے سیدنا حبیب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا سمجھتے ہو؟ انہوں نے کہا وہ ہمارے سچے رسول اور نبی برحق ہیں، تو مسیلمہ کذاب نے کہا، جس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر رکھا تھا، کہ میرے متعلق تم کیا کہتے ہو؟ یعنی میں بھی رسول ہوں، میری رسالت کی تم گواہی دو، تو انہوں نے جواب دیا کہ میں بہرا ہوں، تمہاری بات میرے کانوں میں نہیں پہنچتی، مسیلمہ کذاب نے خفا ہو کر جلادوں کو حکم دیا، کہ اس کا ایک ایک جوڑ کاٹتے جاؤ، اور ہر ایک جوڑ پر میری رسالت کا اقرار کراؤ اگر میری رسالت کی گواہی دے، تو چھوڑ دو، اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کی گواہی دے، تو اس کی بوٹی بوٹی بنا دو، چنانچہ وہ جلاد اپنی بات کہتے رہے، اور سیدنا حبیب رضی اللہ عنہ اشھد ان محمد رسول اللہ کہتے رہے، آخر ان کے جسم مبارک کے تین سو ساٹھ ٹکڑے کر دیے گئے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی پر آخر دم تک نہایت استقلال و استقامت کے ساتھ قائم رہے۔[۲]

---

(۱) خبیب رضی اللہ عنہ کے واقعہ شہادت کے لئے دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۳۰۴۵)، صحیح ابن حبان حدیث نمبر (۷۰۳۹)، سنن بیہقی حدیث نمبر (۶۷۳۳)

(۲) تفصیل کے لئے دیکھئے: ڈاکٹر عبد الرحمن رأفت باشا کی "صور من حیاۃ الصحابۃ"، ص (۳۱۲۔۳۱۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۶) علم و عمل سے لیس ہونا

یہ بات یقینی ہے کہ بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں، اسی طرح کوئی بھی عمل بغیر علم انجام نہیں دیا جاسکتا ہے، بہیترے لوگ عمل تو انتہائی صدق دلی سے کرتے ہیں مگر جہالت کی بنیاد پر غلط طریقۂ کار اختیار کر لیتے ہیں، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ عمل مردود ہو جاتا ہے، اور اللہ اسے قبول نہیں کرتا ہے، اسی لئے صحابہ کرام نے سب سے پہلے علم حاصل کیا، چند نمونے آپ بھی دیکھیں:۔

عمر رضی اللہ عنہ مدینے کے عوالی میں رہتے تھے، آپ کے پڑوسی جو ایک انصاری تھے باری باری تعلیم دین کی خاطر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے جاتے تھے عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :,,ایک روز میں جاتا تھا دوسرے روز وہ (انصاری صحابی، اس صحابی کا نام عتبان بن مالک۔ رضی اللہ عنہ۔ تھا) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ طلبِ علم کے لئے کس قدر حریص تھے[۱]

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”اس اللہ کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں، مجھے معلوم ہے کہ کونسی آیت کہاں نازل ہوئی، کس کے بارے میں نازل ہوئی، اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں آدمی مجھ سے زیادہ جانکار ہے تو وہاں تک سفر کر کے جانے کے لئے تیار ہوں،،[۲]

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”مجھے معلوم ہوا کہ ایک حدیث فلاں آدمی بیان کرتے ہیں، میں نے سواری خریدی، سفر کیا، ایک ماہ چلتے رہے یہاں تک کہ شام پہنچا تو پتہ چلا کہ یہ حدیث عبد اللہ بن انیس بیان فرماتے ہیں، میں نے دربان سے کہا:

---

(۱) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۸۹)، فتح الباری: ۱/۲۲۳، عمدۃ القاری از ملا علی قاری: ۲/۱۵۷

(۲) بخاری حدیث نمبر (۵۰۰۲) مسلم حدیث نمبر (۲۴۶۳)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اندر جاکر کہو کہ باہر جابر آئے ہیں، تو انہوں نے کہا : جابر بن عبد اللہ ؟ میں نے کہا: ہاں، چنانچہ وہ اپنا کپڑا اٹھاتے ہوئے نکلے، میں نے ان سے معانقہ کیا، اور انہوں نے مجھ سے، اور میں یوں گویا ہوا: "میں نے سنا ہے کہ آپ ﷺ سے ایک حدیث قصاص کے بارے میں آپ نے سنی ہے، مجھے ڈر لاحق ہوا کہ میں یا آپ اس دنیا سے چلے جائیں، اور وہ حدیث نہ سن سکیں (اس لئے اتنا لمبا سفر کرکے یہاں تک آیا) [۱]

عبد اللہ بن بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "ایک صحابی فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کے پاس مصر گئے اور فرمایا: "میں زیارت کی غرض سے آپ کے پاس نہیں آیا ہوں، میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ ﷺ کی ایک حدیث کا پتہ کرنا ہے، شاید کہ آپ کے پاس اس بارے میں کوئی علم ہو" [۲]

(۱٦)مومنوں کے لئے رحم دل

صحابہ ٔکرام کی ایک خاص خصوصیت یہ بھی تھی کہ وہ آپس میں رحم دل تھے، اور علامہ اقبال کے اس شعر کے مصداق۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم ❖ رزمِ حق وباطل ہو تو فولاد ہے مومن

نبیٔ اکرم ﷺ کی صحبت نے انہیں حلیم، بردبار، نرم دل اور نرم خو بنادیا تھا، چند نمونے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

ایک بار عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنے بچوں کو بوسے دے رہے ہیں؟ عیینہ نے عمر سے کہا: "آپ امیر المومنین ہوکر بھی اپنے بچوں کو بوسے

---

(۱) دیکھئے: جامع بیان العلم و أھلہ۔ تحقیق مسعد السعدنی) نمبر (۴۲۱)التمہید (تحقیق محمد عبد القادر عطا)۱۰۱۱۲-۱۰۱۱۳

(۲) دیکھئے: صحیح ابی داؤد حدیث نمبر (۴۱٦۰) حیاۃ الصحابۃ ص/٦۵۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیتے ہیں ؟ اگر میں امیر المومنین ہوتا تو کبھی ایسا نہیں کرتا، عمر نے فرمایا: ,,اگر اللہ نے تمہارے دل سے نرم خوئی سلب کرلی ہے تو میں کیا کرسکتا ہوں، اللہ اپنے رحم دل بندوں پر ہی رحم کرتا ہے[۱]

ایک بار عمر رضی اللہ عنہ کو مچھلی کھانے کی خواہش ہوئی، اپنے (یرفأ) نامی غلام سے فرمایا کہ مجھے مچھلی کھانے کی خواہش ہو رہی ہے، غلام نے کجاوہ کسا، مچھلی کی تلاش میں نکل گیا، دو دن کی شدید محنت کے بعد مچھلی لے کر حاضر خدمت ہوا اور سواری کو دھونے لگا، عمر نے سواری کے کانوں کے نیچے پسینہ دیکھا تو فرمایا: ,,سواری کو میری وجہ سے بے تحاشہ تکلیف ہوئی ہے، تم نے عمر کی خواہش کی وجہ سے سواری کو تکلیف پہنچائی ہے، اللہ کی قسم میں نہیں کھاؤں گا، اسے تم کھالو[۲]

امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”وہ آپس میں اس قدر رحمدل تھے ایک مسلمان جب دوسرے کو دیکھتا تو معانقہ اور مصافحہ کے بغیر نہیں رہتا تھا“[۳]

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”(رحماء بینهم) آپس میں محبت کرنے والے رحمدل تھے جس طرح باپ بیٹے سے محبت کرتا ہے[۴]

(۱۷) دشمنانِ دین پر شدید

---

(۱) دیکھئے: جامع معمر بن راشد: ۲۹۹/۱۱ نمبر (۲۰۵۹۰)

(۲) دیکھئے: تاریخ دمشق: ۳۰۱/۴۴، نیز دیکھئے سیوطی کی تاریخ الخلفاء ص/۸۳، سیر اعلام النبلا للذهبی: ۳۲۳/۲

(۳) الکشاف للزمخشری: ۳۴۸/۴

(۴) مختصر تفسیر البغوی: ۸۷۶/۲

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

طرح صحابہ کرامؓ دشمنوں پر سخت تھے اسی لئے اللہ تعالی نے ان کی تعریف کی ہے، فرمایا(أشداء رحماء بينهم)

علامہ سعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں یوں رقم طراز ہیں: ”وہ (أشداء على الكفار)ہیں یعنی ان کی دشمنی پکی ہے، اور اس کے لئے وہ بھرپور کوشش کرتے ہیں اور اس کے لئے وہ اپنی ساری صلاحیتیں جھونک دیتے ہیں، چنانچہ ان (مسلمانوں) کی طرف سے انہوں نے سختی اور درشتی کے علاوہ کچھ دیکھا ہی نہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کے دشمن ہمیشہ ان کے سامنے ذلیل وخوار رہے اور مسلمانوں نے انہیں دبا کر ہی رکھا“(۱)

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:”یہ مومنوں کا خاص وصف ہے کہ وہ کافروں پر ہمیشہ سخت ہوتے ہیں اور اچھے لوگوں کے لئے نرم خو اور نرم دل، کافروں کے سامنے ناک بھوں چڑھائے نالاں رہتے ہیں اور اپنے مسلمان بھائی کے سامنے ہمیشہ ہشاش بشاش رہتے ہیں“(۲)

امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”وہ کافروں کے لئے اس قدر سخت تھے کہ اپنے کپڑے ان سے بچائے رکھتے تھے کہ ان کے کپڑے ان کے بدن سے نہ لگ جائیں“ (۳)

(۱) تفسیر السعدی ص۷۹۸

(۲) تفسیر ابن کثیر: ۳۳۶/۷

(۳) الکشاف للزمخشری ۳۴۸/۴

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

(١٨) حکم الٰہی اور امر نبوی کی تعمیل میں بلا چون وچرا لپک پڑنا

صحابہ کرام کی جماعت وہ مقدس جماعت تھی کہ آپ ﷺ کا ادھر حکم ہوتا تھا، ادھر تعمیل میں لپک پڑتے تھے، چون وچرا کی مجال تھی نہ ضرورت، انکار کی گنجائش ہوتی تھی اور نہ ہی حاجت، چند نمونے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی، جب آپ ﷺ نے پہننا شروع کیا تو صحابہ کرام بھی پہننے لگے، آپ ﷺ منبر پر رونق افروز ہوئے، اور فرمایا: ,,اللہ کی قسم! میں نہیں پہنوں گا،، اور آپ نے پھینک دیا، چنانچہ جب آپ ﷺ نے اتارا تو صحابہ کرام نہ بھی فوراً اتار دیا[١]

ابو مسعود بدری فرماتے ہیں کہ میں ایک بار اپنے غلام کو مارے جارہا تھا کہ اچانک پیچھے سے آواز سنائی دی،، ابو مسعود! جان لو، میں سمجھ نہیں سکا، قریب ہوا تو دیکھا کہ رسولِ گرامی ﷺ مخاطب ہیں، اور فرمارہے ہیں: ابو مسعود جان لو! اس غلام پر تمہارا رب تم سے زیادہ قدرت رکھتا ہے،، چھڑی میرے ہاتھ سے گر گئی، اور میں نے کہا: ”اللہ کی قسم! اب میں کسی بھی غلام کو نہیں ماروں گا،،[٢]۔

سن ٣ ہجری سے قبل شراب حلال تھی، لوگ پیا کرتے تھے، گھروں میں شراب کے مٹکے تک پڑے ہوتے تھے، مگر جب اس کی حرمت نازل ہوئی تو مٹکے دوڑ

---

(١) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (٦٦٥١) مسلم حدیث نمبر (٢٠١٩)

(٢) دیکھئے: مسلم حدیث نمبر (١٦٥٩) ابو داؤد حدیث نمبر (٥١٥٩) ترمذی حدیث نمبر (١٩٤٨)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

دیئے، جس کے ہاتھ میں گلاس تھا، گلاس پھینک دیا، یہاں تک کہ مدینے کی گلیوں میں شراب بہنے لگی[١]

حنظلہ - غسیل الملائکہ - رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی ہیں، ابھی نئی نئی شادی ہوئی ہے، شبِ زفاف منا رہے ہیں، نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی جہاد میں نکلنے کی ندا لگاتا ہے، حنظلہ بستر سے اٹھتے ہیں، تلوار تھامتے ہیں، اور اللہ کے راستے میں نکل جاتے ہیں اور جنگ کرتے ہوئے جامِ شہادت نوش کر لیتے ہیں اور صورت حال یہ ہے کہ انہوں نے غسل جنابت بھی نہیں کیا ہے، اسی لئے انہیں فرشتے غسل دیتے ہیں، اللہ اللہ یہ مرتبۂ بلند، چنانچہ تاریخ انہیں (غسیل الملائکہ) سے آج تک یاد کرتی ہے[٢]

اللہ اکبر! اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے بغیر غسل معرکۂ کارزار میں نکل گئے، نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی کی دعوت پر بلا چون و چرا اور بغیر کسی لیت و لعل لبیک کہہ دیا، ہم اپنے حالتِ زار پر غور کریں، اپنے گردونواح کا جائزہ لیں، یہاں تو صورت حال یہ ہے کہ مؤذن کی آواز (حیّ علی الصلاۃ اور حیّ علی الفلاح) کی آواز سن کر ہم خوابِ خرگوش میں مبتلا رہتے ہیں اور مسجد تک جانے کی بھی ہمت نہیں کرتے ہیں اور نہ ہی زحمت، یہ صحابۂ کرام تھے جن کے ارادے چٹان کی طرح مضبوط تھے اور جن کے عزائم کوہ ہمالہ سے بھی بلند تر۔

---

(١) دیکھئے: مسلم حدیث نمبر (١٩٨٠)، تفسیر قرطبی: ٢٨٥/٦، مجموع فتاوی ابن تیمیہ: ١٨٧/٣٤

(٢) دیکھئے: صحیح ابن حبان حدیث نمبر (٧٠٢٥)، مستدرک حاکم حدیث نمبر (٤٩٤٦)، بیہقی حدیث نمبر (٦٩١٥) السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ٧٥/٢، نیز دیکھئے: نصب الرایۃ لأحادیث الہدایۃ: ٣١٥/٢

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- صحابہ کرام کی زندگیاں پڑھیئے، اس طرح کے ہزاروں روشن نمونے تاریخ کے سینے میں ثبت ہیں، بخوفِ طوالت انہیں چند نمونے پر اکتفا کیا جاتا ہے، یہ نمونے ہمیں چیخ چیخ کر آواز دیتے ہیں کہ ہمیں بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی آواز اوران کے اوامر کی تعمیل میں شمہ برابر بھی تامل، تردد اور تذبذب نہیں کرنا چاہیئے

(۱۹) رسول اللہ ﷺ سے ٹوٹ کر محبت کرنا

جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے، اسے ٹوٹ کر چاہتا ہے، اس کے حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے، اور اس کی ساری باتیں ماننا اپنے لئے حکمِ واجب سمجھتا ہے (إن المحب لمن يحب مطيع)

صحابہ کرام بھی نبی اکرم ﷺ سے ٹوٹ کر محبت کرتے تھے، دل و جان سے آپ کو چاہتے تھے، آپ کی محبت تمام محبتوں پر غالب تھی، چند نمونے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

ایک صحابی نبی اکرم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ: ''اللہ کے نبی! یہ بتایئے قیامت کب آئے گی؟'' آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''اس کے لئے تم نے کیا تیاری کی ہے؟'' جواباً عرض کرتے ہیں: ''زیادہ کچھ نہیں، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے خوب محبت کرتا ہوں'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا حشر ان کے ساتھ ہوگا، جس سے تم محبت کرتے ہو''[۱]۔

(۱) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۳٦۸۸) مسلم حدیث نمبر (۲٦۳۹) سوال کرنے والے کا نام نامی اسم گرامی ذوالخویصرہ الیمانی ہے، دیکھئے: فتح الباری ٦۱/۷

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں، کہتے ہیں کہ اے اللہ کے نبی! آپ میرے نزدیک محبوب ہیں، مگر میری جان میرے نزدیک آپ سے زیادہ محبوب ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عمر! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جب تک تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں تم مؤمن نہیں ہو سکتے'' عمر نے فرمایا: ''اللہ کے رسول! آپ میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اب اے عمر،، (یعنی تم اب مکمل مؤمن ہوئے ہو) (۱)

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا جا رہا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم الوداع فرما رہے ہیں، معاذ اونٹنی پر سوار ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''معاذ! تم جا رہے ہو، لیکن شاید ہماری اور تمہاری یہ آخری ملاقات ہو، اس کے بعد اب ملاقات نہیں ہو گی، ہاں تم آؤ گے تو میری مسجد اور میری قبر سے گزرو گے،، یہ سننا تھا کہ معاذ رضی اللہ عنہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے یہاں تک ہچکیاں بندھ گئیں،، (۲)۔

---

(۱) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۶۶۳۲) احمد حدیث نمبر (۱۷۵۸۶) حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: ''بلند مقام تک پہنچنے کے لئے جس کا تذکرہ کیا گیا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ محبت کا) ہونا ضروری ہے'' (دیکھئے فتح الباری: ۵۲۸/۱۱۔

(۲) دیکھئے: مسند احمد حدیث نمبر (۲۲۴۷۶)، صحیح ابن حبان حدیث نمبر (۴۱۴)، بیہقی حدیث نمبر (۲۰۲۰۸)، مسند البزار حدیث نمبر (۲۶۴۷) طبرانی حدیث نمبر (۲۴۲) امام ہیثمی فرماتے ہیں: ''رجالہ رجال الصحیح غیر راشد بن سعد و عاصم بن حمید و ھما ثقتان مجمع الزوائد و منبع الفوائد: ۲۲/۹، شیخ شعیب ارناؤط کہتے ہیں: اسنادہ قوی: دیکھئے صحیح ابن حبان حدیث نمبر (۶۴۷)، علامہ البانی نے بھی صحیح،، کہا ہے دیکھئے: السلسلۃ الصحیحۃ حدیث نمبر (۲۴۹۷)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ احد میں آپ ﷺ کے دندانِ مبارک شہید ہوگئے،لوگوں میں افواہ پھیل گئی کہ آپ ﷺ شہید ہوگئے،صحابۂ کرام میں ایک کھلبلی پیدا ہوگئی،سراسیمگی طاری ہوگئی اور چہ می گوئیاں شروع ہوگئیں،اتنے میں ایک خاتون اپنے والد،بھائی اور بیٹے کو تلاش کرتی ہوئی نکلتی ہیں،لوگوں سے پوچھتی ہیں تو بتایا جاتا ہے کہ یہ تمہارے والد ہیں،یہ تمہارے بھائی ہیں،یہ تمہارے شوہر نامدار ہیں اور یہ تمہارا بیٹا ہے،(اس کی کوئی پرواہ نہ ہوئی)پوچھا:''یہ بتاؤ کہ رسول اللہ ﷺ کا کیا ہوا؟''(وہ زندہ ہیں یا نہیں) ان کو بتایا جاتا ہے کہ''آپ ﷺ بخیر وعافیت ہیں''آپ ﷺ کے پاس انہیں پہنچایا جاتا ہے،وہ آپ کو دیکھتی ہیں اور فرماتی ہیں:''میرے ماں باپ آپ پر قربان اگر آپ صحیح سالم ہیں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں''۔ایک دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''ہر مصیبت آپ کے بعد ہیچ ہے''[1]۔

(٢٠)صبر وثبات

صحابۂ کرام جب مشرف بہ اسلام ہوئے تو اعداء اسلام نے مختلف طریقوں سے انہیں دینِ اسلام سے برگشتہ کرنے کی کوشش کی،اس کے لئے مختلف حربے استعمال کئے،مگر یہ ہمت وعزم کے پہاڑ تھے،ایمان وعمل میں کوہِ ہمالہ تھے،یقین و اذعان میں جبال راسیات کی طرح ڈٹے رہے،کبھی بھی ان کے پایۂ ثبات میں لغزش نہیں آئی،صعوبتیں اور پریشانیاں ان کے مضبوط ارادوں کو کبھی بھی متزلزل نہیں کر سکیں،چند نمونے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

(١) دیکھئے: حلیۃ الأولیاء:٢/٧٧،٣،السیرۃ النبویۃ لابن ھشام:٣/٤٣،سبل الھدی و الرشاد : ٤/٢٢٨

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

زید بن دثنہ انصاری رضی اللہ عنہ کو صفوان بن امیہ نے اس لئے خریدا تاکہ اپنے باپ کے بدلے انہیں قتل کرے،(امیہ بن خلف بدر میں نشانِ عبرت بنا دیا گیا تھا)اس غرض سے اس نے زید تنعیم بھیج دیا، تاکہ آپ کو قتل کر دیا جائے، کفارِ قریش کی ایک جماعت قتل کا تماشا دیکھنے کے لئے جمع ہو گئی، ابو سفیان (جو اب تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) بھی آدھمکے، جب زید کو قریب لایا گیا تو ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے بڑی للچائی نظروں سے پوچھا: ”اب تو تم بھی یہ پسند کرتے ہوگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہاں پھنس جائیں اور تم بچ نکلو اور اپنے بال بچوں کے ساتھ عیش و عشرت کی زندگی گزارو“ زید کی ثبات قدمی دیکھئے اور داد دیجئے، ان کی محبتِ نبوی پر تامل کیجئے، اور رشک کیجئے، فرمانے لگے :,,(تم بچ نکلنے کی بات کرتے ہو) اللہ کی قسم ہم تو یہ بھی نہیں چاہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھنس جائیں، آپ کو کوئی کانٹا چبھے اور ہم اپنے گھر بار میں اپنے بال بچوں کے ساتھ مزے کر رہے ہوں،، ابو سفیان کہتے ہیں: ,,میں نے کسی کو اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا، جتنی محبت صحابہ کرام اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتے ہیں،، پھر نسطاس نے آپ کو شہید کر دیا[(١)]

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے روم سے لڑنے کے لیے ایک فوجی دستہ روانہ کیا، اس دستے میں ایک نوجوان صحابی عبد اللہ بن حذافہ بن قیس السھمی رضی اللہ عنہ بھی تھے، انتہائی دلیر، بہادر، جانباز، جاں سپار، وفا شعار اور جنگ جو۔ مسلمانوں اور قیصر کی فوج کے درمیان لڑائی نے طول پکڑ لیا، قیصر مسلمانوں کی بہادری، شجاعت، دلیری، بسالت، شدتِ ہمت، اور ثابت قدمی پر حیران ہوا اور حکم دیا کہ مسلمانوں کا کوئی جنگی قیدی ہو تو حاضر کیا جائے... عبد اللہ بن حذافہ (رضي الله عنه) کو گھسیٹ کر حاضر کیا گیا جن کے ہاتھوں اور پاؤں میں ہتھکڑیاں تھیں، قیصر نے ان سے بات چیت شروع کی تو ان کی

(١) دیکھئے: السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ١٧٠/١، اسد الغابۃ لابن اثیر: ٢٣٠/٢

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ذہانت سے حیران رہ گیا، دونوں کے درمیان درج ذیل مکالمہ ہوا (آپ بھی ملاحظہ فرمائیں) قیصر: نصرانیت قبول کر لو تمہیں رہا کر دوں گا؟ عبداللہ: نہیں ایسا قطعی نہیں ہو سکتا (ہمت و حوصلہ اور صلابت دینی کا اندازہ کیجئے) قیصر: نصرانیت قبول کر لے آدھی سلطنت تمہیں دے دوں گا؟ عبداللہ: نہیں (اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت، دنیا سے بیزاری، شریعت سے علاقہ و لگاؤ اور آخرت کی فکر کا اندازہ لگائیے) قیصر: نصرانیت قبول کر لے آدھی سلطنت دوں گا اور تمہیں حکمرانی میں شریک کروں گا؟ عبداللہ: نہیں، اللہ کی قسم اگر تم مجھے اپنی پوری مملکت، اپنے آباواجداد کی مملکت، عرب و عجم کی حکومتیں بھی دے دوگے تب بھی میں پلک جھپکنے کے لیے بھی اپنے دین سے منہ نہیں موڑ سکتا قیصر غضبناک ہوا اور کہا: تجھے قتل کر دوں گا، عبداللہ بن حذافہ نے انتہائی پرسکون لہجہ میں جواب دیا: مجھے قتل کر دے! (یہ مجھے منظور تو ہے مگر اپنے دین و شریعت سے پھرنا قطعی مجھے منظور نہیں) قیصر نے حکم دیا کہ ان کو ایک ستون پر لٹکا کر ان کے آس پاس تیروں کی بارش کی جائے (ڈرانے کے لیے) پھر اس کو عیسائیت قبول کرنے یا موت کو گلے لگانے میں سے ایک بات کا اختیار دیا جائے... جب قیصر نے دیکھا کہ اس سے بھی بات نہیں بنی وہ کسی حال میں اسلام چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تو حکم دیا کہ قید میں ڈال دو اور کھانا پینا بند کر دو، عبداللہ رضی اللہ عنہ کا کھانا پینا بند کر دیا گیا یہاں تک کہ پیاس اور بھوک سے موت کے قریب ہو گئے تو قیصر کے حکم سے شراب اور خنزیر کا گوشت ان کے سامنے پیش کیا گیا... جب عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو کہا: اللہ کی قسم مجھے معلوم ہے کہ میں وہ مضطر (پریشان حال) ہوں جس کے لیے یہ حلال ہے، مگر میں کفار کو خوش کرنا نہیں چاہتا، یہ کہہ کر کھانے کو ہاتھ بھی نہ لگایا... یہ بات قیصر کو بتائی گئی تو اس نے عبداللہ کے لیے بہترین کھانا لانے کا حکم دیا، اس کے بعد ایک حسین و جمیل لڑکی کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے پاس بھیجا گیا کہ ان کو چھیڑے اور فحاشی کا مظاہرہ کرے، اس لڑکی نے بہت کوشش کی مگر عبداللہ نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی اور اللہ کے ذکر میں مشغول رہے... جب لڑکی نے یہ دیکھا تو غصے سے باہر چلی آئی اور کہا: تم نے مجھے کیسے آدمی کے پاس بھیجا میں سمجھ نہ سکی کہ وہ انسان ہے یا پتھر... (اللہ اکبر! آج کے نوجوانوں کے لئے ایک لمحۂ فکریہ) اللہ کی قسم اس کو یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ میں مذکر ہوں یا مونث ...

جب قیصر کا ہر حربہ ناکام ہوا اور وہ عبداللہ کے بارے میں مایوس ہوا تو ایک پیتل کی دیگ منگوائی اور اس میں تیل ڈال کر خوب گرم کیا اور عبداللہ کو اس دیگ کے سامنے لایا اور ایک اور مسلمان قیدی کو زنجیروں سے باندھ کر لایا گیا اور ان کو اٹھا کر اس ابلتے تیل میں ڈالا گیا جن کی ایک چیخ نکلی اور دیکھتے ہی دیکھتے ان کی ہڈیاں الگ ہو گئیں اور تیل کے اوپر تیرنے لگی، عبداللہ یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے، اب ایک بار پھر قیصر عبداللہ کی طرف متوجہ ہوا اور نصرانیت قبول کرنے اور اسلام چھوڑنے کی پیش کش کر دی مگر عبداللہ نے انکار کر دیا... قیصر غصے سے پاگل ہونے لگا اور حکم دیا کہ یہ دیگ میں موجود تیل اٹھا کر عبداللہ کے سر پر ڈال دی جائے، جب قیصر کے کارندوں نے دیگ کھینچ کر عبداللہ کے قریب کیا اور اس کی تپش کو محسوس کیا تو عبداللہ رونے لگے ... آپ کی ان خوش نصیب آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے جن آنکھوں نے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور دیکھا تھا، یہ دیکھ کر قیصر خوشی سے جھومنے لگا اور کہا: عیسائی بن جاؤ معاف کر دوں گا...؟ عبداللہ نے کہا: نہیں، قیصر: پھر رویا کیوں...؟ عبداللہ: اللہ کی قسم میں اس لیے رو رہا ہوں کہ میری ایک ہی جان ہے جو اس دیگ میں ڈالی جائے گی... میری یہ تمنا ہے کہ میری میرے سر کے بالوں کے برابر جان ہوں اور وہ ایک ایک کر کے اللہ کی راہ میں نکلیں... یہ سن کر قیصر نے مایوسی کے عالم میں عبداللہ سے کہا: کیا یہ ممکن ہے کہ تم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میرے سر کو بوسہ دو اور میں تمہیں رہا کروں...؟عبد اللہ:اگر میرے ساتھ تمام مسلمان قیدیوں کو رہا کرتے ہو تو میں تیرے سر کو بوسہ دینے کے لیے تیار ہوں... قیصر: ٹھیک ہے عبد اللہ نے اپنے س. اتھ دوسرے مسلمانوں کو رہا کرنے کے لیے اس کافر کے سر کو بوسہ دیا اور سارے مسلمان رہا کر دیے گئے... جب واپس عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے اور آپ کو واقعہ بتا دیا گیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: عبد اللہ بن حذافہ کے سر کو بوسہ دینا ہر مسلمان پر ان کا حق ہے اور خود اٹھے اور عبد اللہ کے سر کو بوسہ دیا[۱]

(۲۱)جرأت وشجاعت

صحابہ کرام سارے کے سارے بہادری و شجاعت میں سب سے آگے تھے، میدانِ جنگ میں انہوں نے شجاعت وبہادری کے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں، تاریخ کے صفحات میں انہوں نے ایسے نمونے رقم کئے ہیں کہ رہتی دنیا تک انہیں فراموش نہیں کیا جاسکتا، چند نمونے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ انتہائی بہادر اور دلیر جنگجو صحابی تھے، جہاں گئے آپ کا پلڑا بھاری رہا، جس جنگ میں شریک ہوئے، کشتوں کے پشتے لگائے، اور فاتح ہو کر نکلے، اسی لئے ان کو (اللہ کی تلوار) کہا جاتا ہے، ان کا اپنا بیان ہے کہ جنگ موتہ کے موقعہ پر میرے ہاتھوں میں نو تلواریں ٹوٹ گئیں[۲]

- سعد بن ابی وقاص کو کون نہیں جانتا، غزوۂ احد میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے بڑی دعائیں دی تھیں، (سعد! تیر اندازی کرو میرے ماں باپ تجھ پر قربان)

---

(۱) دیکھئے: امام ذہبی کی سیر اعلام النبلاء (تحقیق: مصطفی عبد القادر عطا) ۳/۲۵۲-۲۵۳

(۲) دیکھئے: کتاب المکارم لابن ابی الدنیا ص/۶۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوائے سعد کے کوئی ایسے صحابی نہیں ہیں جن کے لئے آپ ﷺ نے ماں باپ کے قربان ہونے کی بات کہی ہو۔

ابو دجانہ رضی اللہ عنہ بڑے بہادر، دلیر شجاع اور میدانِ جنگ میں اگلی صفوں میں لڑنے والے مردِ مجاہد تھے۔ ان کا نام سماک بن خرشہ تھا۔ غزوہ احد میں ان کے بہادری کے کارنامے اسلامی تاریخ کا حصّہ ہیں۔ انہوں نے بدر و احد کے علاوہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تمام جنگوں میں شرکت فرمائی۔ احد کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس تلوار کا حق کون ادا کرے گا؟''لوگ اس کے لیے آگے بڑھے لیکن آپ نے انہیں تلوار نہیں دی۔ اتنے میں ابو دجانہ کھڑے ہوئے اور پوچھا: ''اس کا حق کیا ہے؟'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حق یہ ہے کہ اس سے دشمن کو اتنا مارو کہ یہ ٹیڑھی ہو جائے''(اور دشمن دم دبا کر بھاگ جائے''۔

چنانچہ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر تلوار لی اور لال پٹی سر پر باندھ کر اکڑتے ہوئے دشمن کی صف میں جا گھسے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی چال دیکھ کر فرمایا: ''یہ ایسی چال ہے جو اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے، مگر اس مقام پر نہیں''۔
اللہ کے رسول ﷺ کی وفات کے بعد کئی قبائل اسلام سے مرتد ہو گئے اور مسیلمہ کذاب ان کا لیڈر بن گیا، چنانچہ ان مرتدین نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف اعلان جہاد کیا۔ مرتدین کی سرکوبی کے لیے جو لشکر روانہ ہوا، اس میں ابو دجانہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ یمامہ کے مقام پر بنو حنیفہ کے مرتدین سے جو جنگ ہوئی۔ اس میں ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے بہادری کے وہی جوہر دکھائے جو رسالت مآب ﷺ کے دور میں دکھائے تھے۔ یمامہ میں ایک بڑے باغ کے درمیان قلعہ تھا جس میں مرتدین جمع تھے، وہ قلعہ بند ہو کر لڑائی کر رہے تھے۔ اور مسلمانوں کو نقصان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہنچا رہے تھے۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ کوئی شخص قلعہ کے اندر کود جائے اور قلعے کا دروازہ کھول دے تاکہ مجاہدین قلعے میں داخل ہو سکیں۔

ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: کسی طرح مجھے اٹھا کر قلعے کے اندر اُتار دو تاکہ میں دروازہ کھول سکوں۔ ساتھیوں نے تامل کیا کہ انہیں اکیلا دشمن کے نرغے میں چھوڑا جائے۔ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے بڑے زور سے اپنے مطالبے کو دہرایا۔ جب ادھر سے انکار ہوا تو سخت ناراض ہوئے اور ساتھیوں کو مجبور کیا کہ انہیں لازماً قلعہ میں اُتارا جائے۔ چنانچہ سپاہیوں نے ان کو اُٹھا کر قلعے میں اُتارا۔ جب انہوں نے دیوار سے چھلانگ لگائی تو ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ مگر ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے ٹانگ کی قطعاً کوئی پروانہ کی۔ اپنی تلوار اُٹھائی اور مرتدین سے اکیلے ہی قلعے کے اندر لڑائی شروع کر دی۔ وہ لڑتے لڑتے دشمنوں کو دروازے کی طرف لے آئے اور اچانک دروازہ کھول دیا، ادھر مسلمان دروازہ کھلنے کے منتظر تھے۔ وہ طوفانِ بلا خیز کی طرح اندر داخل ہوئے۔ ادھر ابو دجانہ رضی اللہ عنہ اپنی ٹانگ کے درد کو چھپائے مسلسل لڑتے رہے۔ لڑائی کے دوران ان کی ٹانگ کثرتِ حرکت کی وجہ سے اور زیادہ خراب ہو گئی اور درد میں بے تحاشا اضافہ ہو گیا۔ دوسری طرف مرتدین ان کی تاک میں تھے۔ بالآخر یہ بہادر مجاہد زمین پر گر پڑے۔ کثرت سے خون بہنے کی وجہ سے وہ یمامہ کی جنگ میں شہید ہو گئے اور رہتی دنیا تک تاریخ کے سنہرے اوراق میں اپنا نام رقم کر گئے۔ رضی اللہ عنہ (۱)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ چھٹے مسلمان ہیں.. ان میں سے پہلے کوئی مسلمان مکہ میں اعلانیہ تلاوت قرآن کی جرأت نہیں کر سکتا تھا لیکن وہ اسلام لائے تو ایک روز تمام صحابہ نے

(۱) دیکھئے: اسد الغابہ ۵۵۱/۲، دلائل النبوۃ للبیہقی ۲۴۳/۳)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جمع ہو کر کہا کہ اب تک قریش نے قرآن مجید کو کسی کی زبان سے اعلانیہ نہیں سنا.. اس کی جرأت کون کر سکتا ہے.. عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں.. صحابہ کرام نے کہا کہ ہم کو تمہاری نسبت خوف ہے.. ہم ایسا آدمی چاہتے ہیں جس کا قبیلہ ہو تا کہ کفار حملہ کریں تو اس کی طرف سے مدافعت کر سکے.. بولے مجھے جانے دو.. خدا میری حفاظت کرے گا.. اُٹھے اور ٹھیک دوپہر میں خانہ کعبہ آئے.. خانہ کعبہ میں قریش انجمن آرا تھے..مقام ابراہیم کے پاس پہنچ کر بآواز بلند کہا..﴿ ٱلرَّحْمَٰنُ ۝١ عَلَّمَ ٱلْقُرْءَانَ ﴾ [الرحمن: ١ – ٢] کفار نے سنا تو کہا کہ ابن عم عبید کیا کہتا ہے..؟ غور کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی آیتیں ہیں.. دفعتہ "تمام کفار ٹوٹ پڑے اور زود کوب کرنے لگے..وہ پلٹے تو چہرے پر زخموں کے نشان دیکھ کر صحابہ نے کہا کہ ہم کو اسی کا توڈر تھا.. بولے خدا کے دشمن آج سے زیادہ مجھے کبھی کمزور نظر نہیں آئے.. اگر کہو تو کل بھی اسی طرح ان کو علانیہ قرآن سنا آؤں"(۱)۔

- رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد فتنۂ ارتداد نے سر اٹھایا اور موجِ تلاطم بن کر کھڑا ہو گیا، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے علاوہ اکثر شہر اس فتنے کے لپیٹ میں آگئے، اور اس آتشِ پر فشاں میں جھلسنے لگے، ایسے پر فتن حالات میں چنانچہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اس فتنے کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا، مرتدین کی تعداد کوئی چالیس ہزار سے متجاوز تھی، جن سے مقابلے کا سامنا کرنا تھا، تاریخ اسلام میں یہ جنگ (جنگِ یمامہ) کے نام سے موسوم ہوئی، اس جنگ میں

(۱) دیکھئے: اسد الغابہ: ۲۸۳/۳، السیرۃ النبویۃ الابن ھشام ۳۱۵/۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیشتر صحابہ کرام نے اپنی جنگی شجاعت و بسالت کی سنہری تاریخیں رقم کی جو تاریخ اسلام کے صفحات میں ثبت ہیں اور روشن ستاروں کے مانند جگمگا رہے ہیں، مگر خالد رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ لڑائی بڑی خطرناک صورت حال اختیار کر چکی ہے، تو براء بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا: ''تم میں سے اب کوئی بھی مدینہ واپس جانے کی نہ سوچے۔یوں سمجھو کہ آج سے تمھارے لئے مدینہ ختم'' ''بس اب تمھارے لئے ایک اللہ اور جنت ہے''۔یہ کہہ کر نعرہ تکبیر کہتے ہوئے دشمن پر ٹوٹ پڑے ۔ان کی صفوں کو چیرتے ہوئے، تلوار سے گردن اڑاتے ہوئے آگے ہی بڑھتے چلے گئے۔ایسے زور دار انداز میں حملہ کیا کہ مسیلمہ اور اس کی فوج کے قدم ڈگمگا گئے اور مجبور ہو کر دشمن فوج نے ایک باغیچہ میں پناہ لی۔یہ باغیچہ بعد کی تاریخ میں،،باغیچۂ موت،، (حديقة الموت) کے نام سے مشہور ہوا، کیونکہ اس باغیچہ میں بے پناہ مشرکین کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔ چونکہ دشمن نے باغ میں داخل ہو کر باغ کا دروازہ بند کر لیا تھا اور بظاہر ان سے مقابلے کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی۔اس موقع پر براء بن مالک بڑی تیزی اور احتیاط سے ایک ڈھال پر بیٹھ گئے اور ساتھیوں نے دس نیزوں کے زور سے بڑے ہی ماہرانہ انداز میں اس ڈھال کو اچھال کر باغ کے اندر پھینک دیا۔براء بن مالک رضی اللہ عنہ ان دشمنوں پر بجلی بن کر گرے جو ہزاروں کی تعداد میں اس باغ میں پناہ لے چکے تھے۔انہیں بے دریغ قتل کرتے ہوئے مرکزی دروازے تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے۔اس معرکہ آرائی میں آپ کے جسم پر اسی سے زائد تیروں اور تلواروں کے زخم لگ چکے تھے۔مسلمانوں نے دروازے سے داخل ہو کر مسیلمہ کذاب کی فوج پر زور دار حملہ کر دیا، دیواروں کی اوٹ میں جو پناہ لئے بیٹھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے، ان سب کو قتل کر دیا۔ تقریبا بیس ہزار افراد قتل کر کے مسلمان مسیلمہ کذاب تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے اور بالآخر اسے بھی واصل جہنم کر دیا۔

براء بن مالک رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر خیمے میں لایا گیا تا کہ ان کا علاج کیا جائے، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی ان کے علاج معالجے کی خاطر وہیں ٹھہرے رہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انہیں شفا عطا فرمادی اور لشکر اسلام کو ان کے ہاتھوں بفضلہ تعالیٰ فتح نصیب ہوئی۔ براء بن مالک رضی اللہ عنہ ہمیشہ شہادت کا شوق اپنے دل میں بسائے رکھتے۔ باغیچہ موت میں بھی ان کو شہادت نصیب نہ ہوئی۔ وہ یکے بعد دیگرے جنگوں میں شریک ہوتے رہے تا کہ شہادت کا شرف حاسل کر سکیں، جو ان کی سب سے بڑی دلی تمنا تھی، یہاں تک کہ سرزمین فارس میں "جنگ تستر" لڑی گئی۔ فارسی فوج ایک مظبوط ترین قلعہ میں محفوظ ہوگئی۔ مسلمان فوج نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ ان کے گرد ایسا گھیر اڈالا جیسے کہ کنگن کلائی کے گرد گھیر اڈالے ہوئے ہوتا ہے۔ یہ محاصرہ طویل عرصہ تک جاری رہا۔ یہاں تک کہ فارسی فوج بری طرح مصیبت میں مبتلا ہوگئی۔ تو انہوں نے محاصرہ توڑنے کے لئے ایک ترکیب سوچی اور وہ یہ کہ لوہے کی زنجیروں کو بڑی احتیاط سے قلعے کی دیوار کے اوپر سے نیچے اتار دیا۔ ان زنجیروں کے ساتھ لوہے کی کنڈیاں گرم کر کے لگائی گئی تھیں جو انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں تا کہ وہ قلعے کے ساتھ بیٹھے ہوئے مسلمان مجاہدین کے جسم میں پیوست ہو جائیں اور انہیں زندہ یا مردہ حالت میں اوپر اٹھا لیا جائے۔ ان میں سے ایک کنڈی براء بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کے بھائی انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کے جسم میں پیوست ہوگئی، دشمن تیزی سے انہیں اوپر اٹھانے لگا۔ براء نے تیزی سے جست لگائی اور اس زنجیر کو قابو کر لیا جو ان کے بھائی کو اٹھائے لے جا رہی تھی۔ کنڈی کو ان کے جسم سے نکالنے کی کوشش میں ان کا ایک ہاتھ بھی جھلس گیا۔ لیکن انہوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔ بالآخر ان کی محنت کارگر ثابت ہوئی۔ بڑی جفاکشی سے اپنے بھائی کو اس مصیبت سے چھڑانے میں کامیاب ہوگئے۔ اس کشمکش میں ان کا ہاتھ بری طرح متاثر ہو چکا تھا۔ اس معرکہ آرائی میں براء بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے شہادت کی التجا کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کر لی اور آپ دیدارِ الٰہی کا شوق دل میں لئے جام شہادت نوش کر گئے (دیکھئے: حیاۃ الصحابہ للکاندھلوی ۱ ۳۵۱، صور من حیاۃ الصحابہ للباشا)

یہ عجیب لوگ تھے

دیوانگی بھی بڑی عجیب ہے حسرت ❖ سلگتے ریت کا بستر تلاش کرتی ہے

اللہ سبحانہ وتعالیٰ براء بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کے چہرے کو جنت میں روشن کرے اور روز آخرت نبی علیہ السلام کی رفاقت سے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک عطا کرے۔

اگر صحابہ کرام بہادر تھے تو صحابیات بھی کم نہ تھیں، ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا غزوہ حنین میں اپنے ہاتھ میں خنجر تھامے کافروں کے انتظار میں رہتی تھیں کہ کوئی کافر ہاتھ آئے اور اسے کیفرِ کردار تک پہنچایا جائے، جن کے شوہرِ نامدار ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھ میں خنجر دیکھ کر فرمایا کہ آپ اس سے کیا کریں گی؟ تو انہوں نے جواب دیا: ”چاہتی ہوں کہ کوئی کافر آئے اور اس کے پیٹ میں یہ خنجر اتار دوں“[1]۔

(۱) دیکھئے: مسلم حدیث نمبر (۱۸۰۹)، صحیح ابن حبان حدیث نمبر (۴۸۳۶)، سنن ابو داؤد حدیث نمبر (۲۷۱۸) اللآلي المنيرة في تهذيب السيرة ص ۱۴۹

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

(۲۲) پابندئ عہدِ وفا

پیمانِ وفا قائم رکھنا، وعدے نباہنا کوئی صحابۂ کرام سے سیکھے، جن کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا (من المؤمنين رجالٌ صدقوا ما عاهدو الله عليه) پابندئ عہد ایک اہم اور نازک رشتہ ہے، جس میں بہت کم لوگ کامیاب ہو پاتے ہیں، صحابۂ کرام نے اس رشتہ کو انتہائی مضبوطی سے قائم رکھا، اس صفتِ حمیدہ کو خوب خوب برتا، اور اپنی زندگی میں لاگو فرمایا، چند نمونے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ایک دفعہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے رومیوں کے ساتھ معاہدہ کیا، ابھی معاہدہ ختم بھی نہ ہونے پایا تھا کہ حملے کی تیاریاں کر دیں تا کہ مدت گزرنے کے ساتھ ہی حملہ شروع کر دیں، فوج روانہ ہوئی تو عمرو بن عنبسہ رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے اور فرمانے لگے: ”اللہ اکبر! وفا کرنی چاہئے: بیوفائی کسی طرح بھی سزاوار نہیں“[۱]۔

(۲۳) صحابہ مہمان نواز تھے

صحابۂ کرام کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نے مہمان نواز بنا دیا تھا، یوں تو مہمان نوازی عربوں کی خو بو میں شامل تھی اور اسلام کی تعلیمات نے اس صفتِ حمیدہ کو مزید کندن بنادیا تھا، صحابۂ کرام کی مہمان نوازی کے چند نمونے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

ایک بار ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے یہاں ایک صاحب مہمان ہوئے، آپ نے ان کی اس انداز سے مہمان نوازی کی کہ وہ فرمانے لگے: «فلم أر رجلا من أصحاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم أشد تشميرا و أقوم على ضيف منه» (یعنی میں نے صحابہ میں

(۱) دیکھئے: صحیح ابن حبان حدیث نمبر (۴۸۷۱)، سنن ابو داؤد حدیث نمبر (۲۷۵۹)، ترمذی حدیث نمبر (۱۵۸۰)، مسند احمد حدیث نمبر (۱۷۲۸۹) علامہ البانی نے صحیح ابو داؤد (۲۷۵۹) میں اسے صحیح قرار دیا ہے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے کسی ان سے زیادہ مستعدانہ طور پر مہمان نوازی کرنے والا اور مہمان کی خبر رکھنے والا نہیں پایا[1]۔

ایک مرتبہ ایک مہمان دربار نبوی ﷺ میں آیا۔ چونکہ اس وقت کے لحاظ سے ایک شخص کی مہمان نوازی بھی آسان نہ تھی، اس لیے آن ﷺ نے صحابہ کو مہمان نوازی اور ضیافت پر ابھارا اور فرمایا کہ جو شخص اس کی مہمان نوازی کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحم کی امید پر اپنے گھر میں موجود سامان خوردونوش کا جائزہ لیے بغیر ابوطلحہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس مہمان کو اپنے ساتھ گھر لے جاتا ہوں۔ چنانچہ اسے ساتھ لے گئے۔ گھر پہنچے اور اپنی بیوی سے کہا کہ اس مہمانِ رسول ﷺ کی خوب خاطر مدارات کرو، یہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان ہیں مگر بیوی سے معلوم ہوا کہ کھانے کو کچھ نہیں، صرف اتنا ہی کھانا ہے جو بچوں کے لیے بمشکل کفالت کرسکے گا۔ لیکن بیوی کی طرف سے مایوس کن اطلاع کے باوجود انہیں کوئی تشویش نہ ہوئی۔ اور جذبہ مہمان نوازی میں کوئی فرق نہ آیا۔ آپ نے بیوی سے کہا کہ زیادہ فکر تو بچوں کا ہی ہے لیکن ان کو پیار دلاسا دے کر بھوکا ہی سلا دو۔ لیکن ایک مشکل ابھی بھی باقی تھی اور وہ یہ کہ اس وقت کے رسم و رواج کے مطابق مہمان گھر والوں کو ساتھ شریک کرنے پر اصرار کریگا۔ کیونکہ اس وقت تک پردہ کے احکام ابھی نازل نہیں ہوئے تھے۔ اور اس کا حل یہ سوچا گیا کہ جب میاں بیوی مہمان کے ساتھ کھانے پر بیٹھیں تو بیوی روشنی ٹھیک کرنے کے بہانے سے چراغ گل کردے اور پھر دونوں ساتھ بیٹھ کر یونہی منہ مارتے رہیں کہ گویا کھانا کھا رہے ہیں۔ لیکن دراصل کچھ

---

(۱) دیکھئے: ابوداؤد حدیث نمبر (۲۱۷۴)، تذکرۃ الحفاظ للذھبی ۳۰/۱، سیر اعلام النبلاء للذھبی ۵۹۳/۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ کھائیں اور اس طرح مہمان سیر ہو کر کھانا کھالے۔ چنانچہ اس ایثار پیشہ خاندان نے ایسا ہی کیا۔ بچوں کو فاقہ سے بہلا کر سلا دیا گیا۔ بیوی نے روشنی بجھا دی اور میاں بیوی ساتھ بیٹھ کر یونہی مچاکے مارتے رہے کہ گویا بڑے مزے سے کھانا کھا رہے ہیں۔ اس طرح گھر کے سب لوگ تو فاقہ سے رہے اور مہمان نے سیر ہو کر کھانا کھالیا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا ایسی پسند آئی کہ رسول کریم ﷺ کو وحی کے ذریعہ اس کی خبر دی۔ چنانچہ صبح ہوئی تو آپ نے ابو طلحہ کو بلایا اور ہنستے ہوئے فرمایا کہ رات تم نے مہمان کے ساتھ کیا کیا۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا کیا۔ آپ نے فرمایا جو کچھ تم نے کیا اسے دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے اپنے عرش پر تعجب کیا(۱)۔

(۲۴) صحابہ کی غربت وافلاس

اس میں کوئی کوئی شبہ نہیں کہ صحابہ کرام انتہائی فقر وفاقہ، افلاس ومحتاجگی اور غربت ومسکنت کی زندگیاں بسر کرتے تھے، جب ہم اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس کی جبینِ خم میں ایسے نادر نمونے اور انمول واقعات ثبت مل جاتے ہیں، جن کے تصور سے ہی کلیجہ منہ کو آتا ہے اور جسم انسانی میں ارتعاش پیدا ہو جاتا ہے، چند نمونے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں جن سے آپ صحابہ کی عظمت کا اندازہ کر سکیں گے۔

ایک صحابی نے ایک خاتون سے شادی کرنا چاہی، آپ ﷺ نے فرمایا: مہر کے لئے کیا ہے؟ عرض کیا: ایک تہ بند ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تہ بند تم نے مہر میں دے دیا تو تمہاری پردہ پوشی کیسے اور کیوں کر ہو گی؟ جا کر کچھ دوسری چیز تلاش کرو، شاید کچھ مل جائے، تلاش کرنے گئے، واپس آئے تو عرض کیا: کچھ بھی تو نہیں ملا، آپ ﷺ نے فرمایا: لوہے کی انگوٹھی ہی سہی لے آؤ بولے: وہ بھی تو نہیں ملتی کہ اسے مہر

(۱) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۴۸۸۹) مسلم حدیث نمبر (۲۰۵۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں دے دیتا، آپ ﷺ نے فرمایا: کچھ قرآن یاد ہے؟ فرمایا: (یہ انمول خزانہ تو ہے) کچھ سورتیں تو یاد ہیں، آپ نے فرمایا: جاؤ چند سورتوں کے عوض تمہارا نکاح اس خاتون سے پڑھا دیا[۱]

اللہ اکبر یہ غربت وافلاس، اور شادی میں یہ سادگی اور اخلاص، جہاں نہ کارڈ کی طباعت و تقسیم، نہ بارات کا تصور نہ کوئی تام جھام اور نہ ہی دیگر خرافات ورسومات واوہام فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ علی کا نکاح ہوا تو مہر کے لئے ایک زرہ کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا[۲]

- جلیبیب رضی اللہ عنہ ایک انصاری صحابی تھے۔ نہ مالدار تھے نہ کسی معروف خاندان سے تعلق تھا۔ صاحب منصب بھی نہ تھے۔ رشتہ داروں کی تعداد بھی زیادہ نہ تھی۔ رنگ بھی سانولا تھا۔ لیکن اللہ کے رسول ﷺ کی محبت سے سرشار تھے۔ بھوک کی حالت میں پھٹے پرانے کپڑے پہنے اللہ کے رسول کی خدمت میں حاضر ہوتے، علم سیکھتے اور صحبت سے فیض یاب ہوتے، ایک دن اللہ کے رسول نے شفقت کی نظر سے دیکھا از راہ مذاق فرمایا: 'یَا جُلَيْبِيبُ! أَلَا تَتَزَوَّجُ؟ "جُلیبیب! تم شادی نہیں کروگے؟"۔

جُلیبیب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھ جیسے آدمی سے بھلا کون شادی کرے گا؟

(۱) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۵۰۳۰-۵۰۸۷-۵۱۲۱)، مسلم حدیث نمبر (۱۴۲۵)

(۲) دیکھئے: صحیح ابن حبان حدیث (۶۹۴۵)، الأحادیث المختارۃ حدیث نمبر (۲۴۵)، ابو داؤد حدیث نمبر (۲۱۲۵)، علامہ البانی نے سنن نسائی (۳۳۷۵) میں اسے صحیح قرار دیا ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے رسول ﷺ نے پھر فرمایا: "جُلیبیب تم شادی نہیں کرو گے؟"، اوروہ جواباً عرض گزار ہوئے کہ اللہ کے رسول! بھلا مجھ سے شادی کون کرے گا؟ نہ مال ومنال نہ جاہ وجلال!!

اللہ کے رسول ﷺ نے تیسری مرتبہ بھی ارشاد فرمایا: "جُلیبیب تم شادی نہیں کرو گے؟" جواب میں انہوں نے پھر وہی کہا: اللہ کے رسول! مجھ سے شادی کون کرے گا؟ کوئی منصب نہیں میری شکل بھی اچھی نہیں نہ میرا خاندان بڑا ہے اور نہ مال ودولت رکھتا ہوں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: «اِذْهَبْ إِلَى ذَاكَ الْبَيْتِ مِنَ الأَنْصَارِ وَقُلْ لَّهُمْ: رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُبَلِّغُكُمُ السَّلَامَ وَيَقُولُ: زَوِّجُونِي ابْنَتَكُمْ» "فلاں انصاری کے گھر جاؤ اوران سے کہو کہ اللہ کے رسول تمھیں سلام کہہ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اپنی بیٹی سے میری شادی کردو"۔

جُلیبیب خوشی خوشی اس انصاری کے گھر گئے اور اور دروازے پر دستک دی گھر والوں نے پوچھا کون؟ کہا: جُلیبیب۔ گھر کا مالک باہر نکلا جُلیبیب کھڑے تھے، پوچھا: کیا چاہتے ہو، کدھر سے آئے ہو، کیا غرض لے کر آئے ہو؟

عرض کیا: اللہ کے رسول نے تمھیں سلام بھجوایا ہے۔

یہ سننے کی دیر تھی کہ گھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اللہ کے رسول نے ہمیں سلام کا پیغام بھجوایا ہے۔ ارے! یہ تو بہت ہی خوش بختی کا مقام ہے کہ ہمیں اللہ کے رسول نے سلام کہلا بھیجا ہے۔

جُلیبیب کہنے لگے: آگے بھی سنو! اللہ کے رسول ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کردو۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صاحب خانہ نے کہا: ذرا انتظار کرو، میں لڑکی کی ماں سے مشورہ کرلوں۔ اندر جا کر لڑکی کی ماں کو پیغام پہنچایا اور مشورہ پوچھا؟ وہ کہنے لگی: نا، نا، نا، نا... قسم اللہ کی! میں اپنی بیٹی کی شادی ایسے شخص سے نہیں کروں گی، نہ خاندان، نہ شہرت، نہ مال ودولت، ان کی نیک سیرت بیٹی بھی گھر میں ہونے والی گفتگو سن رہی تھی اور جان گئی تھی کہ حکم کس کا ہے؟ کس نے مشورہ دیا ہے؟ سوچنے لگی اگر اللہ کے رسول اس رشتہ داری پر راضی ہیں تو اس میں یقینا میرے لیے بھلائی اور فائدہ ہے۔

اس نے والدین کی طرف دیکھا اور مخاطب ہوئی: «أَتَرُدُّونَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَمْرَهُ؟ ادْفَعُونِی إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَإِنَّهُ لَنْ يُضَيِّعَنِی» ”کیا آپ لوگ اللہ کے رسول کا حکم ٹالنے کی کوشش میں ہیں؟ مجھے اللہ کے رسول کے سپرد کردیں (وہ اپنی مرضی کے مطابق جہاں چاہیں میری شادی کردیں) کیونکہ وہ ہرگز مجھے ضائع نہیں ہونے دیں گے“۔

پھر لڑکی نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تلاوت کی: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥٓ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ ٱلْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾ [الأحزاب: ٣٦]

”اور دیکھو! کسی مومن مرد وعورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کے بعد اپنے امور میں کوئی اختیار باقی نہیں رہتا“۔

لڑکی کا والد اللہ کے رسول کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اللہ کے رسول! آپ کا حکم سر آنکھوں پر آپ کا مشورہ، آپ کے حکم قبول، میں شادی کے لیے راضی ہوں۔ جب رسول اکرم کو اس لڑکی کے پاکیزہ جواب کی خبر ہوئی تو آپ نے اس کے حق میں یہ دعا فرمائی: «اللّٰهُمَّ صُبَّ الْخَيْرَ عَلَيْهَا صبًّا وَلَا تَجْعَلْ عَيْشَهَا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

كَدًّا» . ”اے اللہ! اس بچی پر خیر اور بھلائی کے دروازے کھول دے اور اس کی زندگی کو مشقت و پریشانی سے دور رکھ“[۱]۔

(۲۴) صحابہ کا زہد و تقویٰ

تقویٰ کا مرکز دل ہے، لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ اس تقویٰ کا کوئی عملی اظہار نہیں ہے، ہماری نماز، ہمارا روزہ، ہمارا حج اور ہماری زکاۃ ہمارے یہ تمام اعمال ہمارے تقویٰ کا عملی اظہار ہی تو ہیں، ہاں یہ فرق ضرور ہے کہ تقویٰ کے درجے کے اعتبار سے ہر انسان کے ان ظاہری اعمال کی کیفیات مختلف ہوتی ہیں، کسی کی نماز اسے دنیا ومافیہا سے بیگانہ کر دیتی ہے اور کوئی نماز پڑھتے ہوئے اردگرد کے تمام ماحول سے باخبر ہوتا ہے، اور رہنا بھی چاہئے، کسی کا روزہ درحقیقت روزہ ہوتا ہے تو کسی کا محض فاقہ، جوں جوں انسان تقویٰ کے درجات پر چڑھتا جاتا ہے جوں جوں اس کی عبادات میں لذت و چاشنی بڑھتی جاتی ہے، ہمارے یہاں جو یہ سوچ پائی جاتی ہے کہ عملی اظہار زیرو جبکہ دل کی پاکیزگی ہی سب کچھ ہے اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں، سراسر غلط اور بے بنیاد ہے، دین ایمان اور عمل کا مجموعہ ہے، ایمان تقویٰ ہے اور عمل اس کا عملی اظہار اور دونوں لازم و ملزوم ہیں، زہد کا یہ معنی نہیں کہ اچھا نہ کھایا جائے، بہترین نہ پہنا جائے اور خوبصورت زندگی نہ گزاری جائے بلکہ زہد یہ ہے کہ انسان دنیا کی خاطر اللہ کو فراموش نہ کر جائے، مال و دولت اسے شعائرِ اسلام سے غافل نہ کر دے، صحابہ کرام میں بعض ایسے بھی تھے جو ارب پتی تھے مگر وہ زاہد و شبِ زندہ دار، تہجد گزار اور عبادت شعار تھے، وہ مخمل پہ نہیں بلکہ مٹی پر سونے کو ترجیح دیتے تھے۔

---

(۱) دیکھئے: مسلم حدیث (۲۴۷۲)، مسند احمد حدیث نمبر (۲۰۰۹۸)، (۲۰۰۹۲) (۲۰۱۲۴) نسائی حدیث نمبر (۱۴۲)، سیر اعلام النبلا ۲۶۱/۱، طبقاتِ ابن سعد: ۳۹۳/۵

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

یوں ہی تو نہیں لکھا سردار صحابہ کو ❖ ٹھہرایا رسالت نے معیار صحابہ کو

کیسا تھا صحابہ کا ایمان ویقیں محکم ❖ بھٹکا نہ سکے زر کے انبار صحابہ کو (۱)

صحابہ کے زہد و تقوی اور ورع و تقشف کے چند نمونے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں

کونسا ایسا شخص ہے جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نام نامی اسم گرامی سے نا آشنا ہو گا، ابو بکر کا ایک غلام ٹیکس وصول کرتا تھا، اور آپ رضی اللہ عنہ اس میں سے کھاتے تھے، ایک بار ایسا ہوا کہ غلام کوئی چیز لے کر آیا، صدیق نے کھا لیا غلام نے عرض کیا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ کیا ہے (یہ مال کیسا تھا) آپ نے فرمایا: بولو یہ کیا تھا؟ غلام نے عرض کیا کہ زمانۂ جاہلیت میں میں نے کہانت کی تھی، حالانکہ میں نے اسے دھوکہ دیا تھا، مجھے کہانت نہیں آتی تھی آج اس سے ملاقات ہوئی، اس نے جو کچھ دیا، آپ نے وہی کھایا ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے منہ میں انگلیاں ڈالیں، اور جو کھایا تھا سب قے کر دیا (۲)

عمر رضی اللہ عنہ کو مرادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہا جا سکتا ہے، جب اللہ تعالی نے فتوحات سے نوازا تو ایک دور وہ بھی آیا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ قیصر و کسری کے خزانوں کے کلید بردار ہو گئے اور سارے خزانے قدموں کے سامنے ڈھیر ہو گئے، اگر چاہتے تو عیش و عشرت سے زندگی گزار سکتے تھے، مگر ان کی صورت حال یہ تھی کہ ایک دن جمعہ کے لئے تاخیر ہو گئی، مسجد پہنچے، تاخیر کے لئے معذرت کی اور فرمایا: مجھے دیر اس لئے ہوئی کہ میں کپڑے دھو رہا تھا، ایک ہی کپڑا ہے، اسے دھو کر اسی کو پہنتا ہوں (۳)

---

(۱) سمیع اللہ عباسی صارم

(۲) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۳۸۴۲)

(۳) دیکھئے: کتاب الزھد للامام أحمد ص ۱۵۴، نیز دیکھئے طبقات ابن سعد ۲۵۱/۳، مناقب أمیر المومنین لابن الجوزی ص ۱۳۱

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

امیر وقت ہونے کے باوجود کپڑے انتہائی پھٹے پرانے پہنتے تھے، انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے زمانۂ خلافت میں عمر کو دیکھا کہ پیوند زدہ کپڑے پہنتے ہیں (۱)۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں گزر چکا ہے کہ وہ قبر کے پاس سے گزرتے تھے تو زار و قطار روتے تھے (۲)۔

- علی رضی اللہ عنہ بھی انتہائی زاہد و متقی اور تقشف گزار و ورع شعار واقع ہوئے تھے، آں رضی اللہ عنہ کے بارے میں معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان و شہادت و تزکیہ بھی گزر چکا ہے، ملاحظہ فرمایئے: ایک مرتبہ معاویہ نے اپنے عہدِ خلافت میں ضرار اسدی سے جو علی کے اَصحاب میں سے تھے درخواست کی کہ اے ضرار! علی کے کچھ اَوصاف بیان کرو۔ ضرار نے پہلے تو کچھ عذر کیا اُس کے بعد کہا کہ اَمیر المومنین سنیے:

اللہ کی قسم! علی رضی اللہ عنہ بڑے طاقتور تھے، ایسی بات کہتے تھے، جو قولِ فیصل ہوا کرتی تھی اور اِنصاف کے ساتھ فیصلے کیا کرتی تھی، علم اُن کے اَطراف وجوانب سے بہتا تھا اور حکمت اُن کے گرد سے ٹپکتی تھی۔ دُنیا اور اُس کی تازگی سے متوحش ہوتے تھے اور رات کی تنہائیوں اور وحشتوں سے اُنس حاصل کرتے تھے، روتے بہت تھے اور فکر میں زیادہ رہتے تھے، لباس اُن کو وہی پسند تھا جو کم قیمت ہو اور کھانا وہی مرغوب تھا جو اَدنیٰ درجہ کا ہو، ہمارے درمیان بالکل مساویانہ زندگی بسر کرتے تھے اور جب ہم کچھ پوچھتے تو جواب دیتے تھے اور باوجودیکہ ہم اُن کے مقرب تھے مگر اُن کی ہیئت کے سبب اُن سے بات کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی، وہ ہمیشہ اہلِ دین کی تعظیم کرتے تھے اور

(۱) دیکھئے: کتاب الزھد ابن المبارک ص/۵۸۸، طبقات ابن سعد ۳/۲۴۹، مناقب أمیر المومنین ص/۱۳۰

(۲) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ حدیث نمبر (۳۴۶۱)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مساکین کو اپنے پاس بٹھلاتے تھے، کبھی کوئی طاقتور اپنی طاقت کی وجہ سے اُن سے ناجائز فائدہ اُٹھانے کی اُمید نہ کر سکتا تھا اور کوئی کمزور اُن کے اِنصاف سے مایوس نہیں ہوتا تھا۔ اللہ کی قسم! میں نے اُن کو بعض اَوقات دیکھا کہ جب رات ختم ہونے کو ہوتی تھی تو اپنی داڑھی پکڑ کر اِس طرح بے قرار ہوتے تھے جیسے کوئی مار گزیدہ بے چین ہوتا ہے اور بہت دردناک آواز میں روتے تھے اور فرماتے تھے اے دُنیا! میرے سوا کسی اور کو فریب دے تو میرے سامنے کیوں آتی ہے مجھے کیوں شوق دِلاتی ہے، یہ بات بہت دُور ہے، میں نے تجھ کو تین طلاقِ بائنہ دے دی ہیں جن سے میں رُجوع نہیں کر سکتا، تیری عمر کم ہے اور تیری قدر و منزلت بہت حقیر ہے، آہ! زادِ راہ کم ہے اور سفر لمبا ہے اور راستہ وحشت ناک۔

یہ سن کر معاویہ رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہنے لگے، اللہ کی رحمت نازل ہو اَبو الحسن پر اللہ کی قسم وہ ایسے ہی تھے[1] غور کیجئے اور انتہائی سنجیدگی سے تامل فرمایئے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کی تعریف فرما رہے ہیں اور دوسری طرف ہمارے اس دور کے ان (بزعمِ خویش) سید زادوں کی مذبوحی حرکتوں پر غور کیجئے جو معاویہ رضی اللہ عنہ کو نہ جانے کن کن القاب سے ملقب کر رہے ہیں (کاش کہ ہوش کے ناخن لیتے اور اپنی عاقبت برباد کرنے کے درپئے نہ ہوتے)

ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اُن کے بیٹے طلحہ روایت کرتے ہیں کہ اُن کے پاس حضرِ موت سے سات لاکھ درہم آئے۔ وہ ساری رات پریشانی سے کروٹیں بدلتے رہے،

---

(۱) دیکھئے: شرح صحیح مسلم لآبی و السنوسی ۲۲۶/۸،زیرِ حدیث نمبر(۳۱)باب فضائل الصحابہ، نیز دیکھئے :الزواجر عن اقتراف الکبائر للحافظ الھیثمی ص:۳۰-۳۱،حلیۃ الأولیاء ۸۴/۱،حیاۃ الصحابہ للکاندھلوی ص ۵۴-۵۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اُن کی بیوی نے پوچھا: کیا پریشانی ہے؟ فرمانے لگے: ساری رات سوچا ہے اور کہتا ہوں کہ آدمی اپنے رب کے بارے میں اچھا گمان کیسے رکھ سکتا ہے جبکہ اس کے گھر میں اتنا مال رات بھر پڑا رہے۔ وہ کہنے لگیں: آپ کے دوست نہیں ہیں کیا؟ جب صبح ہو تو تھال اور پیالے منگوائیے اور ان کو بانٹ دیجیے۔ فرمانے لگے: تم پر اللہ کی رحمت ہو، بلاشبہ تم باتوفیق باپ کی باتوفیق بیٹی ہو (موَفَّقہ بنت موفَّق ہو)۔ (وہ اُمّ کلثوم بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما تھیں) جیسے ہی صبح ہوئی، تھال منگائے اور سارا مال مہاجرین و انصار میں بانٹ دیا۔ ایک تھال علی رضی اللہ عنہ کے گھر بھی بھیجا۔ اُن کی اہلیہ کہنے لگیں: ابو محمد کیا اس مال میں ہمارا کچھ حصہ نہ تھا؟ فرمانے لگے: تم صبح سے کہاں تھی؟ جو بچا ہے تم لے لو۔ کہتے ہیں کہ ایک تھیلی تھی جس میں ہزار سے کم درہم بچ گئے تھے۔[1]

(۲۶) صحابہ کی طہارت و نظافت

اسلام میں طہارت و نفاست اور صفائی و نظافت کا اعلیٰ مقام ہے جو دنیا کے کسی بھی مذہب میں نہیں پایا جاتا ہے، نظافت کا یہ پیمانہ نظافت حسی بھی ہو سکتا ہے اور نظافت معنوی بھی، اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو انسان کے ظاہر و باطن دونوں کو یکساں سنوارتا ہے، اور اس کے سنوارنے پر بے تحاشہ زور دیتا اور تاکید بھی کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے صحت و تندرستی کے پیش نگاہ شب و روز غسل، وضو، وغیرہ کی تعلیم دی ہے، اور اس کا تاکیدی حکم بھی فرمایا ہے، اور یہ صرف جسم انسانی تک ہی محدود نہیں، بلکہ انسانی سوسائٹی، گلی، محلہ، تک ممتد رکھا ہے، اسی لئے صحابہ کرام اس کا خاص خیال رکھتے تھے، اور اسے خوب برتتے تھے، یہی وجہ ہے کہ رب کریم کو ان کی یہ ادا بے تحاشہ پسند آئی، اور قرآن کریم میں اس کی تعریف بیان کی: ﴿ رِجَالٌ

---

(۱) دیکھئے: سیر اعلام النبلاء: ۳/۱۴، مواقف إيمانية د/ أحمد فريد ص ۳۳۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُواْ ۚ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلْمُطَّهِّرِينَ﴾ [التوبة: ١٠٨]. ’’اس میں ایسے لوگ ہیں جو صاف ستھرے رہتے ہیں اور اللہ صاف ستھرا رہنے والوں سے محبت کرتا ہے‘‘۔

چنانچہ عُویم بن ساعدہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبا والوں کے پاس آئے اور فرمایا: کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے تمہاری بے تحاشہ مدح سرائی کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کوئی خاص وجہ تو نہیں ہے، البتہ اتنا ہے کہ ہمارے کچھ یہودی پڑوسی تھے، بول وبراز کے بعد وہ اپنے پچھلے حصے کو پانی سے بھی (پتھر کے استعمال کے بعد) صاف کرلیا کرتے تھے تو ہم نے بھی ایسا ہی کیا[(۱)]۔

ابن العربی فرماتے ہیں کہ یہ آیت قبا والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے[(۲)]۔

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اہل قبا کی بے انتہا تعریف بیان کی ہے کہ مسجد میں صحابۂ کرام ایسے ہیں جنہیں یہ پسند ہے کہ نجاستوں، غلاظتوں، اور معصیتوں سے اپنے آپ کو پاک وصاف رکھیں[(۳)]۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی عمومی فضیلت قرآن کریم میں بلاشبہ اللہ تعالی نے ان صنادید صادقین رضی اللہ عنہم اجمعین کو صحبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اسلام کی نشر واشاعت، اور دینِ

---

(۱) دیکھئے: مسند أحمد حدیث نمبر(۱۵۵۲۴)، صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر(۸۳) مستدرک حاکم حدیث نمبر(۵۵۷)

(۲) دیکھئے: عارضۃ الأحوذی: ۱۹۱/۶، ابو داؤد حدیث نمبر(۴۴) ترمذی حدیث نمبر (۳۱۰۰) ابن ماجہ حدیث نمبر(۳۵۷) میں بھی یہ روایت موجود ہے، علامہ البانی نے اس کی سند صحیح قرار دیا ہے

(۳) دیکھئے: تفسیر طبری ۶۸۸/۱۱، قرطبی: ۲۶۱/۸، تفسیر المنار (رشید رضا) ۳۴/۱۱-۳۵

’’محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ‘‘

www.KitaboSunnat.com

خالص کی ترویج وتبلیغ کے لئے منتخب فرمالیا تھا، اسی لئے اللہ تعالی نے اپنی کتابِ حکیم میں اور رسولِ گرامی ﷺ نے دواوینِ سنت میں ان نفوس قدسیہ کی بڑی تعریف فرمائی، اور بیشتر مقامات میں ان کی مدح سرائی کی ہے جو ہر مردِ مسلم کی بصارت وبصیرت کو نور بیز کر رہے ہیں، چنانچہ:

(۱) اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ وَٱلسَّٰبِقُونَ ٱلْأَوَّلُونَ مِنَ ٱلْمُهَٰجِرِينَ وَٱلْأَنصَارِ وَٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوهُم بِإِحْسَٰنٍ رَّضِىَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا۟ عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّٰتٍ تَجْرِى تَحْتَهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴾ [التوبة: ۱۰۰]. ”مہاجرین اور انصار میں سے قبول اسلام میں پہلے سبقت کرنے والے اور وہ لوگ جو اچھے طریقے سے ان کے پیروکار ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہی ہے بڑی کامیابی“۔

اس آیتِ کریمہ پر آپ غور فرمائیں کہ کس طرح رب تعالی نے ان کی تعریف بیان فرمائی ہے، اور انہیں سابقین اولین قرار دے کر اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا ہے، اور جنت کی بشارت بھی دی ہے۔

اس کی وجہ بالکل صاف ہے کہ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو پھر اس میں ڈٹ گئے، اور جبال راسیات کی طرح ڈٹ گئے، چنانچہ انہوں نے پند وموعظت، دعوت وارشاد اور تعلیم وتربیت کی اثر پذیری سے اپنے کو خوب خوب محظوظ کیا، اور وہ اس شجر سایہ دار، تناور اور ثمربار کی طرح ہو گئے کہ پھول کی پنکھڑیاں نسیمِ صبح کی خاموش خنک دار حرکت سے ہل تو سکتی ہیں، مگر بادِ صرصر کے مضبوط جھونکے انہیں نہیں ہلا سکتے،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

شعاعِ نگاہ آنکھوں کے اندر سے تیزی کے ساتھ گزر تو سکتی ہیں، مگر پہاڑوں میں فولادی تیر بھی نفوذ نہیں کرتے، یہی حال ان صحابہ کرام کا تھا۔

(۲) کہیں پر اللہ نے ان الفاظ میں اس جماعت کی ثناخوانی کی، فرمایا: ﴿مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ ٱللَّهِ ۚ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥٓ أَشِدَّآءُ عَلَى ٱلْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ۖ تَرَىٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ ٱللَّهِ وَرِضْوَٰنًا ۖ سِيمَاهُمْ فِى وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ ٱلسُّجُودِ ۚ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِى ٱلتَّوْرَىٰةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِى ٱلْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْـَٔهُۥ فَـَٔازَرَهُۥ فَٱسْتَغْلَظَ فَٱسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِۦ يُعْجِبُ ٱلزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ ٱلْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًۢا﴾ [الفتح: ۲۹]. ”محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں، وہ کافروں پر بہت سخت ہیں، آپس میں نہایت مہربان ہیں، آپ انھیں رکوع و سجود کرتے دیکھیں گے، وہ اللہ کا فضل اور (اس کی) رضا مندی تلاش کرتے ہیں، ان کی خصوصی پہچان ان کے چہروں پر سجدوں کا نشان ہے، ان کی یہ صفت تورات میں ہے اور انجیل میں، ان کی صفت اس کھیتی کے مانند ہے جس نے اپنی کونپل نکالی، پھر اسے مضبوط کیا اور وہ (پودا) موٹا ہو گیا، پھر اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہو گیا، کسانوں کو خوش کرتا ہے (اللہ نے یہ اس لیے کیا) تاکہ ان (صحابہ کرام) کی وجہ سے کفار کو خوب غصہ دلائے، اللہ نے ان لوگوں سے جو ان میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کیے، مغفرت اور بہت بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے“۔

اس آیت کریمہ میں بھی اللہ تعالی نے اس مثالی رعیلِ اول (نسل صحابہ) کی تعریف بیان فرمائی ہے جس نے روحانی، دینی اور اخلاقی ترقی کے اس اوجِ ثریا میں پہنچ کر اپنا لوہا منوایا، جہاں پہنچنا عام انسان کے بس کی بات نہیں ہے، جہاں عبادتیں صیقل ہوئیں، رکوع و سجدوں نے نور و جمال کی کرنیں بکھیریں، عقیدہ و نظریات کے مفاہیم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور اخلاقی قدریں طے ہوئیں، جس جگہ جب اپنے جمع ہوئے تو انتہائی نرم و گداز اور جب غیر سامنے آئیں تو برقِ تپاں بن کر ٹوٹ پڑے اور علامہ اقبال نے سچ کہا

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح ❖ رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

غور کیجئے کہ اللہ تعالی ان نفوسِ قدسیہ کی کس طرح تعریف کر رہا ہے:

- (تراهم ركعاً سجَّداً) (آپ انہیں رکوع و سجدے کئے ہوئے دیکھیں گے) ان کے رکوع و سجدوں کی تعریف، بلفظ دیگر کہا جا سکتا ہے کہ رب تعالی نے ان کی عبادت میں ہمہ دم سر گرداں رہنے کی شہادت دے دی
- (يبتغون فضلا من الله و رضوانا) (اللہ تعالی کی رضا اور اس کا فضل تلاش کرتے ہیں) کہہ کر اللہ تعالی نے ان کی باطنی طہارت و نفاست، اور ظاہری شرافت و نجابت کی شہادت ثبت فرمادی، کیوں کہ اسی زمانے میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو ریا و نمود کے لئے رکوع اور سجدے کیا کرتے تھے، نمازوں کے لئے نکلتے تھے تو انتہائی سست رفتاری کے ساتھ گویا کہ ان کو ہنکایا جا رہا ہو، یہ صحابہ کرام کی جماعت ظاہر و باطن کی صفائی ستھرائی کے ساتھ عبادتوں کو بجالاتے تھے، اور ان کا مقصد یہ تھا کہ اللہ کریم ان سے راضی ہو جائے بس۔
- پھر غور کیجئے اللہ تعالی نے ان کے ایمان اور عمل صالح کی گواہی دی، اور اپنی مغفرت کا اعلان فرما دیا، اسی لئے امام مالک رحمہ اللہ اس آیت کے روشنی میں فرماتے تھے: ,,جو شخص کسی بھی صحابی سے بغض رکھے اسے اس آیت میں سے کچھ حصہ ضرور ملے گا (یعنی وہ کافر ہے) (دیکھئے: تفسیر قرطبی:۱۹۵/۱۶)

(۳) کسی مقام پر یوں ارشاد ہوا: ﴿ لَّقَدْ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنِ ٱلْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ ٱلشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِى قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ ٱلسَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَٰبَهُمْ فَتْحًا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قَرِيبًا﴾ [الفتح: ۱۸]. ”البتہ تحقیق اللہ مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے، چنانچہ ان کے دلوں میں جو (خلوص) تھا، وہ اس نے جان لیا، تو اس نے ان پر طمانیت و تسکین نازل کی اور بدلے میں انھیں قریب کی فتح دی“۔

اس آیت پر غور فرمائیں:

اس آیت میں اللہ تعالی نے اس مقدس جماعت کا تذکرہ فرمایا ہے، جنہوں نے بیعتِ رضوان میں شرکت فرمائی، جن کی تعداد (مختلف روایات کی روشنی میں) ۱۴۰۰، یا ۱۵۰۰، یا ۱۸۰۰ تھی[۱] اور ان تمام سے اللہ تعالی نے اپنی مکمل رضامندی کا اعلان فرمادیا، حالانکہ ابھی ان کی زندگی کے ایام باقی تھے، ان سے غلطیوں کے صدور کا امکان بھی تھا، مگر رب کریم نے اپنی رضامندی کا اظہار فرمادیا، اسی لئے اس بیعت کو (بیعتِ رضوان) کہا جاتا ہے، اور ایک حدیث میں تو یوں آیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: «لا يدخل النار أحد من بايع تحت الشجرة»[۲] ”جس نے بھی درخت کے نیچے (بیعتِ رضوان میں شامل ہوا اور) بیعت کی وہ جہنم میں نہیں جا سکتا ہے“۔ اس آیت اور حدیث کی روشنی میں صاف پتہ چلتا ہے کہ بیعتِ رضوان میں شریک ہونے والے کی فضیلت خود اللہ تعالی نے بیان فرمائی ہے: نیز نبی اکرم ﷺ نے بھی بیان فرمائی ہے، اسی لئے اللہ تعالی نے ان سے اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا ہے۔

---

(۱) دیکھئے: مسلم حدیث نمبر (۱۸۵۶) من حدیث جابر، مسلم: حدیث نمبر: (۱۸۵۶) من حدیث سالم بن ابی الجعد

(۲) مسلم حدیث نمبر (۲۴۹۵، ترمذی حدیث نمبر (۳۸۶۰)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

- غور فرمائیں کہ اللہ تعالی نے کس طرح ان کی طہارتِ باطنی کا تذکرہ فرمایا ہے: (فعلم ما في قلوبهم) جس سے ان کی صدق دلی، صاف گوئی، ریاکاری اور بد باطنی سے کوسوں دوری، ظاہری نفاست و نظافت اور باطنی طہارت اور ان کے اخلاص وللّٰہیت کا خوب خوب پتہ چلتا ہے، اور جس کی شہادت اللہ تعالی نے خود دی ہے۔
- اور اسی لئے اللہ تعالی نے ان کا بدلہ یہ دیا کہ ان کے اوپر سکینت نازل فرمائی، اور انہیں فرح وکامرانی سے سرفراز فرمایا۔

ایسا اس لئے کہ ان بیعت کرنے والے صحابۂ کرام نے ایک پل کے لئے بھی اپنی جان، اپنے مال، اپنے بال بچوں، اپنے عزیز و اقارب، اپنی تجارت و سیاحت، اپنی موت و حیات کے بارے میں کبھی نہیں سوچا، حتی کہ یہ بیعت منعقد ہوئی اور سب کے سب خوش اور راضی برضا تھے، اسی لئے نبی اکرم ﷺ نے ان سب سے مخاطب ہو کر فرمایا: «أنتم اليوم خير أهل الأرض» (۱) ”آج تم زمین والوں میں سب سے بہتر ہو“۔

(۴) کہیں اللہ تعالی یوں فرماتا ہے: ﴿فَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِهِۦ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَٱتَّبَعُوا۟ ٱلنُّورَ ٱلَّذِىٓ أُنزِلَ مَعَهُۥٓ ۙ أُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ﴾ [الأعراف: ۱۵۷] ”جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے ایسے لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں“۔

(۱) مسلم حدیث نمبر (۱۸۵۶)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اس آیت میں بھی آپ غور فرمائیں کہ اللہ تعالی نے نبی اکرم ﷺ پر مر مٹنے والے جاں سپاران کا تذکرہ کن حسین پیرایے میں فرمایا ہے،اور (أُوْلَـٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ) فرما کر دنیا وآخرت کی فلاح وکامرانی کے سارے خزانے ان کی جھولی میں ڈال دیے ہیں،اور جسے اللہ کامیاب وکامران قرار دے،اس کی کامیابی اور کامرانی کا کیا کہنا؟ یقیناوہ لوگ دنیا میں بھی کامیاب ہیں اور آخرت میں بھی کامرانی سے ہمکنار،کیوں کہ انہوں نے اپنے نبی ﷺ پر ایمان لایا،آپ کی لائی ہوئی شریعت (قرآن وحدیث) کی پیروی کی،اور جو کتاب وسنت کی پیروی کرتا ہے،وہ کبھی بھی راہِ راست سے بھٹک نہیں سکتا اللہ اکبر:

ہیں آپ کے ہاتھوں ہی سے ترشے ہوئے ہیرے	اسلام کے دامن میں یہ تابندہ نگینے

(۵) کسی جگہ رب تعالی کا یوں ارشاد ہوتا ہے: ﴿لَّقَد تَّابَ ٱللَّهُ عَلَى ٱلنَّبِيِّ وَٱلْمُهَـٰجِرِينَ وَٱلْأَنصَارِ ٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ ٱلْعُسْرَةِ مِنۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّهُۥ بِهِمْ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ [التوبة: ۱۱۷]

”اللہ تعالی نے نبی کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی جنھوں نے تنگی کے وقت نبی کا ساتھ دیا،اس کے بعد کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل ہو چلا تھا،پھر اللہ نے ان کے حال پر توجہ فرمائی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سب پر بہت ہی شفیق مہربان ہے“۔

اس آیتِ کریمہ میں درج ذیل نکات کی روشنی میں غور فرمائیں،صحابہ کرام کی مدحت وستائش روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اس آیتِ کریمہ میں جس غزوہ مبارکہ کا نقشہ کھینچا گیا ہے وہ غزوۂ تبوک ہے، جو ۸ ہجری میں پیش آیا، اور اس غزوہ میں مسلمانوں کی تعداد ۳۰۰۰۰ ہزار سے متجاوز تھی[(۱)]۔

آج کی چکا چوند کر دینے والی سڑکیں اور خوشنما راستے اور مناظر کے حساب سے مدینہ منورہ اور تبوک کی مسافت کوئی ۷۷۸ کیلو میٹر ہے،[(۲)] اس وقت کا تصور کیجئے جب سڑکیں نہیں تھیں، خوشنما مناظر نہیں تھے، انہیں کس طرح قطع کیا ہو گا، اور اتنی لمبی مسافت کس طرح طے کی ہوں گی (!!!)

جس وقت آپ ﷺ نے غزوہ کے لئے نکلنے کا حکم صادر فرمایا تھا، شدتِ امس سے لوگوں کی جانیں جاتی تھیں، بھوک وپیاس کی شدت سے لوگ پریشان ہوئے جاتے تھے، کہ ایسے وقت میں نکلنا اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل کرنا جگر گردے اور انتہائی ہمت و حوصلے کا کام تھا، عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”غزوۂ تبوک کے لئے ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سخت گرمی میں نکلے تھے“[(۳)]۔

جس وقت یہ غزوہ پیش آیا، مسلمان فقر وفاقہ اور بیکسی اور مفلسی کے عالمِ دگر گوں میں تھے، ان کے پاس سواریاں انتہائی کم تھیں، دس دس صحابہ کرام باری باری ایک ایک اونٹنی پر سوار ہوتے تھے، ایک آدمی ایک گھنٹہ سوار ہوتا تھا، پھر وہ اترتا اور دوسرا آدمی سوار ہوتا تھا[(۴)]۔

---

(۱) السیرۃ النبویۃ از ڈاکٹر اکرم ضیا العمری: ۵۳۱/۲
(۲) السیرۃ النبویۃ، از ڈاکٹر اکرم ضیا العمری: ۵۲۴/۲
(۳) ابن کثیر: ۳۷۸/۲، طبری: ۵۵/۱۱
(۴) تفسیر رازی: ۲۲۰/۱۶

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

- یہ جنگ ایسے موقعہ پر ہوئی تھی کہ پانی کی بھی انتہائی قلت تھی، لوگ پانی کے بوند بوند اور قطرہ قطرہ کو ترستے تھے، اور ایسے وقت میں نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے غزوہ کے لئے نکلنے کا اعلان فرمایا، اور صحابہ کرام نکلے
- اس غزوہ میں شرکت کے لئے نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ایسے وقت میں اعلان کیا تھا کہ لوگوں کے پاس توشوں اور زادِ راہ کی انتہائی کمی تھی، صحابہ کرام پائی پائی کو ترستے تھے، مگر نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے حکم کی تعمیل میں یکلخت پس و پیش نہیں کیا، بلکہ آپ کے حکم کی تعمیل میں سرپٹ دوڑے، ان کے پاس زادِ راہ کی کل کائنات جو، اور سوکھی ہوئی کھجوریں تھیں، ایک آدمی کھجور چباتا تھا، پھر اس کا ذائقہ پانے کے بعد اپنے دوسرے ساتھی کو دے دیتا تھا (اللہ اکبر! یہ تنگی، اور جنگ میں شرکت

ایں خیال است و محال است و جنوں۔

یہ تو وہی کر سکتا ہے، جسے دین کی نشر و اشاعت کے احساس نے اور اس دین کے نبی کی محبت نے پاگل بنا رکھا ہو)(1)۔

- اس آیت کے لفظ لفظ پر انتہائی سنجیدگی سے غور فرمائیں کہ اللہ تعالی نے کس طرح ان کے ظاہر کے ساتھ ساتھ ان کے باطن کی تعریف فرمائی ہے، کیوں کہ اگر ان کے باطن کی طہارت و نفاست کی گواہی نہ دیتا تو ان سے اپنی رضامندی کا اظہار نہ فرماتا، اور جنت کی خوشخبری نہ سناتا، جس سے دو دو چار کی طرح واضح ہے کہ اللہ کے یہاں ان کی قدر و منزلت تھی۔

(۶) نیز اللہ تعالی کا یہ فرمان بھی ملاحظہ فرمائیں: ﴿ لِلْفُقَرَآءِ ٱلْمُهَٰجِرِينَ ٱلَّذِينَ أُخْرِجُوا۟ مِن دِيَٰرِهِمْ وَأَمْوَٰلِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ ٱللَّهِ وَرِضْوَٰنًا وَيَنصُرُونَ ٱللَّهَ

---

(1) دیکھئے: تفسیر رازی: ۱۹/۲۲۰

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

وَرَسُولَهُۥٓ ۚ أُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلصَّٰدِقُونَ ﴿٨﴾ وَٱلَّذِينَ تَبَوَّءُو ٱلدَّارَ وَٱلْإِيمَٰنَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِى صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ أُوتُوا۟ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِۦ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ﴿

[الحشر: ۸ – ۹] ''مہاجرین فقراء کے لئے (مال فی ہے) جو لوگ اپنے گھروں اور مال سے نکالے گئے، وہ اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی تلاش کرتے ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، یہی لوگ در حقیقت سچے ہیں، (اور مال فے ان) لوگوں کے لیے ہے جنہوں نے اس گھر میں (یعنی مدینہ میں) اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی ہے، اپنی طرف ہجرت کرکے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تشویش نہیں رکھتے بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو۔ اور جو کوئی اپنے نفس کی بخیلی سے بچالیا گیا پس ایسے لوگ ہی کامیاب ہونے والے ہیں''۔

اس آیتِ کریمہ پر بھی آپ غور فرمائیں کہ اللہ تعالی نے ان ظاہری شرافت و نجابت کے ساتھ ساتھ ان کے باطنی طہارت و نفاست و نظافت کی شہادت دی، اور ان کی فضیلت پورے عالم پر ثبت فرمائی کہ وہ اپنے مال وتبار اور گھر بار کو چھوڑ چھاڑ کر اللہ کی خوشنودی و رضاجوئی کے لئے اللہ کی راہ میں ہجرت فرماگئے، ظاہر ہے ایسی شہادت وہی ذات اعلی دے سکتی ہے، جس پر ظاہر کے ساتھ ساتھ باطنی امور بھی خوب خوب واضح ہوں، اور یہ بھی علم ہو کہ ان کی وفات بھی اسی طہارت و نظافت کی ساتھ ہوگی، اور سب سے بڑی شہادت یہ دی ہے کہ (وہ سچے لوگ ہیں) جیسا کہ اللہ تعالی نے ایک مقام پر ارشاد فرمایا ہے: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَكُونُوا۟ مَعَ ٱلصَّٰدِقِينَ ﴾

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

[التوبة: ۱۱۹]. جو اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ مہاجرین یقینی طور صادقین تھے، اور ان کی وفات بھی صدق وصفا کی حالت میں ہوئی، سچ ہے

بوڑھے معذور، خواتین بھی گھر سے نکلے　　رب نے میدان میں رکھا کیا ہے صحابہ جانیں

(۷) ایک مقام پر اللہ تعالی نے صحابہ کرام کے ایمان کو قابل اعتبار، لائق سند، اور قابل اعتناء قرار دیا، یعنی ایمان وہ معتبر ہوگا، جو صحابہ کے جیسے ایمان لائے گا، فرمایا: ﴿ فَإِنْ ءَامَنُواْ بِمِثْلِ مَآ ءَامَنتُم بِهِۦ فَقَدِ ٱهْتَدَواْ ۖ وَّإِن تَوَلَّوْاْ فَإِنَّمَا هُمْ فِى شِقَاقٍ ﴾ [البقرة: ۱۳۷]. "چنانچہ اگر وہ تم جیسا ایمان لائیں تو ہدایت پائیں، اور اگر منہ موڑیں تو صریح اختلاف میں ہیں"۔

یہ آیت واضح طور پر بتلاتی ہے کہ صحابہ کرام یقینا ہدایت یاب تھے، اور کسی کا ایمان اسی وقت معتبر اور مستند مانا جائے گا جو صحابہ کے ایمان کی طرح ہوگا۔

(۸) اللہ کا تعالی یہ ارشاد بھی صحابہ کرام کی فضیلت و منقبت پر دال ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ لَٰكِنِ ٱلرَّسُولُ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ مَعَهُۥ جَٰهَدُواْ بِأَمْوَٰلِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ ۚ وَأُوْلَٰٓئِكَ لَهُمُ ٱلْخَيْرَٰتُ ۖ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ﴿٨٨﴾ أَعَدَّ ٱللَّهُ لَهُمْ جَنَّٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴾ [التوبة: ۸۸ – ۸۹]. "لیکن خود رسول ﷺ اور اس کے ساتھ کے ایمان والے اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں، یہی لوگ بھلائیوں والے ہیں اور یہی لوگ کامیابی حاصل کرنے والے ہیں، انہی کے لئے اللہ نے وہ جنتیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جن میں یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں یہی بہت بڑ کامیابی ہے“۔

(۹) ایک مقام پر اللہ تعالی کا یوں ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ مِنۢ بَعۡدُ وَهَاجَرُواْ وَجَٰهَدُواْ مَعَكُمۡ فَأُوْلَٰٓئِكَ مِنكُمۡۚ وَأُوْلُواْ ٱلۡأَرۡحَامِ بَعۡضُهُمۡ أَوۡلَىٰ بِبَعۡضٖ فِي كِتَٰبِ ٱللَّهِۚ إِنَّ ٱللَّهَ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيمُۢ﴾ [الأنفال: ۷۵] ”جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی، اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا، اور جنہوں نے پناہ دی اور مدد کی یہی لوگ سچے مومن ہیں ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی۔ اور جو لوگ اس کے بعد ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ ہو کر جہاد کیا۔ پس یہ لوگ بھی تم میں سے ہی ہیں اور رشتے ناتے والے ان میں سے بعض بعض سے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کے حکم میں، بیشک اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے“۔

(۱۰) اللہ تعالی کا یہ فرمان بھی ملاحظہ فرمائیں: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَٱلَّذِينَ هَاجَرُواْ وَجَٰهَدُواْ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ أُوْلَٰٓئِكَ يَرۡجُونَ رَحۡمَتَ ٱللَّهِۚ وَٱللَّهُ غَفُورٞ رَّحِيمٞ﴾ [البقرة: ۲۱۸] ”البتہ ایمان لانے والے، ہجرت کرنے والے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہی رحمتِ الہی کے امید وار ہیں، اللہ تعالی بہت بخشنے والا اور بہت مہربانی کرنے والا ہے“۔

یہاں مذکور ۸ و ۹ اور ۱۰ نمبر کی تینوں آیات پر غور فرمائیں

- اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کی مدح سرائی فرمائی ہے، کیوں کہ یہی لوگ تھے جنہوں نے اپنی جان کی بھی قربانی پیش کی، اور مال کی بھی، حتی کہ اپنے وطن کو بھی ترک کر دیا، اور رسول اللہ ﷺ کی نصرت و تائید، اور آپ ﷺ کے دین و تحریک کی معاونت و مساعدت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

- جب وہ ایمان جیسی عظیم دولت سے مالا مال ہوئے، تو انہیں مختلف قسم کی دشواریوں کا بھی سامنا کرنا پڑا، ایک ضعیف القلب انسان مشکلات و مصائب کے تصور سے بھی کانپ اٹھتا ہے، مگر صحابہ رسول ﷺ نے انہیں انتہائی خندہ پیشانی سے جھیل لیا اور جھیلتے چلے گئے اور ان کے ایمان میں ذرہ برابر بھی تزلزل واقع نہیں ہوا۔
- اس راہ میں انہیں کفارِ مکہ کی طرف سے انتہائی صعوبت و مشقت کا بھی سامنا کرنا پڑا، گالیاں برداشت کرنا پڑیں، طعنے سہنے پڑے، اپنے گھر سے نکلے تو در در کی ٹھوکریں بھی کھانا پڑیں، مگر ان کے اخلاص، صفائیٔ قلب، طہارتِ باطنی کی داد دیجئے، کہ انہوں نے یہ سب مرضاۃِ الٰہی کے حصول میں سب کچھ ہنس کھیل کر برداشت کرلیا، اور ایمان کا دامن اور نبیٔ اکرم ﷺ کی صحبت و رفاقت اپنے ہاتھوں سے جانے نہ دیا، اور

چلے جاتے ہیں بڑھ بڑھ کر مٹے جاتے جاتے ہیں گر گر کر

کے مصداق ہوگئے، اور رحمتِ الٰہی کے طلب گار اور دینِ نبی ﷺ کے پہریدار بنے رہے۔

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اس آیت کریمہ: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَٱلَّذِينَ هَاجَرُواْ وَجَٰهَدُواْ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ أُوْلَٰٓئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ ٱللَّهِ ۚ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ [البقرۃ: ۲۱۸] میں صحابۂ نبوت کی بہترین تعریف بیان فرمائی ہے، یہ امت کے سب سے بہترین لوگ تھے، پھر اللہ تعالی نے انہیں اہل امید و بیم میں سے قرار دیا“[۱]۔

---

(۱) دیکھئے تفسیر طبری: ۳۵۶/۲

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

- غور کیجئے اللہ تعالی نے ان صحابۂ کرام کے ایمان، ان کی ہجرت، ان کے جہاد فی سبیل اللہ، اور ان کی نصرت کا تذکرہ کن حسین الفاظ میں فرمایا ہے، اور ان کے لئے فلاح، کامیابی، تمام تر بھلائیوں کے حصول، رحمتِ الٰہی کے وجوب کا ذکر فرما کر ان کی تعریف کی ہے۔
- جب انہوں نے ہجرت کی تو اپنا سارا مال ومتاع خیر آباد کہہ کر اپنی سعادت سمجھی، اور یہ امر ان کے رشتۂ ایمان میں ذرہ برابر بھی رکاوٹ نہ بن سکا، نہ اس مضبوط رشتے کو ڈھیلا کر سکا۔
- ہجرت کرنے کے بعد بھی مختلف قسم کے مصائب، مشکلات، پریشانیاں اور ابتلا و آزمائش کا سامنا کرنا پڑا مگر عارضی فوائد کے لئے اپنے ایمان کا سودا نہیں کیا اور اپنے عقائد کے متعلق کسی مداہنت سے کام نہیں لیا۔

(۹) نیز اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ﴾ [آل عمران: ١١٠] ”تم لوگ بہترین امت ہو، لوگوں کے لئے نکالے گئے ہو، بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو، اور اللہ کے اوپر ایمان لاتے ہو“۔

(۱۰) نیز اللہ جل شانہ کا یہ ارشاد بھی ملاحظہ فرمائیں: ﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾ [البقرة: ١٤٣] ”ہم نے اسی طرح تمہیں عادل امت بنایا ہے تا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ، ور رسول (ﷺ) تم پر گواہ ہو جائیں“۔

ان دونوں آیتوں میں انتہائی سنجیدگی سے غور فرمائیں اللہ تعالی نے ان میں اس امت (!!) کو تمام امتوں سے افضل قرار دیا ہے، اور اس کے وجہ بھی بیان

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

فرمادی، یہاں امت سے مراد صحابۂ عظام کی جماعت ہے[۱] امام المفسرین ضحاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے''[۲]۔

زجاج فرماتے ہیں: ''اس آیت میں اصل خطاب نبیٔ اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے صحابہ سے ہے، اور ساری امت کو عام ہے''[۳]۔

حالانکہ بعض مفسرین نے اس سے عام امتی مراد لیا ہے، اگر عام امتی بھی مراد لیا جائے (اور یہ بھی درست ہے) تو بھی اس آیت اور فضیلت کے اولین مخاطب صحابۂ کرام تھے، جس میں کوئی شک نہیں، جس سے اس مقدس گروہ کا افضل اور سب سے بہتر ہونا من باب اولی ثابت ہو جاتا ہے۔

(۱۱) اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَهَاجَرُواْ وَجَٰهَدُواْ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱلَّذِينَ ءَاوَواْ وَّنَصَرُوٓاْ أُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُؤْمِنُونَ حَقًّاۚ لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴾ [الأنفال: ٧٤] ''اور جن لوگوں نے ایمان لایا اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے پناہ دی اور مدد کی، یہی لوگ (درحقیقت) حقیقی مؤمن ہیں جن کے لئے (اللہ کی طرف سے) مغفرت (کا وعدہ) اور قابل احترام رزق ہے''۔

(۱۲) اللہ تعالی کا یہ فرمان بھی ملاحظہ فرمائیں: ﴿ مِّنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُواْ مَا عَٰهَدُواْ ٱللَّهَ عَلَيْهِۖ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُۥ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُۖ وَمَا بَدَّلُواْ تَبْدِيلًا ﴾ [الأحزاب: ٢٣]. ''مومنوں میں (ایسے) لوگ بھی ہیں جنہوں نے جو عہد

---

(۱) دیکھئے: الکفایۃ ص ۹۳، زاد المسیر: ۴۳۸/۱
(۲) تفسیر الآلوسی: ۲۷/۴
(۳) معانی القرآن واعرابہ: ۴۵۶/۱

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالی سے کیا تھا انہیں سچا کر دکھایا، بعض نے تو اپنا عہد وپیمان پورا کر دیا اور بعض ایسے ہیں جو (موقعہ کے) منتظر ہیں اور انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی“۔

اس آیتِ کریمہ میں بھی اللہ تعالی نے صحابہ کرام کی مدح سرائی اور منقبت نوائی کی ہے، اور ان کی طہارت باطنی کی شہادت دی ہے، خاص کر ایسے موقعہ پر جب کہ منافقین نے اپنے عہد وپیمانِ وفا توڑ دیے، اور اپنے وعدوں کی کوئی پرواہ نہ کی، صحابہ کرام کی جماعت اپنے پیمانِ وفا پر ڈٹے رہ گئے۔

- مقصود یہ ہے کہ عام طور تو ہوتا یہ ہے کہ جب خوشحالی آتی ہے، انسان جب مال و دولت کی فراوانی میں مست ہو جاتا ہے تو ایسے امور اس سے سرزد ہونے لگتے ہیں جو مستحسن نہیں ہوتے۔
- انسان جب خوشحالی سے دوچار ہوتا ہے تو ایسے امور سرانجام دینے لگتا ہے جس سے اس کی دینداری، دیانتداری، امانتداری، خیر سگالی اور اس کے صلاح و فلاح پر حرف آنے لگتا ہے۔
- مگر صحابہ نبوت ایسے قطعی نہ تھے، وہ خوشحالی سے بھی دوچار ہوئے، مگر ان کی دینداری میں کوئی فرق نہیں آیا اور (و ما بدّلوا تبدیلا) کا عکسِ جمیل بنے رہے۔
- وہ فتوحات بھی حاصل کر کے سرخ رو ہوئے، ان میں تو کچھ ایسے بھی ہوئے جو بعض شہروں کے امیر بنائے گئے، ان کو ذمہ داریاں سونپی گئیں، انہیں قیادت ودیعت کی گئی، انہیں مالِ غنیمت بھی حاصل ہوا، انہیں برتری بھی ملی، اور انہیں اعلی عہدے بھی دیے گئے، مگر ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی اور جو عہدِ وفا پیمان

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

باندھا تھا، اس سے سرِمو انحراف نہیں کیا اور (و ما بدّلوا تبدیلا) کا عکسِ جمیل بنے رہے۔

- وہ بھوک و پیاس، حزن والم، کرب وستم، جبر وظلم کی شدت سے بھی دوچار ہوئے مگر ان میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوا۔
- کبھی کبھار تو ایسا بھی ہوا کہ ایک ہی کھجور پر اکتفا کرنا پڑا، مگر اس سے کوئی فرق نہیں پڑا، اور وہ اپنے دین پر قائم ودائم رہے۔
- وہ یقیناً رجال تھے، مگر وہ رجال جو نبیٔ اکرم ﷺ کے جامعۂ نبوت سے فیض یافتہ اور سند یافتہ تھے۔
- وہ رجال تھے جنہوں نے رسولِ گرامی ﷺ سے ایفائے عہد سیکھا تھا۔
- وہ رجال تھے، مگر ان میں: مصعب بن عمیر، انس بن النضر، معاذ ومعوذ وغیرہ جیسے رجال تھے۔
- انہوں نے قرآن سیکھنے میں سچائی سے کام لیا، تو قرآن اور اس کی آیتیں ان کے ہونٹوں پر اس طرح جگمگانے لگیں جس طرح تارے آسمان میں جگمگاتے ہیں۔
- قرآن کی تعلیم حاصل کی تو عملی قرآن بن گئے، سیکھا بھی اور سکھایا بھی۔

عمل بھی کیا اور عمل کرایا بھی، اور اپنی زندگی کا نصب العین بنالیا۔

- قرآن کریم ان سے مخاطب ہوا تو وہ ہمہ تن گوش ہوگئے اور ہمیشہ ہمہ تن گوش ہی رہے، اور اس کی تعلیمات پر عمل کرتے رہے۔
- اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کی تو جان وتن اور مال ومتاع سب کچھ نچھاور کردیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- وہ حلقہ بہ گوشِ اسلام ہوئے تو اطاعتِ الٰہی اور اطاعت نبوی میں اپنا سب کچھ لٹا دیا اور لٹا کر خرسندی اور فرخندگی محسوس کی۔

(۱۳) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور سفیان بن سعید ثوری سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿قُلِ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ وَسَلَٰمٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ ٱلَّذِينَ ٱصۡطَفَىٰٓۗ﴾ [النمل: ۵۹] سے مراد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابہ ہیں)[۱] ''تو کہہ دے کہ تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہے''۔

(۱۴) سفیان بن عیینہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَتَطۡمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكۡرِ ٱللَّهِۗ﴾ [الرعد: ۲۸] کے بارے میں فرماتے ہیں: (اس سے مراد صحابۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں)[۲] ''جو لوگ ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں''۔

حافظ صلاح الدین یوسف فرماتے ہیں: ''اللہ کے ذکر سے مراد، اس کی توحید کا بیان ہے جس سے مشرکوں کے دلوں میں انقباض پیدا ہو جاتا ہے، یا اس کی عبادت تلاوتِ قرآن، نوافل، اور دعا و مناجات ہے جو اہل ایمان کے دلوں کی خوراک ہے یا اس کے احکام و فرامین کی اطاعت و بجا آوری ہے، جس کے بغیر اہل ایمان و تقوی بے قرار رہتے ہیں''[۳]۔

(۱۵) اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ملاحظہ فرمائیں، جس میں ربِ تعالیٰ نے صحابۂ کرام بڑی تعریفیں کی ہیں، فرمایا: ﴿وَإِن يُرِيدُوٓاْ أَن يَخۡدَعُوكَ فَإِنَّ حَسۡبَكَ ٱللَّهُۚ هُوَ

---

(۱) دیکھئے: ابن کثیر: ۴۱۸/۱۰، فتح القدیر: ۱۹۵/۴

(۲) دیکھئے: تفسیر طبری برقم: ۲۰۳۶۲)

(۳) تفسیر احسن البیان ص ۶۸۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ٱلَّذِيٓ أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِۦ وَبِٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾ وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۚ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِى ٱلْأَرْضِ جَمِيعًا مَّآ أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَـٰكِنَّ ٱللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّهُۥ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٦٣﴾

[الأنفال: ٦٢ – ٦٣] ’’اگر وہ آپ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں تو (وہ جان لیں کہ) اللہ آپ کے لئے کافی ہے، وہ جس نے آپ کی تائید، اپنی مدد اور مومنوں کے ذریعہ کی، اور (وہی ہے جس نے) ان کے دلوں کے درمیان الفت پیدا کردی، اگر آپ زمین میں موجود سب کچھ خرچ کردیتے، تب بھی ان کے درمیان الفت پیدا نہیں کرسکتے، لیکن اللہ نے ان کے درمیان الفت پیدا کردی، بیشک وہ (تمام چیزوں پر) غالب اور حکمت والا ہے‘‘۔

اس آیتِ کریمہ کے لفظ لفظ کو بنظرِ غائر پڑھئے، اور حرف حرف پر غور کیجئے آپ کو اندازہ ہوگا کہ:

- یقیناً اللہ سب کے لئے کافی ہے، جسے اللہ رکھے، اسے کون چکھے، جس کا اللہ ہوجاتا ہے، اس کا کوئی بھی بال بیکا نہیں کرسکتا، اس کے باوجود اللہ تعالی کا یہ فرمان (الَّذِيَ أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ) اس مومن جماعت کی فضیلت پر دلالت کناں ہے، اللہ تعالی نے نبیٔ اکرم ﷺ کی تائید، نصرت، معاونت، مساعدت، اور دفاع کے لئے ایسی جماعت کا انتخاب فرمایا، جو اللہ کے فضل وکرم سے باہم ایک ہوگئے، ان کے دل آپس میں جڑ گئے، آپسی محبت میں چاشنی پیدا ہوگئی، ان کے درمیان (پہلے) معمولی باتوں پر ناچاقی ہوجانا، جنگ و جدال پر اتر جانا، لڑائی بھڑائی کر بیٹھنا، جان سے مار ڈالنے کی دھمکیاں دے ڈالنا عام بات تھی، مگر اللہ تعالی نے ان کے قلوب و اذہان ایک کردئے، تاکہ سب مل کر اس نبی ﷺ کی اور ان کے مشن کی نصرت و معاونت میں یک قلم جٹ جائیں۔

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ‘‘

www.KitaboSunnat.com

(۱٦)اللہ تعالی کے فرمان (الذين يتلون كتاب الله، أولئك يؤمنون به) کے بارے میں جناب سفیان ثوری کا بیان ہے کہ اس سے مراد: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔

(۱۷)صحابہ کرام کی فضیلت میں اللہ تعالی کا یہ فرمان بھی ملاحظہ فرمائیں: ﴿لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾ [الحديد: ١٠] ”تم میں سے جس نے فتح (صلحِ حدیبیہ یا فتحِ مکہ) سے پہلے (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا اور جنگیں لڑیں، اور جس نے اس کے بعد خرچ کیا اور جنگیں لڑیں برابر نہیں ہیں، حالانکہ سب کے لئے اللہ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے، اور اللہ تمہارے عملوں سے باخبر ہے“۔

اس آیت میں غور کیجئے:

اس آیت میں رب کریم نے صحابہ کے فرقِ مراتب کا ذکر فرمایا ہے، کہ جنہوں نے سب سے پہلے ایمان قبول فرمایا، اللہ کے راستے میں اپنی جانیں لٹائیں، نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ابروئے اشارہ پر اپنے مال آپ کے قدموں پر نچھاور کر دیئے، بے دریغ و بے محابا خرچ کئے، اور کوئی پرواہ نہ کی، وہ یقینا بہتر ہیں، اور ان مقام سب سے اونچا ہے، اور ان کا رتبہ اعلی و ارفع ہے، کیوں کہ انہوں نے ایسے وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا، جب کہ عام طور پر لوگ آپ دشمن ہو رہے تھے، ایسے وقت میں انہوں نے راہِ اسلام میں خرچ کیا، جبکہ مال کی فراوانی نہیں تھی، اور نہ ہی دولت کی ریل پیل تھی، اور واقعتا ایسے وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی سخت ضرورت تھی، اسی لئے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: (سبق درهم مأة ألف درهم)[۱] یعنی ایک درہم ایک لاکھ درہم پر بھاری ہو گیا۔

صحابہ کرام بزبانِ فیض ترجمان ﷺ

قارئینِ کرام! ابھی تک آپ نے ان ستودہ صفات صحابہ کرام کی تعریفیں، فضیلتیں، منقبتیں، اور ان کے مقام و مرتبہ کو قرآن کریم کی روشنی میں ملاحظہ فرمایا، ان آیات کے ایک ایک لفظ پر غور فرمائیں کہ ربِ تعالی نے کس طرح اپنے نبی اکرم ﷺ کے ساتھیوں کی کس طرح تعریفیں کی ہیں، اب چلیں دواوینِ سنت کا مطالعہ کرتے ہیں، جہاں نبی کریم ﷺ کی فضیلتیں ملاحظہ کرتے ہیں:

(۱) اب آیئے وہ حدیث ملاحظہ فرمایئے جس کی جانب رسول اللہ ﷺ نے اشارہ کیا ہے کہ وہ امت کی ڈھال ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: «النجومُ أَمَنةٌ للسماء، فإذا ذهبتِ النجوم أتى السَّماءَ ما تُوعد، وأنا أمنةٌ لأصحابي، فإذا ذهبتُ أتى أصحابي ما يُوعدون، وأصحابي أمنةٌ لأمَّتي، فإذا ذهبَ أصحابي أتى أمَّتي ما يُوعدون»[۲] "ستارے آسمان کے لئے باعث امن ہیں پس جب ستارے چلے جائیں گے تو آسمان پر وہ آجائے گا جس کا وعدہ دیا جاتا ہے اور اسی طرح میں اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے باعثِ امن ہوں، جب میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ پر وہ آجائے گا جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے اور

---

(۱) نسائی: حدیث نمبر(۲۵۲۷) احمد: حدیث نمبر(۸۹۲۹) صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر(۲۴۴۳) البانی نے اسے صحیح نسائی میں صحیح قرار دیا ہے)

(۲) مسلم حدیث نمبر: ۲۵۳۱، صحیح ابن حبان حدیث نمبر(۷۲۴۹) احمد حدیث نمبر(۱۹۸۷۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میرے صحابہ میری امت کے لئے باعث امن ہیں۔ پھر جب میرے صحابہ چلے جائیں گے تو میری امت پروہ آجائے گا جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے"۔

اس حدیث میں نبیٔ اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کو باعثِ امن قرار دیا ہے، اسی طرح بعد میں آنے والے تابعین کی بھی تعریف بیان کی گئی ہے۔

(۲) آپ ﷺ کا وہ عظیم فرمان بھی ملاحظہ فرمائیں: «لا تَسُبُّوا أَصحَابِي: فَوَالَّذِي نَفسِي بِيَدِهِ لَو أَنَّ أَحَدَكُم أَنفَقَ مِثلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدرَكَ مُدَّ أَحَدِهِم وَلَا نَصِيفَهُ»[۱] "میرے صحابہ کو گالیاں نہ دو اس لیے کہ تم میں سے کوئی شخص اگر اُحد پہاڑ جتنا سونا بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دے تو وہ کسی صحابی کے خرچ کردہ ایک مُدّ (تقریباً ۵۱۰ گرام) بلکہ آدھے مُدّ کے بھی برابر نہیں ہو سکتا"۔

اصل میں اس حدیث کا شانِ ورود یہ ہے کہ خالد بن ولید اور عبد الرحمن رضی اللہ عنہما کے درمیان کسی معاملہ میں معمولی اختلاف ہو گیا تو خالد نے عبد الرحمن کو کچھ کہہ دیا، جس سے ان کو تکلیف ہو گئی تو اس موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے یہ بات عرض کی، اور فرمایا کہ یہ سابقین اولین میں سے ہیں، ان میں سے کسی کو بھی گالی مت دو، «والعبرة بعموم اللفظ لا بخصوص السبب» (اعتبار عام لفظ کا ہوتا ہے، کسی خاص سبب کا نہیں) چناں چہ اس سے علمائے اسلام نے استدلال کیا کہ کسی بھی صحابی کو برا بھلا نہیں کہا جا سکتا۔

- غور کیجئے امام بخاری و مسلم نے اس حدیث کو (کتاب فضائل الصحابہ) میں ذکر فرمایا ہے، بلکہ امام مسلم نے تو (فضائل الصحابۃ) کی احادیث میں اس حدیث کو آخری

---

(۱) (بخاري حديث نمبر (۳٦٧٣) ومسلم حديث نمبر (۲۵۴۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث قرار دیا ہے، جسے مسک الختام کہنا چاہئے، جس سے بلاشبہ صحابہ کرام کی فضیلت واضح وظاہر ہے۔

غور کیجئے آپ ﷺ نے فرمایا، ان میں اگر کسی نے ایک مد یا آدھا مد (۵۱۰ گرام) خرچ کیا ہے، تم (اے میری امت کے لوگو!) احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر کے بھی وہ مقام و ثواب حاصل نہیں کر سکتے، کیوں کہ انہوں نے (فتحِ مکہ سے پہلے یا صلحِ حدیبیہ سے پہلے) ایسے وقت میں اپنے مال و دولت کو راہِ مولی میں خرچ کیا، جس وقت مال کی فراوانی نہیں تھی، انہیں خود اس کی حاجت وضرورت تھی، وہ خود محتاج تھے، مگر اللہ کے حکم کی تعمیل میں انہوں نے اپنی دولت بھی لٹائی، اور اپنی جانیں بھی قربان کی، بعد کے ادوار میں دولت کی ریل پیل ہوئی، روپے پیسوں کی فراوانی ہوئی، اور ایسے میں خرچ کرنا وہ مقام نہیں پا سکتا جو شدتِ احتیاج کے وقت کا مقام ہوا کرتا ہے[1]۔

(۳) نیز آپ ﷺ نے فرمایا: «خَيرُ النَّاسِ قَرنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُم، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُم»[2] ”سب سے بہتر لوگ (وہ ہیں جو) میرے زمانے والے ہیں، پھر ان کے بعد جو ہیں، وہ لوگ ہیں، پھر ان کے بعد جو لوگ ہیں، وہ ہیں“۔

امام احمد رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں انتہائی عظیم بات بیان فرماتے ہیں وہ کہتے ہیں: ”سب سے ادنی درجے کا صحابی ان تمام لوگوں سے بہتر ہے، جنہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا نہیں، آپ سے کچھ سنا نہیں، آپ ﷺ کی صحبت نہیں پائی گو کہ وہ سارے اعمالِ خیر لے کر آئیں، اور جس نے بھی آپ ﷺ کو اپنی آنکھوں سے

---

(۱) دیکھئے: فتح الباری: ۷/۴۱

(۲) بخاري حدیث نمبر (۲۶۵۲) ومسلم حدیث نمبر (۲۵۳۳)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

دیکھا، آپ پر ایمان لایا، گو کہ ایک ہی گھڑی (وہ آپ کے ساتھ رہے) وہ بعد میں آنے والے تمام لوگوں سے بہتر ہیں، چاہے وہ (بعد میں آنے والے) اعمالِ خیر خوب کر لیں۔"(۱)

یہی بات محدثِ کبیر علی بن مدینی نے بھی کہی ہے۔(۲)

(۴) نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: «يأتي على الناس زمانٌ يغزو فئامٌ من الناس فيقال لهم: فيكم مَنْ رأى رسولَ اللهِ ﷺ؟ فيقولون: نعم، فيفتح لهم، ثم يغزو فئامٌ مِنَ الناس فيقال لهم: فيكم مَنْ رأى مَنْ صحِب رسولَ اللهِ ﷺ؟ فيقولون: نعم، فيفتح لهم، ثم يغزو فئامٌ من الناس فيقال لهم: هل فيكم مَنْ رأى مَنْ صَحِبَ مَنْ صَحِبَ رسول الله ﷺ؟ فيقولون نعم فيفتح لهم»(۳) "ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آئے گا ایک جماعت جنگ کرے گی، ان سے کہا جائے گا: کیا تم میں وہ لوگ ہیں جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے، تو وہ کہیں گے: ہاں، تو انہیں جیت حاصل ہوگی، پھر (اس کے بعد) کچھ لوگ جنگ کریں گے تو ان سے کہا جائے گا: کیا تم میں ایسے لوگ ہیں جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں (صحابہ) کو دیکھا ہے؟ تو وہ لوگ کہیں گے: ہاں، چنانچہ انہیں بھی فتح ونصرت حاصل ہوگی، پھر (اس کے بعد) کچھ لوگ جنگ کریں گے، تو ان سے کہا جائے گا: کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے ان لوگوں کو دیکھا ہے جنھوں نے

---

(۱) شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ: ۲/ ۱۶۰، طبقات الحنابلۃ: ۱/ ۲۴۳

(۲) دیکھئے: شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ: ۲/ ۱۶۷

(۳) مسلم حدیث نمبر (۲۵۳۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کے ساتھی (تابعین) کو دیکھا ہے، تو وہ کہیں گے: ہاں، چناں چہ انہیں بھی فتح ونصرت حاصل ہو گی"۔

یہ حدیث اس بات پر دال ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کی صدق دلی، صاف گوئی، حسنِ اسلام، اخلاصِ نیت، اور جذبۂ ترویج و اشاعتِ توحید و سنت کی بنیاد پر انہیں جیت حاصل ہو گی، کیوں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے، آپ کی صحبت و رفاقت سے مشرف ہوئے ہیں، آپ کے ساتھ نشست و برخاست رکھنے کا حسین موقعہ انہیں ملا ہے، اور تابعین کو جیت اس لئے حاصل ہو گی، کیوں کہ انہوں نے صحابۂ نبوت سے شرفِ رؤیت وصحبت حاصل کی ہے۔

(۵) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا:

«أي النَّاسِ خير؟ قال: أقراني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم، ثم يجيءُ قومٌ تبدر شهادةَ أحدهم يمينه وتبدر يمينه شهادته»[1]

"سب سے بہتر لوگ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: میری صدی والے لوگ، پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہیں (تابعین) پھر ان کے بعد جو ان کے بعد ہوں گے (تبع تابعین) پھر (اس کے بعد) ایسے لوگ آجائیں گے جن کی قسمیں ان کی شہادتوں پر غالب آجائیں گی، اور ان کی شہادتیں ان کی قسموں پر غالب ہونے لگیں گی (یعنی نہ قسم کھانے کی پرواہ کریں گے، نہ شہادت دینے کی"۔

اس حدیثِ پاک میں بھی آپ ﷺ نے صحابۂ کرام کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

(۱) مسلم حدیث نمبر (۲۵۳۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(٦) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «خير أُمَّتي القرن الذي بُعثتُ فيه، ثم الذين يلونهم، والله أعلم أذكر الثالث أم لا، ثم يخلُفُ قومٌ يحبُّون السمانة، يشهدون قبل أَنْ يُستشهدوا»[١]

”میری امت میں سب سے بہتر صدی وہ ہے جس میں میری بعثت ہوئی، اس کے وہ جو ان کے بعد ہیں (راوی کہتے ہیں کہ اللہ کو معلوم کہ تیسری چیز ذکر فرمائی یا نہیں مجھے نہیں معلوم) پھر اس کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو موٹاپا پسند کریں گے، شہادت طلب کرنے سے پہلے ہی شہادت کے لئے تیار ہو جائیں گے“۔

اس حدیث میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی فضیلت بیان فرمائی ہے

(٧) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ستر امت کے برابر قرار دیا، چناں چہ فرمایا: «أَلا إِنَّكُمْ تُوفُونَ سَبْعِينَ أُمَّةً، أَنْتُمْ خَيْرُهَا، وَأَكْرَمُهَا عَلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ»[٢] ”سنو! (اے میرے صحابہ) تم لوگ ستر امتوں کے برابر ہو، ان میں تم سب سے بہتر اور اللہ عزوجل کے یہاں سب سے معزز اور مکرم ہو“۔

اس حدیث کو اہل تفسیر نے (كنتم خير أمة ---) کی تفسیر میں ذکر کیا ہے، جس سے صحابہ کرام کا مقامِ عظیم، بلندئ رفعت، اور خیر امت ہونا ثابت ہو جاتا ہے، کیوں کہ اللہ تعالی نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت محمدیہ کو تمام امتوں سے بہتر اور

---

(١) مسلم حدیث نمبر (٢٥٣٤)

(٢) ترمذی: ٢٩٢٧) ابن ماجہ: ٤٢٨٧، ٤٢٨٨، سنن دارمی: ٢٧٦٠، طبرانی کبیر: 1012-١٠٢٣-١٠٢٤-١٠٢٥، طبرانی اوسط: ١٤١٥، من حدیث معاویۃ بن حیدہ قشیری، علامہ البانی نے اسے صحیح ترمذی (٣٠٠١) میں صحیح قرار دیا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

افضل قرار دیا ہے، اور بلاشک اس امت میں صحابۂ کرام سب سے اونچے اور اعلی درجے کے افراد ہیں[۱]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ,,اس قوم (صحابۂ کرام) کی سیرت پر جو بھی علم و بصیرت اور اللہ نے جو کچھ انہیں فضیلت بخشی ہے، ان فضیلتوں پر غور کرے گا، تو یقینی طور پر وہ جان لے گا کہ انبیاء کے بعد سب سے افضل ترین لوگ یہی ہیں، ان سے پہلے کوئی نہ ان سے افضل تھا، اور ان کے بعد نہ ان سے بہتر کوئی ہو گا، اس امت کی تمام صدیوں میں یہ چنندہ افراد تھے، جو تمام امتوں میں سب سے بہتر اور اللہ کے نزدیک سب سے معزز تھے،،[۲]

صحابۂ کرام کا مقام بزبانِ امامانِ دین و اسلافِ عظام

● ابن مسعود نے فرمایا: «إن الله نظر في قلوب العباد، فوجد قلب محمد ﷺ خير قلوب العباد، فاصطفاه لنفسه، فابتعثه برسالته ثم نظر في قلوب العباد بعد قلب محمد، فوجد قلوب أصحابه خير قلوب العباد، فجعلهم وزراء نبيه، يقاتلون على دينه، فما رأى المسلمون حسناً فهو عند الله حسن، وما رأوا سيئاً فهو عند الله سيئ»[۳]

(۱) دیکھئے: تفسیر عبد الرزاق: ۱/۴۵، تفسیر ابن ابو حاتم: (۴۰۱۷)، تاریخ دمشق: ۱۱۵/۱۰

(۲) دیکھئے: مجموع الفتاوی: ۱۵۶/۳

(۳) مسند احمد حدیث نمبر (۳۶۰۰:) حافظ ابن حجر نے (الأمالي المطلقة ص/ ۶۵ میں اور عجلونی نے کشف الخفاء: ۲/ ۲۴۵ میں حسن قرار دیا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”اللہ تعالی نے اپنے بندوں کے دلوں میں نظر ڈالی تو محمد ﷺ کا دل تمام دلوں میں سب سے بہتر پایا، تو ان کو اپنے لئے منتخب کر لیا، اور رسالت کے لئے مقرر فرمایا، پھر اپنے بندوں کے دلوں میں نظر ڈالی، تو۔ محمد ﷺ کے دل کے بعد۔ آپ ﷺ کے صحابہ کے دل سب سے بہتر پایا، چنانچہ انہیں اپنے نبی کے وزراء منتخب فرمائے، جو ان کے دین (کی نشر و اشاعت، اور اعلاءِ کلمۃ اللہ) کے لئے جنگ و جدال کرتے رہے، لہذا مسلمان جسے اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہے، اور جسے برا جانیں وہ اللہ کے نزدیک برا ہے“۔

● ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: «من كان مستناً فليستن بمن قد مات، أولئك أصحاب محمد ﷺ، كانوا خير هذه الأمة، أبرها قلوباً، وأعمقها علماً، وأقلها تكلفاً، قوم اختارهم الله لصحبة نبيه ﷺ، ونقل دينه، فتشبهوا بأخلاقهم وطرائقهم، فهم أصحاب محمد ﷺ كانوا على الهدى المستقيم، والله رب الكعبة» (۱) ”جسے اقتدا کرنی ہے، وہ ان لوگوں کی اقتدا اور پیروی کرے، جو اس دنیا سے جا چکے، یہ اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھی (صحابہ کرام) تھے، یہ لوگ دل کے اعتبار سے تمام لوگوں میں سب سے پاکیزہ تر، علم (و عمل) کے اعتبار سے سب سے گہرے (گیرائی و گہرائی رکھنے والے) اور تصنع سے کوسوں دور، یہ وہ لوگ تھے، جنہیں اللہ نے اپنے نبی ﷺ کی صحبت اور دین کی نشر و اشاعت کے لئے منتخب فرمالیا تھا، لہذا ان کے

(۱) حلیۃ الأولیاء از ابو نعیم اصفہانی: ۱/ ۳۰۵-۳۰۶

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اخلاق وعادت پر چلنے کی کوشش کرو، کیوں کہ وہ صحابہ کرام تھے جو ربِ کعبہ کی قسم سیدھے راستے پر قدم زن تھے"۔

● نیز عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کو برا بھلا مت کہو، پس ان کے عمل کا ایک لمحہ تم میں سے کسی کے زندگی بھر کے اعمال سے بہتر ہے" [۱] تو اسي لئے ہم پر ضروري ہے کہ ہم انکي عزت کی حفاظت کریں اور انکے رتبہ اور مقام کو پہچانیں۔

● جب سعید بن زید بن عمرو رضی اللہ عنہ نے ایک کوفی کو کسی صحابی کو سب وشتم کرتے سنا تو فرمانے لگے: "اللہ کی قسم! کسی ایسی جنگ میں، جس میں کسی شخص کا چہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غبار آلود ہوا ہو، تمہارے عمر بھر کی عبادت سے بہتر ہے، گو کہ عمرِ نوح عطا کر دیا جائے" [۲]۔

● خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ان (صحابہ کرام) کے ہجرت، جہاد، نصرت، جان ومال خرچ کرنا، آباء واولاد کا قتل ہو جانا، دین کے بارے میں خیر خواہی، ایمان ویقین کی قوت کے تذکروں کے علاوہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کسی اور چیز کا ذکر نہ بھی ہوتا تو ان (صحابہ کرام) کے قطعی عادل ہونے اور ان کے صاف عقائد کے حامل ہونے کے لئے کافی تھا اور یہ کہ وہ ان تمام لوگوں سے بہتر ہیں جن کی توثیق وتعدیل اور تزکیہ ان کے

---

(۱) الشرح والابانۃ ص۱۱۹، بروایت ابن عباس، شرح العقیدۃ الطحاویۃ ص۵۳۱)

(۲) مسند احمد: ۱/۱۸۷، وأبو داود رقم ۴۶۵۰، وصحح إسناده الشیخ أحمد محمد شاكر فی تعلیقه علی المسند ۳/۱۰۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعد آنے والے لوگوں کے لئے کیا گیا ہے، یہی تمام علماء کا اور ان فقہاء کا مذہب ہے جن کے اقوال مانے جاتے ہیں)(۱)

اسی ضمن میں امام طحاوی رحمہ اللہ کا زریں قول بھی ملاحظہ فرمالیں جو آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہے، اور ایک ایک جملہ ڈھیر سارے معانی، اسرار ورموز اور نکات کی بھرمار و طومار لئے ہوئے ہے، وہ فرماتے ہیں: ونحب أصحاب رسول اللّٰه ﷺ ولا نفرط في حب أحد منهم ولا نتبرأ من أحد منهم ونبغض من يبغضهم وبغير الخير يذكرهم، ولا نذكرهم إلا بخير، وحبهم دين وإيمان وإحسان، وبغضهم كفر ونفاق وطغيان(۲)

- اور ہم اللہ کے رسول ﷺ کے صحابہ سے محبت کرتے ہیں، ان میں سے کسی کی محبت میں بھی غلو نہیں کرتے، نہ ہی ان میں سے کسی ایک سے براءت کا اظہار کرتے اور نہ ہی کسی پر تبرّاء کرتے ہیں اور ہر اس شخص سے بغض رکھتے ہیں جو ان (صحابہ) سے بغض رکھتا ہے اور جو ان کی برائی کرتا ہے، اور ہم ہمیشہ اُن کا ذکر فقط اچھائی، خیر و بھلائی ہی کے ساتھ کرتے ہیں، اُن (صحابہ) سے محبت کرنا دین، ایمان اور احسان ہے، اور ان سے بغض رکھنا کفر، نفاق اور سرکشی ہے۔
- امام مالک بن انس فرماتے ہیں: ''جو صحابہ کرام کو گالیاں دے، اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں'' (۳)

---

(۱) الكفاية في علم الرواية ص/ ۴۹

(۲) شرح العقيدة الطحاوية ص/ ۴۶۷

(۳) الشرح والابانة از: ابن بطة ص/ ۱۶۲

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

● بشر بن حارث فرماتے ہیں: ''جو صحابہ کرام کو گالیاں دے تو وہ کافر ہے گو کہ وہ نمازیں پڑھے، روزے رکھے، اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھے۔'' (۱)

● ابو بکر مروزی فرماتے ہیں: ''جو حضرات ابو بکر و عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دے، وہ اسلام پر قائم نہیں ہے۔'' (۲)

● مزید بن ہزاری کی سعید بن جبیر رحمہا اللہ سے مقامِ اصفہان میں ملاقات ہوگئی، تو مزید نے سعید سے کہا کہ آپ مجھے کچھ باتیں ایسی بتلائیں جو آپ کے پاس ہیں، انہوں نے اپنی سواری روکی، اور فرمانے لگے: ''ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے فرمایا تھا کہ تین چیزیں مجھ سے اچھی طرح یاد کرلو (۱) ستاروں میں غور و فکر کرنا چھوڑ دو، کیوں کہ یہ کہانت کی طرف لے جاتا ہے (۲) تقدیر میں غور و فکر کرنا چھوڑ دو کیوں کہ یہ کفر کی طرف لے جاتا ہے (۳) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینے سے بچو کیوں کہ اگر ایسا کروگے تو اللہ تعالی تمہیں چہرے کے بل گھسیٹتے ہوئے جہنم میں پھینک دے گا۔'' (۳)

● امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) کی فضیلت و مرتبت ہر وہ شخص اچھی طرح سے جان لے گا، جو ان کے حالات، ان کی سیرتیں، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان کے نقشِ قدم پر چلنے پر غور و فکر کرے گا، یعنی انہوں کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں سبقت کی، دین کی نشر و اشاعت، شعائرِ اسلام کے اظہار، اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے کوشش اور فرائض دین کی تعلیم کا فریضہ کس طرح انجام دیا، اگر وہ نہ ہوتے تو دینِ اسلام کی اصل ہم تک

---

(۱) الشرح والابانۃ از: ابن بطۃ ص/ ۱۶۲

(۲) الشرح والابانۃ از: ابن بطۃ ص/ ۱۶۱)

(۳) أخبار أصبہان: ۱/۳۲۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہنچتی نہ فرع، نہ ہم اسلام کے فرائض جان سکتے تھے، اور نہ اس کی سنتیں، اور نہ ہی احادیث واخبار کی کوئی خبر ہی ہمیں ہوتی۔“ (۱)

● قال أبو زُرعةَ الرازيُّ: «إذا رأيتَ الرجلَ ينتَقِصُ أحدًا مِن أصحابِ رسولِ اللهِ ﷺ، فاعلمْ أنه زِنديقٌ، وذلك أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ عندنا حقٌّ، والقرآنَ حقٌّ؛ وإنما أدَّى إلينا هذا القرآنَ والسُنَنَ: أصحابُ رسولِ اللهِ ﷺ، وإنما يريدونَ أن يجْرَحُوا شهودَنا : ليُبطِلوا الكتابَ والسنةَ، والجرحُ بهم أولَى، وهُم زنادقة» (۲)

● امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”جو کوئی صحابہ کرام میں سے کسی سے بھی بغض رکھے، یا ان کے لئے اپنے دل میں کینہ کپٹ پال رکھے، تو ان کو مال فی میں سے کچھ بھی نہ ملے گا، پھر انہوں نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿وَالَّذِينَ جَاؤُوا مِن بَعْدِهِمْ ...﴾ (۳)

● قتادہ بن دعامہ سدوسی فرماتے ہیں: ”اگر کسی کی تصدیق کرنی ہو تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تصدیق کرو، کیوں کہ اللہ تعالی نے انہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے لئے اور اپنے دین کو قائم کرنے کے لئے منتخب فرمایا تھا“ (۴)

---

(۱) کتاب الکبائر: ۲۳۴-۲۳۵

(۲) الإصابۃ لابن حجر: ۱/۱۱

(۳) دیکھئے: زاد المسیر: ۸/ ۲۱۶، تفسیر البغوی: ۷/ ۵۴، تفسیر قرطبی، ۱۸/ ۳۲

(۴) مسند احمد حدیث نمبر (۱۲۳۹۸)، محقق مسند احمد شیخ شعیب فرماتے ہیں: اس کی سند شیخین (بخاری، مسلم) کی شرط پر صحیح ہے:، دیکھئے: ۳/۱۳۴

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

● امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: «وقد أثنى الله تبارك وتعالى على أصحاب رسول الله ﷺ في القرآن والتوراة والإنجيل، وسبق لهم على لسان رسول الله ﷺ من الفضل ما ليس لأحد بعدهم، فرحمهم الله وهناهم بما آتاهم من ذلك، ببلوغ أعلى منازل الصديقين والشهداء والصالحين، هم أدوا إلينا سنن رسول الله ﷺ، وشاهدوه والوحي ينزل عليه، فعلموا ما أراد رسول الله ﷺ، عاماً وخاصاً وعزماً وإرشاداً، وعرفوا من سننه ما عرفنا وجهلنا، وهم فوقنا في كل علم واجتهاد، وورع وعقل استدرك به علم واستنبط به، وآراؤهم لنا أحمد وأولى بنا من آرائنا لأنفسنا —والله أعلم»[1]

ترجمہ وتفہیم: ”اور اللہ تبارک وتعالی نے قرآن کریم، تورات اور انجیل میں صحابۂ نبوت کی تعریف کی ہے، اور رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک سے ان کے ایسے فضائل ذکر کئے ہیں جو ان کے بعد کسی کے لئے نہیں کئے گئے، چنانچہ اللہ نے ان پر رحم فرمایا اور انہیں صدیقین، شہدا اور صالحین کے درجات کا مقام دے کر مبارک باد دی ہے، انہوں نے ہی رسول اللہ ﷺ کی سنتیں ہم تک پہنچائی ہیں، اور آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتے ہوئے انہیں دیکھا ہے، چنانچہ انہوں نے عام وخاص، عزم وتوجیہ کے اعتبار سے رسول اللہ ﷺ کے مراد کو جانا، اور وہی سنتیں ہمیں معلوم ہوئیں جو انہوں نے معلوم کرایا، اور ہم نہیں جان سکے، جو نہیں بتایا، وہ تمام علم و معرفت، اجتہاد وورع اور

(١) مناقب الشافعی: ١/٤٤٢

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

عقل و دانشمندی میں ہم سے ہر اعتبار سے اوپر ہیں، ان کی رائیں ہمارے لئے قابل تعریف ہیں، اور ہماری اپنی آراء سے بہتر"۔

● حافظ عبد الرحمن بن ابو حاتم رازی فرماتے ہیں: «فأما أصحاب رسول الله ﷺ فهم الذين شهدوا الوحي والتنزيل ، وعرفوا التفسير والتأويل ، وهم الذين اختارهم الله عز وجل لصحبة نبيه ﷺ ونصرته، وإقامة دينه، وإظهار حقه، فرضيهم له صحابة، وجعلهم لنا أعلاماً وقدوة ، فحفظوا عنه ﷺ ما بلغهم عن الله عز وجل وما سن وشرع، وحكم وقضى، وندب وأمر، ونهى وحظر وأدب، ووعوه فأتقنوه، ففقهوا في الدين ، وعلموا أمر الله ونهيه ومراده ، بمعاينة رسول الله ﷺ ومشاهدتهم منه تفسير الكتاب وتأويله، وتلقفهم منه، واستنباطهم عنه، فشرفهم الله عز وجل بما منّ عليهم وأكرمهم به من وضعه إياهم موضع القدوة ، فنفى عنهم الشك والكذب والغلط والريبة والغمز، وسماهم عدول الأمة، فقال عز ذكره في محكم كتابه: ﴿ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ﴾ [البقرة: ١٤٣]، ففسر النبي ﷺ عن الله عز ذكره قوله: **وسطاً**، قال: عدلاً، فكانوا عدول الأمة ، وأئمة الهدى، ونقلة الكتاب والسنة»[۱]

---

(۱) الجرح والتعدیل: ۱/۱۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جہاں تک بات رہی صحابہ رسول ﷺ کی تو انہوں نے وحی اور قرآن اترتے دیکھا اور اس کی تفسیر سمجھا، یہ وہی لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ کی صحبت ونصرت، اقامتِ دین، اور حق کے اظہار کے لئے منتخب فرمایا، چنانچہ ان سے صحابہ کی حیثیت سے وہ راضی ہوگیا اور انہیں ہمارے لئے سنگِ میل اور اسوہ بنادیا، تو انہوں نے ہمارے لئے وہ سب کچھ محفوظ کرلیا جو آپ ﷺ نے اللہ کی طرف سے پہنچایا، جو مسنون ومشروع قرار دیا، جو فیصلہ فرمایا، جو مستحب قرار دیا، جس کا حکم دیا، جس سے منع کیا، اور روکا، جس کی تادیب کی، اسے یاد رکھا، اور خوب یاد رکھا، چنانچہ انہوں نے دین میں فقاہت وبصیرت حاصل کی، رسول اللہ ﷺ کی موجودگی اور حاضری میں اللہ کے اوامر ونہی کی مراد جانا، قرآن کی تفسیر کو سمجھا، اس سے استنباط کرنے کا طریقہ معلوم کیا، چنانچہ اللہ نے انہیں قدوہ بننے کا شرف بخش کر ان پر احسان کیا، شک وشبہ، کذب بیانی اور جھوٹ، غلط بیانی کی مکمل نفی فرمادی اور انہیں امت میں عادل قرار دیا، چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا (اور ہم نے تمہیں امتِ وسط بنایا، تاکہ تم لوگوں کے لئے گواہ بن سکو) چنانچہ اللہ تعالی کی طرف سے رسول اللہ ﷺ نے (وسط) کی تفسیر (عادل) فرمائی، لہذا یہ امت کے عدول، ہدایت کے امام اور کتاب وسنت کے ناقل قرار پائے۔

● حمید بن زیاد فرماتے ہیں کہ: ایک روز میں نے محمد بن کعب قرظی سے کہا: "مجھے ان صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے بارے میں بتلایئے جن کے مابین کچھ فتنے بپا ہوئے تھے، تو انہوں نے مجھ سے برجستہ فرمایا: "اللہ تعالی نے ان تمام کی مغفرت فرمادی ہے، اور ان کے لئے جنت واجب قرار دیا ہے، چاہے انہوں نے اچھائیاں کی، یا (چھوٹ مٹ جانے انجانے) ان سے غلطیاں بھی ہوگئیں، میں نے ان (محمد کعب قرظی) سے کہا: کہ کہاں اور کس جگہ اللہ نے ان کے لئے جنت واجب قرار دیا ہے؟ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعجب کرنے لگے، اور فرمایا: کیا تم نے اللہ تعالی کا یہ فرمان نہیں پڑھا؟ ﴿وَالسَّابِقُونَ الأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالأَنصَارِ﴾ (التوبة: ١٠٠)(إلى آخر الآية) چنانچہ اللہ تعالی نے ان تمام صحابہ کے لئے جنت واجب قرار دیا ہے، اور بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے ایک شرط رکھی، میں نے کہا: وہ کونسی شرط ہے؟ فرمانے لگے: وہ شرط یہ ہے کہ ان میں جو اچھائیاں ہیں، ان میں ان کی پیروی کرو، اور دیگر امور میں ان کی پیروی نہ کرو، یا یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ بات کرنے میں اچھائی کے ساتھ ان کی پیروی کی جائے، بایں طور کہ ان کا تذکرہ برائی کے ساتھ قطعی طور پر نہ کیا جائے، اور ان سے جو کچھ بھی سرزد ہوگیا، ان میں انہیں موردِ الزام نہ ٹھہرایا جائے، حمید بن زیاد (راوی) کہتے ہیں: (انہوں نے جب اس آیت کی تفسیر کی تو) مجھے لگا کہ (آج تک) میں نے یہ آیت کبھی پڑھی ہی نہیں" [1]

ان تمام آیات، احادیث، اخبار، آثار، اور امامانِ دین کے منقولات پر بنظرِ غائر غور فرمائیں، کہیں بھی کسی صحابی کی تفریق کا تذکرہ نہیں، اور ان تمام کے احترام، توقیر، عقیدت، اور ان سے محبت کا یکساں حکم دیا گیا ہے، گو کہ افضلیت میں فرق مراتب ہے، چنانچہ ان صحابہ میں

- سب سے افضل عشرہ مبشرہ ہیں۔
- پھر ان عشرہ مبشرہ میں خلفائے اربعہ ہیں۔
- اور ان خلفائے اربعہ میں ابو بکر پھر عمر پھر عثمان اور پھر علی رضی اللہ عنہم ہیں۔

---

(۱) مفاتیح الغیب: ۱۳۶/۱۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- پھر تمام مہاجرین کا نمبر آتا ہے، جنھوں نے مکہ میں مشرف بہ اسلام ہوئے، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ رہے، اور صبر و شکیبائی کا دامن نہیں چھوڑا یہاں تک مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی۔
- اس کے بعد ان صحابہ کا نمبر آتا ہے جنھوں نے غزوۂ بدر میں شرکت فرمائی (چاہے وہ مہاجرین میں سے ہوں یا انصار میں سے)۔
- پھر عمومی طور پر انصار کا نمبر آتا ہے، جنھوں نے اسلام لانے میں پہل کی، اور آپ ﷺ کی نصرت و تائید اور مدد و اعانت کے لئے ہمیشہ اور مدام تیار اور برسرِ پیکار رہے۔

اس کے بعد ان صحابۂ عظام کا نمبر آتا ہے جنھوں نے فتحِ مکہ سے پہلے اسلام قبول کیا، (فتح سے مراد فتحِ مکہ ہے یا صلحِ حدیبیہ) (افضلیت کے یہ مراتب شیخ صالح آل الشیخ۔ سابق وزیر اسلامی امور و دعوت و ارشاد، مملکت سعودی عرب۔ کی شرح: شرح العقیدہ الطحاویہ [۱] اور ہر ایک کے ناحیے اور زاویے الگ الگ ہیں، لیکن ان تمام کی فضیلت مسلم اور طے شدہ ہے، جس سے سرّ مو انحراف نہیں کیا جا سکتا ہے، اور اس سے انحراف ایمان کو خطرہ مول لینے کے مترادف ہے۔

❖❖❖

(۱) جو نیٹ میں موجود ہے، اور یہ معلومات اسی سے معمولی تصرف کے ساتھ ماخوذ ہیں)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

عشرہ مبشرہ کے فضائل

کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں اس دنیا میں ہی جنت میں جانے کی خوشخبری سنائی گئی۔

آیئے ان خوش نصیبوں کی فضیلت ملاحظہ کرتے ہیں جنہیں نبی اکرم ﷺ نے اس دنیا میں ہی جنت کی بشارت سنائی تھی، اس سلسلہ میں چند امور ملاحظہ فرمائیں:

اولا: وہ حضرات جنہیں اس دنیا میں جنت کی بشارت سنائی گئی تھی ان کی تعداد تقریبا (۴۱) بنتی ہے، جسے مملکتِ توحید و سنت کے مایہ ناز سپوت اور متعدد کتابوں کے مؤلف و مصنف شیخ عبد العزیز السلمان نے اپنی کتاب (الکواشف الجلیۃ عن معانی الواسطیۃ: (۶۸۹-۶۹۴) میں ذکر فرمایا ہے، آئندہ سطور میں ان ناموں کا تذکرہ کرنے کی کوشش کی جائے گی ان شاء اللہ۔

ثانیا: وہ خوش نصیبان جن کو نبی محتشم ﷺ نے ایک ہی نشست میں جنت کی خوشخبری سنائی تھی ان کی تعداد کل (۱۰) ہے، جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں اور ذیل میں ان کے فضائل بھی بیان انتہائی اختصار کے ساتھ پیش کئے جا رہے ہیں۔

- عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: أبو بكر في الجنة و عمر فى الجنة وعثمان في الجنة وعلى فى الجنة وطلحة في الجنة والزبير في الجنة وعبدالرحمن بن عوف في الجنة وسعد بن أبي وقاص فى الجنة و سعيد بن زيد فى الجنة وأبو عبيدة بن الجراح في الجنة.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱)ابو بکر (صدیق) جنت میں ہیں (۲) عمر جنت میں ہیں (۳) عثمان جنت میں ہیں (۴) علی جنت میں ہیں (۵) طلحہ جنت میں ہیں (۶) زبیر جنت میں ہیں (۷) عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں ہیں (۸) سعد بن ابی وقاص جنت میں ہیں (۹) سعید بن زید جنت میں ہیں (۱۰) اور ابو عبیدہ بن الجراح جنت میں ہیں [رضی اللہ عنہم اجمعین] (۱)

- اب آیئے ان میں سے ہر ایک کے فضائل ومناقب ملاحظہ کرتے ہیں:

(۱) ابو بکر صدیق (عبداللہ بن عثمان) رضی اللہ عنہ

آپ کا شجرۂ نسب یوں ہے:

عبد الله بن عثمان بن عامر بن عمرو بن كعب بن سعد بن تيم بن مرة بن كعب بن لؤي القرشي التيمي

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شخصیت وہ ہیں:

- جنہوں نے سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بلا کسی تاخیر اور لیت ولعل ایمان لایا۔

جو بعد از رسل سب سے افضل اور بہتر ہیں جن کے بارے میں حق تعالی یوں مدح بار ہے: ﴿إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ ٱللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ ثَانِيَ ٱثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِى ٱلْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَـٰحِبِهِۦ لَا تَحْزَنْ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَنَا﴾ [التوبة: ٤٠] ”اگر تم اللہ کے رسول کی مدد نہ کروگے تو (کچھ پرواہ نہیں اللہ اس کا مددگار ہے) اس نے اپنے رسول کی مدد اس وقت کی تھی جب کافروں نے اسے (اس حال میں گھر سے) نکالا

---

(۱) ترمذی حدیث نمبر (۳۷۴۷)، أضواء المصابیح حدیث نمبر (۶۱۰۹)، مسند احمد حدیث نمبر (۱۶۷۵) شیخ احمد شاکر مسند احمد کی تحقیق میں فرماتے ہیں (اسنادہ صحیح) علامہ البانی نے بھی اس کی سند صحیح قرار دیا ہے)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ جب کہ دو (آدمیوں) میں دوسرا وہ تھا (اور) دونوں غار (ثور) میں تھے (اور) وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا: غمگین نہ ہو، یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے“۔

جن کے بارے میں رب کریم یوں ثناخوان ہے: ﴿وَسَيُجَنَّبُهَا ٱلْأَتْقَى ﴿١٧﴾ ٱلَّذِى يُؤْتِى مَالَهُۥ يَتَزَكَّىٰ ﴿١٨﴾ وَمَا لِأَحَدٍ عِندَهُۥ مِن نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰٓ ﴿١٩﴾ إِلَّا ٱبْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ ٱلْأَعْلَىٰ ﴿٢٠﴾ وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ﴾ [اللیل: ۱۷ – ۲۱] ”اور اس سے ایسا شخص دور رکھا جائے گا جو بڑا پرہیز ہوگا، جو پاکی حاصل کرنے کے لئے اپنا مال دیتا ہے، کسی کا اس پر کوئی احسان نہیں کہ جس کا بدلہ دیا جارہا ہو“۔

اس آیت کریمہ کے بارے میں اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے[1]۔

جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات کی تصدیق کی، اسی لئے آپ کو صدیق کا خطاب ملا، اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَٱلَّذِى جَآءَ بِٱلصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِۦٓ أُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُتَّقُونَ﴾ [الزمر: ۳۳] ”اور جو سچے دین کو لائے اور جس نے اس کی تصدیق کی، یہی لوگ پارسا ہیں“۔

یہ وہ شخصیت ہیں جن کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”صحبت اور مال کے لحاظ سے، ابو بکر کا مجھ پر سب سے زیادہ احسان ہے۔ اور اگر میں اپنے رب کے علاوہ کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابو بکر کو اپنا خلیل بناتا لیکن اسلام کا بھائی چارہ اور محبت کافی

(۱) دیکھئے: کتاب الشریعۃ للآجری ۴۱۷/۳

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ دیکھو! مسجد (نبوی) کی طرف تمام دروازے کھڑکیاں بند کر دو سوائے ابو بکر کے دروازے کے[۱]

ابو بکر وہ ہیں جنہوں نے نیکیوں کے ہر باب میں سبقت فرمائی، جیسا کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے ایک بار سوال فرمایا کہ:"آج کس نے روزہ رکھا ہے؟ ابو بکر نے فرمایا: میں نے آپ نے پوچھا: آج کون جنازے کے ساتھ گیا تھا؟ ابو بکر نے فرمایا: میں گیا تھا، آپ ﷺ نے پوچھا کہ آج کسی نے کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ ابو بکر نے فرمایا: میں نے، آپ ﷺ نے پوچھا: آج کسی نے کسی مریض کی بیمار پرسی کی ہے؟ ابو بکر نے فرمایا: میں نے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «ما اجتمعن فی امریء إلا دخل الجنة» یہ چیزیں جس انسان میں جمع ہو جائیں وہ جنت میں داخل ہو گا"[۲]۔

جن کے بارے میں نبیٔ اکرم ﷺ کی زبانِ فیض ترجمان یوں گویا ہوئی: «ما نفعني مال قطُّ ما نفعني مال أبي بكر فبكى أبو بكر وقال وهل أنا ومالي إلا لك يا رسول الله» "ابو بکر کے مال نے جتنا مجھے فائدہ پہنچایا، کسی

(۱) صحیح بخاری: حدیث نمبر (۳۶۵۴) صحیح مسلم: حدیث نمبر (۲۳۸۲)

(۲) صحیح مسلم حدیث نمبر (۱۰۲۸) وبعد ح ۲۳۸۷)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دوسرے کے مال نے اتنا فائدہ نہیں پہنچایا، ابو بکر رو پڑے، اور فرمایا: اللہ کے رسول! میں اور میرا مال آپ ہی کے لئے تو ہے"(۱)۔

- ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وہ شخصیت ہیں: جن کے سامنے کوئی بھی مسابقت و مسارعت الی الخیرات میں کبھی بھی آگے نہ بڑھ سکا، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ جذبۂ مسارعت ملاحظہ کیجئے عمر فرماتے ہیں: أمرنا رسول الله ﷺ أن نتصدق، ووافق ذلك عندي مالاً، فقلت: اليوم أسبق أبا بكر إن سبقته يوماً. قال فجئت بنصف مالي، فقال رسول الله ﷺ: ما أبقيت لأهلك؟ قلت: مثله. وأتى أبو بكر رضي الله عنه بكلّ ما عنده فقال: يا أبا بكر ما أبقيت لأهلك؟ قال: أبقيت لهم الله ورسوله. قلت: لا أسبقه إلى شيءٍ أبداً(۲).

جن کے بارے میں نبیٔ اکرم ﷺ کی یہ حدیث ملاحظہ فرمائیں: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک دفعہ نبی ﷺ، ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم احد پہاڑ پر چڑھے تو (زلزلے کی وجہ سے) پہاڑ ملنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا پاؤں مار کر فرمایا: «أثبت أحد، فإنما عليک نبي وصديق و شهيدان»

(۱) مسند احمد حدیث نمبر (۷۵۶۳)، ترمذی حدیث نمبر (۳۶۶۱)، ابن ماجہ حدیث نمبر (۹۵) صحیح ابن حبان حدیث نمبر (۶۸۵۸)، مسند بزار حدیث نمبر (۹۱۳۳)، السلسلۃ الصحیحۃ حدیث نمبر (۲۷۱۸)، شرح مشکل الآثار ح/نمبر (۱۵۹۹)

(۲) دیکھئے: ابوداؤد حدیث نمبر (۱۶۸۷) ترمذی حدیث نمبر (۳۶۷۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اے اُحد! رک جانا تیرے اوپر (اس وقت) صرف نبی، صدیق اور دو شہید موجود ہیں"۔(۱)

یہی وہ ذاتِ والا صفات ہیں جن کے بارے میں کئی بار آپ ﷺ نے جنت کی سرٹیفکیٹ عطا فرمایا: (آپ ﷺ ایک باغ میں موجود تھے۔ ایک آدمی آیا اور اندر آنے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا: «افتح له وبشره بالجنة» اس کے لئے دروازہ کھول دو اور اسے جنت کی خوشخبری دے دو، یہ ابو بکر (الصدیق رضی اللہ عنہ) تھے جو باغ میں داخل ہوئے تھے۔(۲)

یہ وہ شخصیت ہیں جن کے بارے میں عمر نے فرمایا تھا: «لو وزن إيمان أبي بكر بإيمان أهل الأرض لرجح به» اگر ابو بکر (صدیق) کا ایمان اور زمین والوں کے ایمان کو باہم تولا جائے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ایمان بھاری ہوگا(۳)

- ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب تو اس قدر ہیں کہ ؎

سفینہ چاہئے اس بحرِ بیکراں کے لئے، المختصر

نقش تیرا فزوں فزوں نام تیرا رواں　　مدح تیری سخن سخن وصف تیرا بیاں

جلوہ تیرا نظر نظر یاد تیری نفس نفس　　بات تیری دہن دہن ذکر تیری زباں

---

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر (۳۶۸۶)

(۲) دیکھئے: صحیح بخاری: حدیث نمبر (۳۶۹۳) صحیح مسلم: حدیث نمبر (۲۴۰۳)

(۳) کتاب السنۃ لعبد اللہ بن احمد: ۸۲۱ وسندہ حسن، شعب الایمان للبیہقی: ۳۶ عقیدۃ السلف أصحاب الحدیث للصابونی ص ۷۰، ۷۱ حدیث نمبر (۱۱۰) وفضائل ابی بکر لخیثمۃ الاطرابلسی ص ۱۳۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲) عمر بن خطاب بن نفیل عدوی (رضی اللہ عنہ)

(آپ آٹھویں پشت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے ہیں)، آیئے عمر کے چند فضائل ومناقب کا تذکرہ کرتے ہیں، چنانچہ عمر وہ شخصیت ہیں کہ:

جو دعاءِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور انتخابِ الٰہی ہیں، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے «اللهم أَعِزَّ الإسلامَ بأحبِّ هذين الرجلين إليك: بأبي جهل أو بعمر بن الخطاب»، قال: «فكان أحبَّهما إليه عمر بن الخطاب»(۱) "اے اللہ! دو شخصوں (ابو جہل یا عمر بن خطاب) میں سے اپنے پاس سب سے محبوب شخص سے اسلام کو غلبہ عطا فرما، فرماتے ہیں: اللہ کے یہاں سب سے محبوب عمر بن خطاب تھے"۔

یہی وہ ہستی ملہم ومحدّث ہیں جن کی رائے پر قرآن اترا کرتا تھا۔

یہی وہ ہستی نامدار اور ذاتِ خمدار ہیں جن کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: «لقد كان فيمن كان قبلكم من بني إسرائيل رجالٌ يكلّمون من غير أن يكونوا أنبياء، فإن يكن من أمّتي منهم أحدٌ فعمر»(۲)

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «لو كان بعدى نبى لكان عمر بن الخطاب» "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے"(۳)

---

(۱) ترمذي حديث نمبر (۳۶۸۱)، مسند احمد حديث نمبر (۵۶۹۶) وصححه الألباني

(۲) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۳۶۸۹)

(۳) دیکھئے: مسند احمد حدیث نمبر (۱۷۴۰۵) مستدرک حاکم حدیث نمبر (۴۵۲۱)، ترمذی حدیث نمبر (۳۶۸۶)، طبرانی کبیر حدیث نمبر (۸۲۲) وحدیث نمبر (۸۵۷)، امام حاکم فرماتے ہیں: صحیح الاسناد ولم یخرجاہ (۸۵/۳) علامہ البانی نے اس حدیث کو صحیح ترمذی (۳۶۸۶) میں صحیح قرار دیا ہے، وفي صحيح الجامع (۵۲۴۸)، مسند احمد (۱۷۴۰۵) شیخ ارناؤط نے حسن قرار دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک وضاحت: اس حدیث میں نبی کریم ﷺ یہ کیوں کہا کہ (اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے) حالانکہ جمہور اہل سنت وجماعت کے یہاں ابوبکر عمر سے افضل ہیں؟۔

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ

(الف) بعض علمانے اس حدیث کی سند میں کلام کیا ہے

(ب) اگر اس حدیث کو صحیح مان لیا جائے (اور یہی حق اور درست ہے) اس کا جواب کچھ یوں دیا جاسکتا ہے۔

(۱) نبوت ورسالت کا معاملہ خالص غیبی معاملہ ہے جسے اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں جانتا اور ایسے امور عقلی اندازوں اور عام معیارات کی بنیاد پر قائم نہیں کیا جاسکتا، چنانچہ یہ مان لیا جائے کہ عمر نبی ہوتے (ہوئے تو نہیں) تو اللہ تعالی اس کے لئے اسباب پیدا کرتا اور عمر کو اس منصب کا اہل و مستحق بناتا یہ تو خالص اللہ تعالی کی حکمت کا معاملہ ہے۔

(۲) نبوت ورسالت بندے کے حقدار ہونے یا کسی شخص میں اسباب پائے جانے کی وجہ سے نہیں ملتی ہے یہ تو خالص اللہ تعالی کی طرف سے انتخاب اور چننے کا معاملہ ہے، اسی لئے ابوبکر کلاباذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "نبی کریم ﷺ نے اس بات

ہے، فضائل الصحابہ للامام أحمد نمبر (۴۹۸)، شرح أصول الاعتقاد للالکائي (۲۴۹۱)، کتاب الشریعۃ للآجری (۱۳۷۱)، معجم الصحابۃ للبغوی (۱۷۶۴)، نیز علامہ البانی نے اپنی کتاب (سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ) نمبر (۳۲۷) میں بڑی نفیس بحث کی ہے اور اسے (حسن) قرار دیا ہے، الحجۃ فی بیان المحجۃ للأصبهانی (۳۴۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی صرف خبر دی، جو ہوا نہیں کہ اگر ہوتا تو کیسے ہوتا جیسا کہ اللہ تعالی نے اس امر کی خبر دی جو نہیں ہوا کہ اگر ہوتا تو کیسے ہوتا، اللہ تعالی نے ان کا بیان نقل فرمایا: ﴿وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ﴾ [الأنعام: ٢٨]. کفار و مشرکین کا بیان یوں نقل فرمایا: ﴿رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ﴾ [المؤمنون: ١٠٧]. ٹھیک اسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے، درحقیقت اس حدیث عمر کی اس فضیلت کا بیان ہے جو اللہ تعالی نے ان (عمر) میں رکھا ہے اور وہ اوصاف جو انبیا میں ہوتے ہیں اور وہ صفات جو رسولوں میں ہوا کرتی ہیں ان میں اللہ نے رکھا ہے، چنانچہ اس بات کی خبر دی گئی کہ عمر میں وہ اوصاف ہیں جو نبیوں میں ہوتے ہیں اور کچھ خصلتیں ایسی ہوتی ہیں جو رسولوں میں پائی جاتی ہیں ان کا حال نبیوں کے حال سے قریب تر ہے۔

اس کا معنی یوں بھی ہو سکتا ہے کہ نبوت استحقاق (حق طلب کرنے) سے نہیں ملتی اور بندے میں کسی سبب کے پائے جانے سے بھی حاصل نہیں ہوتی بلکہ یہ تو اللہ تعالی کا حسنِ انتخاب ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

۱- ﴿وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِن رُّسُلِهِ مَن يَشَاءُ﴾ [آل عمران: ١٧٩]

۲- ﴿اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ﴾ [الحج: ٧٥]

۳- ﴿وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ ﴿٣١﴾ أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ﴾ [الزخرف: ٣١ – ٣٢]

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

گویا کہ رسول اللہ ﷺ نے انبیاورسل کے اوصاف وخصائل کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور یہ کہ عمر میں ایسی بہت ساری خصلتیں موجود ہیں اگر ان خصائل و اوصاف سے رسالت ملتی تو عمر رسالت کے مستحق تھے۔

اس بات کی دلیل کے طور پر کہا جا سکتا ہے کہ عمر میں کچھ ایسی خصوصیات تھیں جو دوسروں میں نہیں پائی جاتی تھیں، مثلا: اپنے دین و اسلام اور جسم و بدن میں مضبوط ہونا، اور اس کی پردہ پوشی میں مضبوطی اور صلابت، اللہ کے دین کے اظہار اور دنیا سے انحراف و اعراض کے سلسلے میں بیباکی، اور یہ کہ وہ دین کے اظہار اور حق کے غلبے، اور حق وباطل کے درمیان تفریق کا سبب ہوئے، اسی لئے انہیں فاروق بھی کہا جاتا ہے۔

چنانچہ وہ خصوصیات جو عام بندوں کے لئے ہوتی ہیں انبیا کے اوصاف ہوتے ہیں جیسے: اللہ کے لئے صاف گوئی، اللہ پر مکمل بھروسہ، اللہ کے علاوہ ہر ایک سے اعراض، اور یہ چیز صاف گوئی، دلیری، سخاوت میں ہوتی ہے، یہ ہے حدیث کا معنی، چنانچہ معلوم ہوا کہ یہ صفتیں خاص الخاص صفات ہیں جو انبیاء کی طرف سے لوگوں کے لئے ظاہر ہوتی ہیں اور جو اللہ اور اس کے بندوں کے درمیاں ہوتا ہے اللہ کے لئے علاوہ دوسرا کوئی نہیں جانتا۔

پھر یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ ان میں سے اکثر اوصاف ابو بکر میں موجود تھے، بلکہ ان اوصاف سے (جو عمر میں تھے) کہیں زیادہ اوصاف ابو بکر میں تھے اس کے باوصف نبی کریم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو ابو بکر ہوتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ یہ عمر رضی اللہ عنہ کے لئے فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ نبوت و رسالت صرف اللہ کا انتخاب ہوتا ہے، اسباب کا کوئی عمل دخل اس میں نہیں ہوتا[۱]

(۳) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عمر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے خاص فرمایا کہ عمر کی موافقت میں بہت ساری آیتیں نازل ہوئیں، حافظ مناوی فرماتے ہیں کہ حافظ ابن حجر نے فرمایا: عمر کا خصوصی ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم کے زمانے میں بہ کثرت ایسے واقعات پیش آئے جس کی موافقت میں قرآن نازل ہوا[۲] یہ ٹھیک اسی طرح ہے جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: «أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى، إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي»[۳] ”تم میرے نزدیک ہارون اور موسی کی طرح ہو، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا“۔ چنانچہ علی آپ سے باعتبار نسب قریب تھے، ساتھ ساتھ ایمانی خصوصیات بھی ان میں موجود تھیں، اسی طرح یہاں بھی ہے، اسی لئے علماء اس حدیث کو عمر کے فضائل میں ذکر کرتے ہیں، کسی نے بھی عمر کی افضلیت ثابت کرنے کے لئے اس کو ذکر نہیں کیا، کیوں کہ اس بات پر پوری امت کا اجماع ہے کہ بعد از انبیاء و رسل ابو بکر سب سے افضل و اعلی ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ عمر کی فضیلت پر دلالت کرنے والی اس حدیث اور اس طرح کی دیگر احادیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”ان سب کے باوجود صدیق ان سے کامل تر ہیں، کیوں کہ صدیق اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق پر مکمل اور کھرے اترے، اور نبی کے علاوہ کسی کو معصوم نہیں کہا جا سکتا ہے، کیوں نبی ہی معصوم ہوتے ہیں، جہاں

(۱) دیکھئے: بحر الفوائد ص ۲۸۳-۲۸۴

(۲) دیکھئے: فیض القدیر: ۳۲۵/۵

(۳) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۴۴۱۶)، مسلم حدیث (۲۴۰۴)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

تک بات رہی محدّث کی جیسے عمر تو یہ کبھی اپنے دل سے حاصل کرتے ہیں جو ان کا دل الہام کرتا ہے یا کہتا ہے، لیکن ان کا دل معصوم نہیں ہوتا، اسی لئے ضروری ہوتا ہے کہ دل جو کہے اسے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی باتوں پر پیش کرنا چاہئے، اگر موافق ہو تو قبول کرلے، اور اگر مخالف ہو تو اسے ردی کی ٹوکری میں ڈال دے، اسی لئے عمر نے اپنی بہت ساری باتوں سے رجوع کر لیا تھا، صحابہ آپ سے مناظرے کرتے تھے، اور آپ کے خلاف حجت قائم کرتے تھے، چنانچہ اگر کتاب و سنت سے حجت قائم کر دی جاتی تو آپ رجوع فرمالیتے اور اپنی رائے ترک کر دیتے تھے، جہاں تک بات ہے ( )صدیق کی تو آپ کوئی بھی بات رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے لیا کرتے تھے، اپنے دل سے نہیں، اسی لئے آپ رضی اللہ عنہ محدّث سے کامل تر ٹھہرے، اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بہتر صدیق کوئی نہیں، اور ( )عمر رضی اللہ عنہ سے افضل محدّث (ملہم) کوئی نہیں"۔[۱]

یہی وہ ہیں جن کے خوف سے شیطان لعین بھی مارے خوف اپنا راستہ بدل لیتا تھا، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «استأذن عمر بن الخطاب رضي الله عنه على رسول الله ﷺ، وعنده نسوةٌ من قريش يكلمنه ويستكثرنه عالية أصواتهنّ على صوته ﷺ، فلمّا استأذن عمر بن الخطاب قمن فبادرن الحجاب، فأذن له رسول الله ﷺ، فدخل عمر ورسول الله ﷺ يضحك، فقال عمر: أضحك الله سنّك يا رسول الله، فقال النّبيّ ﷺ: عجبت من هؤلاء اللاتي كنّ عندي، فلمّا سمعن صوتك ابتدرن الحجاب. فقال عمر: فأنت أحقّ أن يهبن يا رسول الله. فقال عمر:

---

(۱) دیکھئے: الرد على المنطقيين ص ۵۱۳-۵۱۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یا عدوّات أنفسهن، أتهبنني ولا تهبن رسول الله ﷺ؟ فقلن: نعم أنت أفظّ وأغلظ من رسول الله ﷺ. فقال رسول الله ﷺ: إيهاً يا ابن الخطاب، والذي نفسي بيده ما لقيك الشيطان سالكاً فجّا قط إلا سلك فجّاً غير فجك» (۱)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قریش کی چند عورتیں (امہات المومنین میں سے) بیٹھی باتیں کر رہی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اپنی آواز اونچی کرتے ہوئے آپ سے نان ونفقہ میں زیادتی کا مطالبہ کر رہی تھیں، جوں ہی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی تو وہ تمام کھڑی ہو کر پردے کے پیچھے جلدی سے بھاگ کھڑی ہوئیں۔ آخر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی اور وہ داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ان عورتوں پر ہنسی آرہی ہے جو ابھی میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں، لیکن تمہاری آواز سنتے ہی سب پردے کے پیچھے بھاگ گئیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ڈرنا تو انہیں آپ سے چاہیے تھا۔ پھر انہوں نے (عورتوں سے) کہا اے اپنی جانوں کی دشمنو! تم مجھ سے تو ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں، عورتوں نے کہا کہ ہاں، آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں آپ کہیں زیادہ سخت ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن خطاب اس ذات کی قسم

(۱) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۳۶۸۳) مسلم حدیث نمبر (۲۳۹۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر شیطان تمہیں کسی راستے پر چلتا دیکھتا ہے تو اسے چھوڑ کر وہ کسی دوسرے راستے پر چل پڑتا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: «هذا الحديث محمول على ظاهره وأن الشيطان يهرب إذا رآه» (۱)

یہی وہ ہیں کہ جب سے آپ مشرف بہ اسلام ہوئے تو ہمیشہ مسلمان معزز و مکرم رہے "سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر کا قبول اسلام ہمارے لیے ایک فتح تھی اور ان کی امارت ایک رحمت تھی، خدا کی قسم ہم بیت اللہ میں نماز پڑھنے کی ہمت نہیں رکھتے تھے، یہاں تک کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔ پھر اس قابل ہوئے کہ ہم نے خانہ کعبہ میں نماز پڑھی"۔ (۲)

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک باعظمت، انصاف پسند اور عادل حکمران مشہور تھے، ان کی عدالت میں مسلم و غیر مسلم دونوں کو یکساں انصاف ملا کرتا تھا، عمر بن خطاب کا یہ عدل و انصاف انتہائی مشہور ہوا کہ پوری انسانی تاریخ میں عدلِ فاروقی ایک مثال بن کر رہ گیا۔ آپ سے پانچ سو اُنتالیس (۵۳۹) احادیث مروی ہیں (۳)

(۱) دیکھئے: شرح النووی: ۱۵/۱۶۵۔۱۶۶، فتح المنعم بشرح صحیح مسلم للشیخ الدکتور موسی شاهین لاشین: ۹/۳۰۴

(۲) دیکھئے: مستدرک حاکم حدیث نمبر (۴۵۱۳)، طبرانی کبیر حدیث نمبر (۸۸۰۶) و حدیث نمبر (۸۸۲۰) وطبقات ابن سعد ۳/۲۷۰

(۳) دیکھئے: الاعلام بفوائد الأحکام لابن الملقن ۱/۱۴۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ وہ ہیں جن کی زبان پر حق جاری کیا گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «إن الله جعل الحق على لسان عمر و قلبه»[۱] ”بیشک اللہ تعالی نے حق عمر کی زبان ودل پر جاری فرمادیا ہے“۔

آپ رضی اللہ عنہ کی شخصیت وہ ہے کہ اللہ تعالی نے تین موقعے پر آپ کی بات کی تائید میں قرآن کریم اتارا، جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تین باتوں میں اپنے رب کی موافقت کی (۱) مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنانے میں (۲) پردہ کے بارے میں اور (۳) بدر کے قیدیوں کے سلسلے میں[۲] نیز سورۂ تحریم کی آیات بھی عمر کی خواہش کے مطابق اتاریں، جیسا کہ انس۔رضی اللہ عنہ۔ کا بیان ہے کہ عمر نے فرمایا کہ جب ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) باہمی رشک کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اکٹھی ہوگئیں تو میں نے کہا کہ بعید نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلاق دے ڈالیں اور اللہ تعالی انہیں تم سے بہتر بیویاں عطا فرمادے، اسی پر اللہ تعالی نے سورۂ تحریم کی آیات (نمبر ۵) اتاریں۔[۳] شراب کی حرمت کا توضیحی بیان بھی اللہ تعالی نے عمر کی خواہش و دعا پر اتارا جیسا کہ عمر کا خود اپنا بیان ہے ملاحظہ فرمائیں: عن عمرَ بنِ الخطَّابِ قال : لَمَّا نزل تحريمُ الخمرِ اللَّهمَّ بيِّنْ لنا في الخمرِ بيانًا شفاءً ، فنزلت الآيةُ الَّتي في البقرةِ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ

(۱) دیکھئے: صحیح ابن حبان حدیث نمبر (۶۸۸۹) ترمذی: حدیث نمبر (۳۶۸۲)، مستدرک حاکم حدیث نمبر (۴۵۲۷)، مسند احمد حدیث نمبر (۹۳۳۶) علامہ البانی نے میں اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے

(۲) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۴۰۲)، مسلم حدیث نمبر (۲۳۹۹)

(۳) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۴۹۱۶)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

كَبِيرٌ الآيَةُ، قال: فدُعي عمرُ فقُرِئت عليه، فقال: اللَّهمَّ بيِّنْ لنا في الخمرِ بيانًا شفاءً، فنزلت الآيةُ الَّتي في النِّساءِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى فكان منادي رسولِ الله ﷺ، إذا أُقيمت الصَّلاةُ يُنادي: ألا لا يقربَنَّ الصَّلاةَ سكرانُ، فدُعِي عمرُ فقُرِئت عليه، فقال: اللَّهمَّ بيِّنْ لنا في الخمرِ بيانًا شفاءً، فنزلت هذه الآيةُ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ قال عمرُ: انتهَيْنا»(۱)

"جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو عمر نے کہا: اے اللہ! شراب کے بارے میں تشفی بخش حکم نازل فرما، تو سورۂ البقرہ والی آیت نازل ہوئی، کہتے ہیں، عمر کو بلایا گیا، اور انہیں آیت سنائی گئی، پھر عمر نے فرمایا: اے اللہ! شراب کے بارے میں تشفی بخش حکم نازل فرما، تو سورۂ النساء والی آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ندا لگوائی: جب اذان ہو جائے تو کوئی شراب پی کر نماز کو نہ آئے، چنانچہ عمر کو بلا کر انہیں یہ آیت سنائی گئی، پھر عمر نے فرمایا: اے اللہ! شراب کے بارے میں کوئی تشفی بخش حکم نازل فرما، تو اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری (فهل أنتم منتهون) عمر نے فرمایا: ہم رک گئے، ہم رک گئے۔ رئیس المنافقین کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کے بارے میں بھی عمر کی رائے پر ہی آیات اتریں، جیسا کہ عمر کا اپنا خود بیان یوں ہے: عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کا انتقال ہو گیا تو نبی ﷺ کو اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے بلایا گیا، نبی ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے، جب نبی ﷺ جنازے کے پاس

(۱) دیکھئے: صحیح ابو داؤد حدیث نمبر (۳۶۷۰)، ترمذی حدیث نمبر (۳۰۴۹)، بیہقی حدیث نمبر (۱۷۴۱۸)، شرح مشکل الآثار حدیث نمبر (۱۴۹۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جا کر نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو میں اپنی جگہ سے گھوم کر نبی ﷺ کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا اور عرض کیا یارسول اللہ! اس دشمنِ اللہ عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھائیں گے جس نے فلاں دن یہ کہا تھا اور فلاں دن یہ، عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی دشمنیاں گنوانا شروع کر دیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے رہے لیکن جب میں برابر اصرار کرتا ہی رہا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا عمر! پیچھے ہٹ جاؤ، مجھے اس بارے میں اختیار دیا گیا ہے، اور میں نے ایک شق کو ترجیح دے لی ہے، مجھ سے کہا گیا ہے کہ آپ ان کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں دونوں صورتیں برابر ہیں، اگر آپ ستر مرتبہ بھی ان کے لئے بخشش کی درخواست کریں گے تب بھی اللہ ان کی بخشش نہیں فرمائے گا، اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے پر اس کی مغفرت ہوجائے گی تو میں ستر سے زائد مرتبہ اس کے لئے استغفار کرتا۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی، جنازے کے ساتھ گئے اور اس کی قبر پر کھڑے رہے تا آنکہ وہاں سے فراغت ہوگئی، مجھے خود پر اور اپنی جرات پر تعجب ہو رہا تھا، حالانکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی زیادہ بہتر جانتے تھے، بخدا! ابھی تھوڑی دیر ہی گذری تھی کہ مندرجہ ذیل دو آیتیں نازل ہوگئیں: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِۦٓ ۖ إِنَّهُمْ كَفَرُوا۟ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَمَاتُوا۟ وَهُمْ فَٰسِقُونَ﴾ [التوبة: ٨٤]

”ان منافقین میں سے اگر کوئی مر جائے تو آپ کبھی اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائیں اس کی قبر پہ کھڑے نہ ہوں، بیشک یہ لوگ تو اللہ اور اس کے رسول کے نافرمان ہیں، اور فسق کی حالت میں مرے ہیں۔ اس آیت کے نزول کے بعد نبی ﷺ نے کسی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

منافق کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی اور اسی طرح منافقین کی قبروں پر بھی کبھی نہیں کھڑے ہوئے"۔[1]

عمر کی شان عالی اور آپ کی دور اندیشی ہی کہنا چاہئے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے مشورے اور اصرار سے ہی ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآن کریم کے جمع وتدوین کا عمل سر انجام دیا گیا، جیسا کہ زید بن ثابت کا بیان ہے وہ فرماتے ہیں کہ: "جنگ یمامہ" کے فوراً بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے میرے پاس بلاوا بھیجا، میں ان کے پاس پہنچا تو وہاں عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ سے مخاطب ہوئے کہ: عمر رضی اللہ عنہ نے ابھی آکر مجھ سے کہا کہ: جنگِ یمامہ میں حفاظِ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی تعداد شہید ہوگئی ہے، اگر آئندہ لڑائیوں میں بھی اسی طرح حفاظ شہید ہوتے رہے تو مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں قرآن کریم کا بڑا حصہ ناپید نہ ہو جائے، لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن مجید جمع کرنے کا حکم دے دیں، میں نے کہا کہ: جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا ہے، وہ ہم کیسے کریں؟ عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ: بہ خدا! یہ کام بہتر ہے، اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ بار بار مجھ سے یہ کہتے رہے؛ یہاں تک کہ مجھے بھی اس پر شرحِ صدر ہو گیا، اور اب میری رائے بھی وہی ہے جو عمر رضی اللہ عنہ کی ہے،،[2]

غزوۂ احد کے موقعے پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر وعمر کی شہادت کی افواہ پھیلی، اور کفار کا کمانڈر ابو سفیان نے (جو اب تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) اظہار مسرت کیا تو عمر تھے، جو اپنے آپ کو نہ روک سکے اور کڑوی کسیلی سنادی، یہ مکالمہ بھی ملاحظہ فرمائیں: فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: أَفِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَنَهَاهُمُ

(۱) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۱۳۶۶)، صحیح ابن حبان حدیث نمبر (۳۱۷۶)

(۲) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۴۶۷۹)، صحیح ابن حبان حدیث نمبر (۴۵۰۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُجِيبُوهُ، ثُمَّ قَالَ: أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ: أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَمَّا هَؤُلَاءِ فَقَدْ قُتِلُوا، فَمَا مَلَكَ عُمَرُ نَفْسَهُ، فَقَالَ: كَذَبْتَ وَاللهِ يَا عَدُوَّ اللهِ، إِنَّ الَّذِينَ عَدَدْتَ لَأَحْيَاءٌ كُلُّهُمْ، وَقَدْ بَقِيَ لَكَ مَا يَسُوءُكَ. قَالَ : يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ، وَالْحَرْبُ سِجَالٌ ، إِنَّكُمْ سَتَجِدُونَ فِي الْقَوْمِ مُثْلَةً، لَمْ آمُرْ بِهَا وَلَمْ تَسُؤْنِي، ثُمَّ أَخَذَ يَرْتَجِزُ: أُعْلُ هُبَلْ، أُعْلُ هُبَلْ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَلَا تُجِيبُوا لَهُ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ مَا نَقُولُ؟ قَالَ: قُولُوا: اللهُ أَعْلَى وَأَجَلُّ. قَالَ: إِنَّ لَنَا الْعُزَّى وَلَا عُزَّى لَكُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَلَا تُجِيبُوا لَهُ» قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ مَا نَقُولُ؟ قَالَ: قُولُوا: اللهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَى لَكُمْ.(۱) " براء بن عازب حدیث کے راوی کہتے ہیں کہ جنگ کے بعد:)

ابوسفیان نے کہا: کیا تم میں محمد ﷺ زندہ ہیں (تین مرتبہ کہا)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا کوئی جواب نہیں دینا، پھر اونچی آواز سے کہا: کیا تم میں ابو بکر ہیں؟ پھر گویا ہوا: کیا تم میں ابن خطاب ہیں؟ پھر اپنے ساتھیوں کے پاس پلٹ کر بولا :(اس خاموشی کا مطلب) یہ تینوں قتل کر دئے گئے، عمر اسے برداشت نہ کر سکے، اور فرمایا: ارے اللہ کے دشمن، تونے جھوٹ بولا: جن کا ابھی تونے نام لیا ہے، وہ سب زندہ ہیں، اس پر ابو سفیان پکار اٹھا: ہبل (کی شان) بلند ہو، نبی کریم ﷺ نے فرمایا (اب اس کا جواب اسے ملنا چاہئے) اس کا جواب دو، صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا جواب دیں، آپ

(۱) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۳۰۳۹) صحیح ابن حبان حدیث نمبر (۴۰۷۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ﷺ نے فرمایا: بولو: اللہ سب سے بزرگ اور بلند ہے، ابو سفیان نے پھر کہا: ہمارے لئے عزّیٰ (بت) ہے اور تمہارے لئے کوئی عزّیٰ نہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے جواب دو: صحابہ نے کہا: ہم جواب میں کیا کہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہو کہ ہمارے لئے ہمارا اللہ مدد گار ہے تمہارا کوئی مدد گار نہیں، ابو سفیان نے آخر میں کہا کہ احد کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے، اور جنگ تو ڈول کے مانند ہوتی ہے (آج تم تو کل ہم، کبھی ادھر، کبھی ادھر) اور تم اپنی لاشوں کا مثلہ دیکھوگے، گو کہ میں نے اس کا حکم نہیں دیا تھا لیکن میں اسے برا بھی نہیں سمجھتا"۔

(۳) عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے:

عثمان بن عفان بن أبي العاص بن أمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف الأُمويُّ القُرَشيُّ آپ رضی اللہ عنہ بنو امیہ میں پیدا ہوئے، رسول اللہ ﷺ کی دو دو بیٹیوں کے داماد، خلیفۂ سوم اور کاتب وحی ہونے کا شرف حاصل ہے، آپ کے القاب میں (ذو النورین) اور غنی بہت مشہور ہیں، راہِ الٰہی میں دو ہجرتیں (حبشہ اور مدینہ) کیں، آپ کا شجرۂ نسب عبدِ مناف پر رسول اللہ ﷺ سے ملتا ہے، آپ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی دعوت سے اسلام قبول فرمایا، آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب ان گنت وبے شمار ہیں، چند ایک کا تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے۔

دنیا میں ایسا کوئی بندہ نہیں ہو گا، جس کے حصے میں دو دو بیٹیاں آئی ہوں، یہ عثمان کی شخصیت عالی مقام ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی دو بیٹیوں کی شادی عثمان سے کروادی، سب سے پہلے آپ ﷺ نے اپنی صاحبزادی رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی آپ سے کردی، جب آپ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ نے اپنی ایک دوسری صاحبزادی ام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کلثوم رضی اللہ عنہا کو آپ کے عقد میں دیا، جب ام کلثوم کا انتقال پر ملال کا حادثۂ فاجعہ پیش آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر میری تیسری بیٹی ہوتی تو میں ان (عثمان) کے نکاح میں دے دیتا، اسی لئے آں رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے"(۱)۔

- **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کی طرف سے**

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت خانہ کعبہ کا ارادہ فرمایا تو حدیبیہ کے مقام پر یہ علم ہوا کہ قریش مکہ آمادہ جنگ ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر مکہ بھیجا۔ قریش مکہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو روکے رکھا تو افواہ پھیل گئی کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ اس موقع پر چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لی کہ سیدنا عثمان کا قصاص لیا جائے گا۔ یہ بیعت تاریخ اسلام میں "بیعت رضوان" کے نام سے معروف ہے اسی بیعت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اپنے دوسرے دستِ مبارک پر رکھا، اور فرمایا (یہ عثمان کی طرف سے ہے) قریش مکہ کو جب صحیح صورت حال کا علم ہوا تو آمادۂ صلح ہوگئے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ واپس آگئے (۲)

(۱) دیکھئے: طبرانی کبیر حدیث نمبر (۴۹۰)، مجمع الزوائد (۹/۸۳) میں اس کی سند کو حسن قرار دیا گیا ہے، البدایۃ والنہایۃ ۸ ۲۴۳، تاریخ دمشق ۳/۷ ۱۲، تلقیح فہوم اھل الأثر لابن الجوزی ص ۷۸۔

(۲) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۳۶۹۸)، الاصابہ فی تمیز الصحابہ ۳۸۷/۴، الرحیق المختوم ص ۳۱۲، تفسیر طبری ۲۲۵/۲۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

- **غزوۂ تبوک میں انفاق کا انمول نمونہ**

غزوۂ تبوک میں جب رسول اللہ ﷺ نے مالی اعانت کی اپیل فرمائی تو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تیس ہزار فوج کے ایک تہائی اخراجات کی ذمہ داری لے لی، اس موقع پر آپ ﷺ اتنا خوش اور راضی ہوئے کہ اسی وقت کئی مرتبہ آپ نے سیدنا عثمان کو جنت کی خوشخبری دی(۱)

- **عثمان مجسم شرم وحیا**

عثمان پیکرِ شرم و حیا ہیں، جن سے فرشتے شرم کرتے ہیں، ابو سلمہ بن عبید الرحمٰن سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں آرام فرماتھے، اس دوران آپ ﷺ کی پنڈلیاں کھلی ہوئی تھیں، اس اثناء میں ابو بکر نے آنے کی اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی اور آپ ﷺ اسی حالت میں رہے، ابو بکر نے آپ ﷺ سے گفتگو کی اور چلے گئے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے آنے کی اجازت طلب کی، انہیں بھی آپ ﷺ نے اجازت دے دی اور آپ ﷺ اسی حالت میں رہے، انہوں نے بھی آپ ﷺ سے گفتگو کی، پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے آنے کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لئے۔ پھر آپ ﷺ نے اجازت دی۔ عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور آپ ﷺ سے گفتگو کی، جب عثمان رضی اللہ عنہ چلے گئے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، یارسول اللہ! ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ﷺ نے کوئی پرواہ نہ کی، پھر عمرؓ آئے تو آپ ﷺ نے کوئی پرواہ

(۱) دیکھئے: ترمذی حدیث نمبر (۳۷۰۱) البانی نے صحیح ترمذی میں اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے، مستدرک حاکم حدیث نمبر (۴۵۷۹)، مسند احمد حدیث نمبر (۲۰۹۶۱)، طبرانی اوسط حدیث نمبر (۶۲۸۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ کی، پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے درست کر لیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا میں ایسے شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں“[۱]۔

- **احد پہاڑ ہلنے لگا**

ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابو بکر صدیق، سیدنا عمر فاروق اور سیدنا عثمان ذوالنورین رضوان اللہ علیہم اجمعین احد پہاڑ پر چڑھ رہے تھے کہ پہاڑ ہلنے لگا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احد! رک جا! اس وقت تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں[۲]۔

- **عثمان رضی اللہ عنہ جامعِ قرآن**

حذیفہ رضی اللہ عنہ آذربائیجان اور آرمینیہ کی جنگ میں شریک تھے تو وہاں انہوں نے اختلاف قرآن کا ہولناک منظر دیکھا تو پریشان ہو گئے کہ وہ لوگ اپنے آبائی لہجے میں قرآن کی تلاوت کر رہے تھے۔ عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے امیر المومنین! اللہ کے واسطے امت کی خبر لیجئے۔ قبل اس کے کہ قرآن مجید سے متعلق اختلافات اتنے شدید ہو جائیں جیسا کہ یہود و نصاریٰ کے باہمی اختلافات ہیں۔ ظاہر ہے اتنا عظیم الشان کام خود اپنی رائے سے انجام دینے کی جسارت نہیں کر سکتے تھے۔ لہذا آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کی مجلس شوریٰ طلب کی اور متفقہ طور پر اس کی تائید کر دی تو قرآن مجید کا ایک نسخہ جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں مرتب ہوا تھا اور اب ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کی ملکیت میں تھا عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ نسخہ ام المومنین سے لے لیا

---

(۱) دیکھئے: مسلم حدیث نمبر (۲۴۰۱)

(۲) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۳۶۷۵)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اور مجلس شوریٰ جو مرتب فرمائی ان میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، سعید بن العاص رضی اللہ عنہ، عبدالرحمن بن الحارث بن ھشام رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے کو سپرد کر دیا تاکہ اس نسخہ کو بنیاد بنا کر قرآن مجید کا ایک نہایت مستند مجموعہ قراتِ قریش پر تیار کریں جب یہ مجموعہ تیار ہو گیا تو حفصہ رضی اللہ عنہا کا نسخہ واپس کر دیا گیا اور یہ مجموعہ جس کا نام مصحف عثمانی کہلایا۔ اس کی متعدد نقلیں تیار کروا کے انہیں مختلف شہروں میں بھیج دیا گیا کہ اسی کو مستند مانا جائے اور اسی کے مطابق قرات اور کتابت کی جائے (۱)

- **مسجدِ نبوی کی توسیع میں عثمان کا کردار**

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس فرمایا کہ مسجد تنگ ہے کیونکہ نمازیوں کی تعداد بڑھ رہی تھی۔ مسجد کے پڑوس میں ایک شخص کا مکان تھا آپ رضی اللہ عنہ کی خواہش تھی کہ اس مکان کو خرید کر مسجد میں شامل کر لیا جائے چنانچہ ایک روز آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ترغیب دی اور جنت کا وعدہ فرمایا جس پر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پینتیس ہزار درہم میں وہ مکان خرید لیا اور حضور صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور جنت کی خوشخبری دی (۲)

---

(۱) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۴۹۸۷) ترمذی حدیث نمبر (۳۰۲۹)، فتح الباری: ۹/۱۱، فضائل القرآن للنسائی نمبر (۱۳)

(۲) دیکھئے: ترمذی حدیث نمبر (۳۷۰۳) مسند احمد حدیث نمبر (۵۵۵) علامہ البانی نے صحیح ترمذی میں اور شیخ ارناؤط نے مسند احمد کی تحقیق میں اسے حسن قرار دیا ہے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

• عثمان کو لسانِ رسالت مآب سے جنت کی بشارت کا تمغۂ فضیلت

عثمان رضی اللہ عنہ وہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے کے ایک باغ میں تھا، اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے دروازہ کھلوانا چاہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دروازہ کھول دو اور داخل ہونے والے کو جنت کی بشارت دو“۔ دروازہ کھلا تو دیکھنے والے نے دیکھا کہ آنے والے سیدنا ابو بکر صدیق ہیں، راوی کہتے ہیں کہ میں نے انہیں جنت کی بشارت سنائی۔ انہوں نے اللہ کی حمد و ثنا بیان فرمائی، پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھلوانا چاہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دروازہ کھول دو اور انہیں بھی جنت کی بشارت سنا دو، میں نے دروازہ کھولا تو دیکھتا ہوں، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا، میں نے اس سے انہیں آگاہ کیا تو انہوں نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر ایک اور صاحب نے دروازہ کھلوانا چاہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو اور یہ کہ یہ ایک آزمائش سے دوچار ہوں گے“۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا دروازے پر آنے والے عثمان ہیں، میں نے انہیں بھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، اس سے آگاہ کیا آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان فرمائی، پھر فرمایا اللہ ہی مدد کرنے والا ہے[۱]

• عثمان بئرِ رومہ خریدنے والے مسیحائے مدینہ

جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ آئے تو وہاں کا پانی انہیں راس نہیں آیا، لوگ پریشان رہنے لگے۔ شہر کے باہر میٹھے پانی کا صرف ایک کنواں تھا، جسے بیر رومہ کہتے تھے، اس کا مالک ایک یہودی شخص تھا جس کا نام رومہ غفاری تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۳۶۹۵)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کی خواہش تھی کہ یہ کنواں خرید لیا جائے، تاکہ سارے مسلمان اس کا پانی استعمال کریں، اور آرام و آسائش کی زندگی گزاریں، کیوں کہ اس کنواں کا پانی مسلمان خرید کر پیا کرتے تھے، مگر سوال یہ تھا اس کی قیمت کہاں سے آئے؟ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ارشاد فرمایا کہ جو شخص بیر رومہ کو خریدے گا، اس کے لیے جنت کی بشارت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اس سے کہا کہ اس کنواں کو جنت میں کنواں کے بدلے بیچ ڈالو۔ یہودی نے کہا میں ایسا نہیں کر سکتا، کیوں کہ میری کھیتی باڑی اور کھانے پینے کا اور بال بچوں کے پالنے پوسنے کا دارو مدار اسی پر ہے۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پینتیس ہزار (۳۵۰۰۰) درہم میں پانی خرید کر وقف عام کر دیا[۱]

عثمان کو دوبار ہجرت کا شرف حاصل ہے، جیسا کہ عبید اللہ بن عدی بن خیار فرماتے ہیں: «أَدْرَكْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ قُلْتُ: لَا، وَلَكِنْ خَلَصَ إِلَيَّ مِنْ عِلْمِهِ مَا يَخْلُصُ إِلَى الْعَذْرَاءِ فِي سِتْرِهَا، قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ اللهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالْحَقِّ، فَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ للهِ وَلِرَسُولِهِ، وَآمَنْتُ بِمَا بُعِثَ بِهِ، وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ كَمَا قُلْتَ، وَصَحِبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَبَايَعْتُهُ، فَوَاللهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ»[۲]۔ ”عثمان نے عبید اللہ بن عدی سے پوچھا کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ پایا ہے؟ میں نے کہا: نہیں، البتہ آپ ﷺ کی تعلیمات جو ایک کنواری کو اپنے پردے میں پہنچتی ہیں، وہ بھی مجھے پہنچیں، پھر انھوں نے فرمایا: ”اما بعد! بیشک اللہ تعالی محمد ﷺ کو حق کے ساتھ

---

(۱) دیکھئے: اسد الغابہ ۲/۲۹۷، وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی ۳/۱۳۸

(۲) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۳۶۹۶) مسند احمد حدیث نمبر (۴۸۷)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مبعوث فرمایا، اور میں بھی ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی آواز (سن کر) لبیک کہا اور آپ کی لائی ہوئی باتوں پر ایمان لایا اور جیسا کہ تم نے کہا مجھے دو بار ہجرت کا شرف حاصل ہے، نیز مجھے یہ سعادت بھی نصیب ہوئی ہے کہ میں نے آپ ﷺ کی صحبت پائی ہے، اور آپ سے بیعت بھی کی ہے، اللہ کی قسم! آپ ﷺ کی نہ میں نے کبھی نافرمانی کی ہے، اور نہ ہی کبھی آپ کو دھوکہ دیا ہے، یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو وفات دے دی"۔

(۴) علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ

علی رضی اللہ عنہ کا نسب کچھ یوں ہے:

علی بن ابی طالب بن عبد مناف بن عبد المطلب بن ھاشم بن عبد مناف، أمیر المؤمنین، أبوالحسن القرشي الھاشمي۔

علی آپ ﷺ کے چچازاد بھائی، آپ کے داماد، حسنین کے ابا حضور، خلیفہ چہارم، فاتحِ خیبر، اور مسلمانوں کے انتہائی خیر خواہ صحابئ جلیل القدر ہیں، آپ کی فضیلت و منقبت میں بہت ساری حدیثیں وارد ہوئی ہیں، مگر عجیب دو طرفہ تماشا یہ ہے کہ اہل تشیع و رفض نے آپ کی فضیلت میں سینکڑوں احادیث گھڑ ڈالیں، اور آپ ﷺ کی طرف منسوب کر دیا، کچھ تو اہل سنت و جماعت سے منسوب علمائے سو نے بھی آں رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں حدیثیں وضع کرنے سے گریز نہیں کیا اور حد تو یوں کر دی کہ بعض اربابِ رفض نے انہیں "خدا" تک کا درجہ دے دیا، بعض نے "کرم اللہ وجہہ" کی صفت سے متصف کر دیا، تو کچھ نے آں رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ "علیہ السلام" کا لاحقہ لگانا ضروری سمجھ لیا، حالانکہ آں رضی اللہ عنہ کی شان میں باسنادِ صحیح اس قدر احادیث موجود ہیں کہ ان کی شان میں احادیث وضع کرنے کی کوئی حاجت نہیں اسی لئے علامہ البانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رحمہ اللہ فرماتے ہیں: «وفضل علي رضي الله عنه أشهر من أن يستدل عليه بمثل هذه الموضوعات، التي يتشبث الشيعة بها، ويسودون كتبهم بالعشرات من أمثالها، مجادلين بها في إثبات حقيقة لم يبق اليوم أحد يجحدها، وهي فضيلة علي رضي الله عنه»[1] ''علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت تو اس بات سے کہیں زیادہ مشہور ہے کہ اسے موضوع روایات سے استدلال کرکے بیان کیا جائے، جنہیں شیعہ نے گھڑا اور اس طرح کی دسیوں مرویات کے ذریعے اپنی کتب کو سیاہ کرکے رکھ دیا۔ اور اس سے اثبات بھی اس حقیقت (سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت) کا کیا جاتا ہے جس سے کسی کو انکار ہی نہیں''۔

لیکن برا ہو دنیا کے چند ٹکوں کے عوض شریعت کے ساتھ کھلواڑ کرنے والوں کا، جو شریعتِ غرا کی نصوص کے ساتھ من مانی کرنا دین کا حصہ اور اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

آیئے آں رضی اللہ عنہ کے چند فضائل مشتے نمونہ از خروارے آپ بھی ملاحظہ فرمایئے۔

- **علی نابالغان میں سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہونے والے**

علی ان خوش نصیبوں اور سابقون اولون میں شامل ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام کی نعمت اپنی جھولی ڈال کر دنیا و آخرت میں سرخ روئی کا سامان کیا، ابھی آپ ۱۶ یا ۱۷ سال کے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ دولتِ اسلام سے مالا مال ہوئے، چنانچہ حسن فرماتے

(۱) دیکھئے: سلسلة الأحاديث الضعيفة حديث نمبر (۸۹۴) کے تحت

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہیں: «كَانَ أَوَّلَ مَنْ آمَنَ بِهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَهُوَ ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ أَوْ سِتَّ عَشْرَةَ» (۱)

نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی ایسی محبوب و عظیم تھی کہ انسان تو انسان شجر و حجر اور پہاڑ بھی آپ کو سلام کرتے تھے اور یہ آواز علی نے سنی جو بلا شبہ آں رضی اللہ عنہ کے لئے عزّ و شرف کی بات ہے، وہ فرماتے ہیں: كنت مع النبي ﷺ بمكة فخرجنا في بعض نواحيها فما استقبله جبل ولا شجر إلا وهو يقول: السلام عليك يا رسول الله (۲)

- **علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے جانشین اور مدینے میں نائب قرار دیئے گئے۔**

یہ شرف کیا کم ہے؟ کہ آپ ﷺ نے غزوۂ تبوک کے موقعے پر جب آپ غزوہ کے لئے تشریف لے گئے تو علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا، علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جا رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ میرے لیے تم ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لیے ہارون تھے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔ اور ابو داؤد طیالسی نے اس

(۱) دیکھئے: مستدرک حاکم حدیث نمبر (۴۶۰۸)، بیہقی حدیث نمبر (۱۲۲۹۱)، مصنف عبد الرزاق (۳۲۵/۵)، طبرانی کبیر حدیث نمبر (۱۶۳) مجمع الزوائد (۹ ۱۰۳) میں اس کی سند کو محقق شیخ محمد عبداللہ الدرویش نے صحیح قرار دیا ہے)

(۲) (دیکھئے: ترمذی حدیث نمبر (۳۶۲۶)، الأحاديث المختارة حدیث نمبر (۵۰۲)، مستدرک حاکم حدیث نمبر (۴۲۶۱)، مسند دارمی حدیث نمبر (۲۱) سلسلة الأحاديث الصحيحة (۳۷۱/۶) حدیث نمبر (۲۶۷۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث کو یوں بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم بن عتبہ نے اور انہوں نے کہا میں نے مصعب سے سنا(۱)

علی وہ ہیں جن سے اللہ اور اس کے رسول محبت کرتے ہیں، اور وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتے ہیں، غزوہ خیبر کے موقع پر آپ ﷺ کا یہ اظہار عقیدت و محبت ملاحظہ فرمائیں: «لأعطينّ هذه الراية غداً رجلاً يفتح الله على يديه يحبّ الله ورسوله ويحبّه الله ورسوله. قال فبات الناس يدوكون ليلتهم أيّهم يعطاها، فلما أصبح الناس غدوا على رسول الله ﷺ كلّهم يرجو أن يعطاها فقال: أين عليّ بن أبي طالب؟ فقيل هو يا رسول الله يشتكي عينيه، قال: فأرسلوا إليه. فأتى به فبصق رسول الله ﷺ في عينيه ودعا له فبرأ حتى كأنّ لم يكن به وجعٌ، فأعطاه الرّاية فقال عليٌّ: يا رسول الله أقاتلهم حتى يكونوا مثلنا، فقال عليه الصلاة والسلام: انفذ على رسلك حتى تنزل بساحتهم ثم ادعهم إلى الإسلام وأخبرهم بما يجب عليهم من حقّ الله تعالى فيه، فوالله لأن يهدي الله بك رجلاً واحداً خيرٌ لك من أن تكون لك حمر النّعم» ”کل میں ایک ایسے شخص کو اسلامی علم (جھنڈا) دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عنایت فرمائے گا، راوی نے بیان کیا کہ رات کو لوگ یہ سوچتے رہے کہ دیکھئے علم کسے ملتا ہے، جب صبح ہوئی تو آں صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سب حضرات (جو سرکردہ تھے) حاضر ہوئے، سب کو امید تھی کہ علم انہیں ہی ملے گا، لیکن حضور ﷺ نے دریافت فرمایا، علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ ان کی آنکھوں میں درد ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر ان کے یہاں کسی کو بھیج کر بلوالو، جب وہ آئے تو آں صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی

(۱) دیکھئے بخاری حدیث نمبر (۴۲۱۰،۴۴۱۶) مسلم حدیث نمبر (۲۴۰۴،۲۴۰۶)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آنکھ میں اپنا تھوک ڈالا اور ان کے لیے دعا فرمائی، اس سے انہیں ایسی شفاء حاصل ہوئی جیسے کوئی مرض پہلے تھا ہی نہیں، چنانچہ آپ نے علم انہیں کو عنایت فرمایا، علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ان سے اتنا لڑوں گا کہ وہ ہمارے جیسے ہو جائیں (یعنی مسلمان بن جائیں) آپ نے فرمایا: ابھی یوں ہی چلتے رہو، جب ان کے میدان میں اترو تو پہلے انہیں اسلام کی دعوت دو اور انہیں بتاؤ کہ اللہ کے ان پر کیا حقوق واجب ہیں، خدا کی قسم اگر تمہارے ذریعہ اللہ تعالیٰ ایک شخص کو بھی ہدایت دیدے تو وہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں (کی دولت) سے بہتر ہے[1] اللہ اکبر! عمر فرماتے ہیں کہ: ''اس دن کے علاوہ مجھے کبھی امارت کا شوق نہیں ہوا[2]

- **علی سے محبت ایمان کی علامت اور آپ سے دشمنی منافق کی نشانی ہے**

علی فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: «إِنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ ﷺ إِلَيَّ أَنَّهُ لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ ، وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ»[3] ''مجھ سے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھ سے وہی دوست رکھے گا جو مومن ہو گا، اور وہی دشمنی رکھے گا جو منافق ہو گا''۔

اس لئے عمرو بن شاس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: «قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ : قَدْ آذَيْتَنِي قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا أُحِبُّ أَنْ أُوذِيَكَ، قَالَ: مَنْ

(۱) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۲۹۴۲)، مسلم حدیث نمبر (۱۸۰۷)۔

(۲) دیکھئے: مسلم حدیث نمبر (۲۴۰۵)

(۳) دیکھئے: نسائی حدیث نمبر (۵۰۳۳)، ترمذی حدیث نمبر (۳۶۳۷) مسند احمد حدیث نمبر (۱۰۷۷)، صحیح ابن حبان حدیث نمبر (۶۹۲۴) علامہ البانی نے صحیح ابن ماجہ (۱۱۴) میں اسے صحیح قرار دیا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آذَى عَلِيًّا فَقَدْآذَانِي»[۱] ”رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے مجھ سے فرمایا: تم نے مجھے تکلیف دی، میں نے کہا: اۓ اللہ کے رسول! میں کبھی آپ کو تکلیف نہیں دینا پسند کرتا، آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”جس نے علی کو تکلیف پہنچائی، تو اس نے مجھے تکلیف پہنچائی“۔

- **علی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فاتحِ خیبر ہیں، جنہوں نے آن کی آن میں مشرکوں کے مشہور جنگ جو”مرحب“ کے دو ٹکڑے کر کے قلعہ فتح کرلیا**

سلمہ بن اکوع رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فرماتے ہیں: فقال: «لَأُعطِيَنَّ الرَّايةَ اليومَ رجُلًا يُحِبُّ اللهَ ورسولَه ويُحِبُّه اللهُ ورسولُه»؛ فجِئْتُ به أقودُه وهو أرمَدُ حتَّى أتَيْتُ به النَّبيَّ ﷺ فبصَق في عينِه فبرَأ وأعطاه الرَّايةَ وخرَج مَرحَبٌ فقال: (قد علِمَتْ خيبرُ أنِّي مَرحَبُ شاكي السِّلاحِ بطَلٌ مجرَّبُ) (إذا الحروبُ أقبلَتْ تَلهَّبُ) فقال عليُّ بنُ أبي طالبٍ: (أنا الَّذي سمَّتْني أمِّي حَيْدَرَهْ كلَيْثِ غاباتٍ كريهِ المنظَرَهْ) (أُوفِيهم بالصَّاعِ كَيْلَ السَّنْدَرَهْ) قال: فضرَبه ففلَق رأسَ مَرحَبٍ فقتَله وكان الفتحُ على يدَيْ عليِّ بنِ أبي طالبٍ»[۲] ”میں آج جھنڈا ایک شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے ہوں گے، اور وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے ہوں گے، چنانچہ میں علی کے پاس آیا، اور انہیں کھینچتا ہوا رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس لے کر گیا، علی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کی آنکھیں دکھ رہی تھیں، رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنا لبِ مبارک علی کی آنکھوں میں لگایا

---

(۱) دیکھئے: صحیح ابن حبان حدیث نمبر (۶۹۲۳) مسند احمد حدیث نمبر (۱۶۲۰۶)، مستدرک حاکم حدیث نمبر (۴۶۴۵) علامہ البانی نے سلسلۃ صحیحۃ حدیث نمبر (۲۲۹۵) میں اسے صحیح قرار دیا ہے

(۲) دیکھئے: مسلم حدیث نمبر (۱۸۰۷)، صحیح ابن حبان حدیث نمبر (۶۹۳۵)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ وہ فوراً اچھے بھلے ہو گئے، پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا، مشرکوں کی طرف سے مقابلے کے لئے مرحب نامی شخص نکلا اور یوں گویا ہوا: „خیبر والے جانتے ہیں میں مرحب ہوں، پوری طرح ہتھیار بند، آزمودہ کار اور گھمسان کی جنگ کے وقت انتہائی بہادر"۔

جواب میں (فاتحِ خیبر) علی (تڑپ کر) بولے: میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر) رکھا ہے، ڈراؤنی شکل رکھنے والے جنگلی شیر کی طرح ہوں، لوگوں کے صاع کے بدلے سندر (صاع سے وزن میں کچھ زیادہ) دیتا ہوں، (پھر مقابلہ شروع ہوا) علی نے مرحب کے سر پر وار کیا اور (دیکھتے ہی دیکھتے) اس کے کشتے کے پشتے لگا کر اسے ڈھیر کر دیا، اس طرح خیبر کی فتح علی کے ہاتھوں انجام پائی۔

وضاحت: سندرہ کی وضاحت کے لئے یہ سمجھ لیں کہ جس طرح اردو میں تم سیر تو ہم سوا سیر اور اینٹ کا جواب پتھر سے دینے جیسا ہے۔

- **لسانِ رسالت مآب سے علی کو (ابو تراب) کا عظیم خطاب ملتا ہے**

اور یہ خطاب جنابِ نبی کریم ﷺ سے نے عطا فرمایا جو یقیناً شرف و فضل کی بات ہے۔

"ایک شخص سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے یہاں آیا اور کہا کہ یہ فلاں شخص اس کا اشارہ امیر مدینہ (مروان بن حکم) کی طرف تھا، بر سر منبر علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتا ہے، ابو حازم نے بیان کیا کہ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا کہتا ہے؟ اس نے بتایا کہ انہیں "ابو تراب" کہتا ہے، اس پر سہل ہنسنے لگے اور فرمایا کہ اللہ کی قسم! یہ نام تو ان کا رسول اللہ ﷺ نے رکھا تھا اور خود علی رضی اللہ عنہ کو اس نام سے زیادہ اپنے لیے اور کوئی نام پسند نہیں تھا۔ یہ سن کر میں نے اس حدیث کے جاننے کے لیے سہل رضی اللہ عنہ سے خواہش ظاہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی اور عرض کیا اے ابوعباس! یہ واقعہ کس طرح سے ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ علی رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں آئے اور پھر باہر آکر مسجد میں لیٹ رہے، پھر آن صلی اللہ علیہ وسلم نے (فاطمہ رضی اللہ عنہا سے) دریافت فرمایا، تمہارے چچا کے بیٹے کہاں ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ مسجد میں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے، دیکھا تو ان کی چادر پیٹھ سے نیچے گرگئی ہے اور ان کی کمر پر اچھی طرح سے خاک لگ چکی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مٹی ان کی کمر سے صاف فرمانے لگے اور بولے، اٹھو اے ابوتراب اٹھو (دو مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا)"(۱) اللہ اکبر! یہ کیا کسی شرف وفضیلت سے کم ہے؟ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دستِ مبارک سے آں رضی اللہ عنہ کی پشت سے خود مٹی صاف کرتے جاتے ہیں اور فرماتے جاتے ہیں، ابوتراب! اٹھو، ابوتراب اٹھو"۔

- **علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہترین فیصلے کرنے والے**

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت اس تعلق سے انتہائی معتبر ترین ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «أرحَمُ أمَّتي بأمَّتي أبو بَكْرٍ، وأشدُّهم في دينِ اللَّهِ عُمرُ وأصدقُهُم حياءً عُثمانُ، وأقضاهُم عليُّ بنُ أبي طالبٍ، وأقرأُهُم لِكِتابِ اللَّهِ أبيُّ بنُ كَعبٍ، وأعلمُهُم بالحلالِ والحرامِ مُعاذُ بنُ جبلٍ، وأفرضُهُم زيدُ بنُ ثابتٍ ألا وإنَّ لِكُلِّ أمَّةٍ أمينًا، وأمينَ هذِهِ الأمَّةِ أبو عُبَيْدةَ بنُ الجرَّاحِ»(۲) "میری امت پر سب سے زیادہ رحمدل ابوبکر ہیں، دین

(۱) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۳۷۰۳)، مسلم حدیث نمبر (۲۴۰۹)

(۲) دیکھئے: ترمذی حدیث نمبر (۳۷۹۰)، ابن ماجہ حدیث نمبر (۱۵۴) مسند احمد حدیث نمبر (۱۲۹۲۷)، بیہقی حدیث نمبر (۱۲۵۴۹)، مسند ابویعلی حدیث نمبر (۵۷۶۳) علامہ البانی نے اسے صحیح الجامع (۸۶۸) میں صحیح قرار دیا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے معاملے میں سب سے سخت عمر ہیں، سب سے زیادہ حیا کرنے والے عثمان ہیں، سب سے بہتر فیصلے کرنے والے علی ہیں، کتابِ الٰہی کے سب سے بہترین قاری ابی بن کعب ہیں، حلال و حرام کے سب زیادہ مسائل کے جانکار معاذ بن جبل ہیں، میراث کے مسائل کے سب سے زیادہ جانکار زید بن ثابت ہیں، سنو! ہر امت کا امین ہوا کرتا ہے اور اس امت کے امین ابو عبیدہ (عامر) بن جرّاح ہیں''۔

(۵) طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ قرشی تمیمی

طلحہ کا سلسلۂ نسب یوں ہے:

طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لؤي بن غالب القرشي التيمي۔

طلحہ ان ۸ سابقین اولین میں شمار کئے جاتے ہیں جو سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے، ان ۵ افرادِ خوش بختان میں سے ہیں جنہوں نے سب سے پہلے ابو بکر کے ہاتھوں اسلام قبول کیا، جو اپنی کثرتِ فیاضی اور جود و سخا کی وجہ سے (طلحۃ الخیر، طلحۃ الجود اور طلحۃ الفیاض) جیسے القاب سے ملقب کئے گئے۔

جنگ اُحد میں انہوں نے بڑی ہی جاں بازی اور سر فروشی کا مظاہرہ کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کفار کے حملوں سے بچانے میں چونکہ یہ تلوار اور نیزوں کی بوچھاڑ کو اپنے ہاتھ پر روکتے رہے اس لئے آپ کی انگلی کٹ گئی اور ہاتھ بالکل شل ہو گیا تھا اور ان کے بدن پر تیر و تلوار اور نیزوں کے پچھتر زخم لگے[1]

جنگ احد کے دن جب جنگ رک جانے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم چٹان پر چڑھنے لگے تو لوہے کی زرہ کے بوجھ کی وجہ سے چٹان پر چڑھنا دشوار

(۱) دیکھئے: اسد الغابہ ۳/۸۳-۸۴، صحیح بخاری حدیث نمبر (۴۰۶۳)، الاصابہ: ۲/۲۲۰

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہو گیا۔ اس وقت طلحہ رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے اور ان کے بدن کے اوپر سے گزر کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم چٹان پر چڑھے اور خوش ہو کر فرمایا: «اَوْجَبَ طَلْحَة» ”یعنی طلحہ نے اپنے لئے جنت واجب کرلی“[۱] اسی لئے ابو بکر رضی اللہ عنہ آں رضی اللہ عنہ کو خراجِ تحسین پیش کرتے تھے اور جب جب جنگِ احد کو یاد کرتے، کہتے تھے: ”یہ تو سارا کا سارا دن طلحہ کا تھا“[۲]

طلحہ ان خوش نصیبان میں سے تھے، جن کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ”طلحہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنی زندگی وقف کر دی ہے جیسا کہ آں رضی اللہ عنہ کا اپنا بیان ہے جو یوں وارد ہوا ہے: «أن أصحاب رسول الله ﷺ قالوا لأعرابي جاهل: سله عمن قضى نحبه من هو؟ وكانوا لا يتجرؤون هم على مسألته يوقرونه ويهابونه فسأله الأعرابي فأعرض عنه، ثم سأله فأعرض عنه، ثم إني اطلعت من باب المسجد وعلي ثياب خضر فلما رآني رسول الله ﷺ قال: «أين السائل عمن قضى نحبه» قال الأعرابي: أنا يا رسول الله قال: «هذا ممن قضى نحبه»[۳] ”صحابہ کرام نے ایک کم علم دیہاتی سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کہ (جس نے اپنی نذر پوری کرلی وہ کون ہے؟) وہ لوگ (صحابہ کرام) ادب و احترام کا پاس و لحاظ کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے

---

(۱) دیکھئے: ترمذی حدیث نمبر (۱۶۹۲)، امام عبد الحق الاشبیلی نے (الأحکام الصغری: ص ۵۰۸) میں اور امام ابن حجر نے (الامتاع ۱/۹۲) میں اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے

(۲) دیکھئے: حلیۃ الأولیاء ۱/۸۷، صفۃ الصفوۃ ۱/۱۵۲

(۳) دیکھئے: ترمذی حدیث نمبر (۳۲۰۳) علامہ البانی نے اس کی سند کے بارے میں ”حسن صحیح“ کہا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خود سوال کرنے کی جرات نہیں کرتے تھے، چنانچہ دیہاتی نے آپ سے پوچھا، تو آپ نے منہ پھیر لیا، پھر پوچھا، پھر آپ ﷺ نے منہ پھیر لیا، اتنے میں سبز کپڑے پہنے ہوئے میں مسجد کے دروازے سے باہر نکلا، کہ آپ ﷺ کی نظر مجھ پر پڑی، آپ گویا ہوئے: نذر پوری کرنے والے کے متعلق پوچھنے والا کدھر گیا؟ دیہاتی نے کہا: اللہ کے رسول میں (نے سوال کیا تھا) آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ شخص ہے جس نے اپنی نذر پوری کی“۔

آں رضی اللہ عنہ کی منقبت کے لئے عمر رضی اللہ عنہ کا یہ جملہ ہی کافی ہے کہ: ”رسول اللہ ﷺ کی وفات کی وقت آپ ﷺ طلحہ سے خوش تھے“ [۱] امام بخاری نے اسے طلحہ کی منقبت وفضیلت کے تحت ذکر کیا ہے۔

- **چلتے پھرتے شہید طلحہ بن عبید اللہ**

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی شہید کو زمین پر چلتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہے تو وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھ لے“ [۲]

- جنگِ احد کے موقعہ پر طلحہ نے تنہا گیارہ مشرکوں کا مقابلہ کیا اور بازی جیت گئے۔

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: «عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ وَوَلَّى النَّاسُ، كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي نَاحِيَةٍ فِي اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَفِيهِمْ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ، فَأَدْرَكَهُمُ الْمُشْرِكُونَ،

---

(۱) دیکھئے: بخاری معلقا بصیغۃ الجزم قبل حدیث رقم (۳۷۲۲)

(۲) ترمذی حدیث نمبر (۳۷۳۹) مستدرک حاکم حدیث نمبر (۵۶۵۷) ابن ماجہ حدیث نمبر (۱۲۵)، مسند طیالسی حدیث نمبر (۱۹۰۲) علامہ البانی نے صحیح الجامع (۵۹۶۲) میں صحیح کہا ہے، علامہ شاکر نے بھی سنن ترمذی (۶۴۴/۵) کی تحقیق میں اسے صحیح کہا ہے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

فَالْتَفَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: مَنْ لِلْقَوْمِ؟ فَقَالَ طَلْحَةُ: أَنَا. قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: كَمَا أَنْتَ. فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقَالَ: أَنْتَ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ. ثُمَّ الْتَفَتَ فَإِذَا الْمُشْرِكُونَ، فَقَالَ: مَنْ لِلْقَوْمِ؟ فَقَالَ طَلْحَةُ: أَنَا، قَالَ : كَمَا أَنْتَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَنَا، فَقَالَ: أَنْتَ. فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يَقُولُ ذٰلِكَ وَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَيُقَاتِلُ قِتَالَ مَنْ قَبْلَهُ حَتَّى يُقْتَلَ، حَتَّى بَقِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَطَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ لِلْقَوْمِ؟ فَقَالَ طَلْحَةُ: أَنَا، فَقَاتَلَ طَلْحَةُ قِتَالَ الْأَحَدَ عَشَرَ حَتَّى ضُرِبَتْ يَدُهُ فَقُطِعَتْ أَصَابِعُهُ، فَقَالَ: حَسِّ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَوْ قُلْتَ: بِاسْمِ اللّٰهِ، لَرَفَعَتْكَ الْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ، ثُمَّ رَدَّ اللّٰهُ الْمُشْرِكِينَ.[1]

”غزوہ احد کے دن نبیِ اکرم ﷺ اپنے بارہ صحابہ کے ساتھ الگ رہ گئے، ان میں طلحہ بن عبید اللہ بھی شامل تھے، مشرکوں نے ان سب کا گھیراؤ کرلیا، چنانچہ آپ ﷺ نے مشرکوں کی طرف پلٹتے ہوئے فرمایا: ان لوگوں سے کون نمٹے گا؟ طلحہ نے جوابا عرض فرمایا: میں (ان سے نپٹنے کے لئے تیار ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا: تم جیسے چاہو، ایک انصاری صحابی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں، چنانچہ انہوں نے انتہائی پامردی اور جاں سپاری و وفا شعاری سے جنگ کیا یہاں تک کہ انہوں نے جامِ شہادت نوش کرلیا، پھر آپ ﷺ اسی طرح فرماتے گئے، اور صحابہ لڑتے گئے یہاں تک آپ ﷺ اور طلحہ بن عبید اللہ باقی رہ گئے، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: اب ان سے کون

(١) دیکھئے: نسائی حدیث نمبر (٣٣٣٢)، دلائل النبوة للبیہقی ٢٣٦/٣، حافظ ابن حجر نے فتح الباری (١٠٦/٨) میں اس کی سند کو جید قرار دیا ہے، اللولوء المکنون فی سیرة النبی المامون للشیخ موسی العازمی ٦٣٥/٢

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مقابلہ کرے گا؟ طلحہ عرض گزار ہوئے: اللہ کے رسول ! میں، پھر طلحہ نے تنہا گیارہ آدمیوں کے برابر قتال کیا، یہاں تک مشرکوں کی تلوار سے ایسی ضرب لگی کہ آپ کے ہاتھ کی انگلیاں کٹ گئیں اور ان کے منہ سے ,,سی,, کی آواز نکلی، رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: اگر تم بسم اللہ کہتے تو فرشتے تمہیں اوپر اٹھاتے اور لوگ دیکھتے رہ جاتے، پھر اللہ تعالی نے مشرکوں کو ناکام پھیر دیا"۔

وضاحت:۔(لفظ «حس» اچانک پیدا ہونے والے درد کو کہا جاتا ہے)

آں رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آپ ﷺ نے اس وقت بھی دی تھی جب وہ آپ ﷺ اور دیگر صحابہ کرام کے ساتھ غارِ حرا میں تشریف رکھتے تھے جیسا کہ آپ ﷺ نے غارِ حرا کے ہلنے اور حرکت کرنے کے وقت سے فرمایا تھا: «اسكن حراء فما عليك إلا نبي أو صديق أو شهيد، وعليه النبي ﷺ وأبو بكر وعمر وعثمان وعلي وطلحة والزبير وسعد بن أبي وقاص رضي الله عنهم» "[1] ترجمہ: اے غار تو ٹھہر جا، تمہارے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور شہید ہیں، اس وقت پہاڑ پر آپ ﷺ، ابو بکر، عمر، عثمان علی، طلحہ، زبیر، سعد رضی اللہ عنہم تھے۔ تاریخ کے بغائر مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ اور ابو بکر کے علاوہ اس وقت غار حرا میں موجود تمام صحابہ کی شہادت ہوئی ہے۔

(۶) زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

آں رضی اللہ عنہ کا سلسلۂ نسب یوں ہے

زبیر بن عوام بن خویلد بن اَسد بن عبد العزی بن قصي بن کلاب (آپ کا شجرہ قصی پر جاکر نبی ﷺ سے ملتا ہے)

(۱) دیکھئے: مسلم حدیث نمبر (۲۴۱۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھا زاد بھائی، صفیہ رضی اللہ عنہ کے لڑکے، ابو بکر کے داماد، اسماء بنت ابو بکر کے شوہر، ایک پامرد جنگجو، وفا شعار و جانباز لڑاکو اور کامیاب تاجر تھے، آٹھ سال عمر میں ہی مشرف بہ اسلام ہوئے، جب آں رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو ان کے چچا نے انہیں بڑی ایذا پہنچائی، آں رضی اللہ عنہ کو اسلام سے برگشتہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی، آں رضی اللہ عنہ کے چچا ٹاٹ میں لپیٹ دیتا تھا اور آگ سے دھونی دیتا تھا تاکہ اسلام سے پھر جائیں، مگر زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے جاتے: "اب میں کفر کی طرف کبھی نہیں پلٹ سکتا"۔[۱] آں رضی اللہ عنہ کے چند فضائل ملاحظہ فرمائیں۔

جنگ یرموک میں آپ رضی اللہ عنہ کی بہادری کا ایک نمایاں پہلو سامنے آتا ہے، آپ رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے لشکر پر حملہ کیا، ہوا یوں کہ شام کے علاقے میں رومیوں سے لڑائی شروع ہونے والی تھی۔ رومیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی، آپ رضی اللہ عنہ اپنی فوج کا مورال بلند کرنے کے لیے بولے، سامنے دیکھو، اللہ کے سپاہیو! یہ ٹڈی دَل فوج ہے ارے یہ تو بہت کمزور ہے، ابھی دیکھو میں تمہیں بتاتا ہوں کہ یہ کتنی حقیر ہے۔ یہ کہہ کر رومی فوج میں گھس گئے اور ان کو مارتے مارتے فوج کی دوسری طرف سے نکل آئے پھر اسی طرح دشمن کی صفیں چیرتے ہوئے واپس آ گئے۔ یہ دیکھ کر مسلمانوں کی ہمت اور طاقت میں اضافہ ہو گیا، انہوں نے جم کر لڑائی کی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح نصیب کی[۲]

آپ کی عمر ابھی کوئی گیارہ سال تھی، نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر کی افواہ پھیلی تو زبیر نے تلوار سونت لی، ننگی تلوار لے کر نکلے اور سیدھے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

---

(۱) دیکھئے: مستدرک حاکم حدیث نمبر (۵۵۴۷)، معرفۃ الصحابی لأبی نعیم (۴۱۴) وسندہ صحیح

(۲) بخاری حدیث نمبر (۳۷۲۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خدمتِ عالیہ میں پہنچے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”کیا بات ہے؟“ زبیر نے فرمایا: ”اللہ کے رسول! میرا ارادہ تو یہ تھا کہ جس نے آپ کو گرفتار کیا ہے، اس کا سر تن سے جدا کرکے واصلِ جہنم کردوں گا، آپ ﷺ بے انتہا خوش ہوئے، چنانچہ آپ نے آں رضی اللہ عنہ کو بھی دعا دی اور تلوار کو بھی۔ یہ پہلا موقعہ تھا جب کسی نے اللہ کی راہ میں تلوار اٹھائی تھی“ (۱)

غزوۂ احزاب کے نازک لمحات ہیں، مدینے کے یہودی غداری پر اتر آئے ہیں، ایسے موقعہ پر زبیر نے بنو قریظہ کی جاسوسی کی، نبی اکرم ﷺ نے انتہائی فرحت وانبساط سے فرمایا: ”میرے ماں باپ تم پر قربان، چنانچہ عبد اللہ بن زبیر فرماتے ہیں: كُنْتُ يَوْمَ الأَحْزَابِ جُعِلْتُ أَنَا وَعُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ فِي النِّسَاءِ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا بِالزُّبَيْرِ، عَلَى فَرَسِهِ، يَخْتَلِفُ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاثًا. فَلَمَّا رَجَعْتُ قُلْتُ: يَا أَبَتِ رَأَيْتُكَ تَخْتَلِفُ؟ قَالَ: أَوَهَلْ رَأَيْتَنِي يَا بُنَيَّ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: «مَنْ يَأْتِ بَنِي قُرَيْظَةَ فَيَأْتِينِي بِخَبَرِهِمْ». فَانْطَلَقْتُ، فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبَوَيْهِ فَقَالَ: «فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي» (۲) ”جنگ احزاب کے موقع پر مجھے اور عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کو عورتوں میں چھوڑ دیا گیا تھا (کیونکہ یہ دونوں حضرات بچے تھے) میں نے اچانک دیکھا کہ زبیر رضی اللہ عنہ (آپ کے والد) اپنے گھوڑے پر سوار بنی قریظہ (یہودیوں کے ایک قبیلہ کی) طرف آجا رہے ہیں۔ دو یا تین مرتبہ ایسا ہوا، پھر جب میں وہاں سے واپس آیا تو میں

(۱) دیکھئے: مستدرک حاکم حدیث نمبر (۵۵۵۱)، مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح از شیخ الحدیث عبید اللہ رحمانی ۵/۲۶۵، تاریخ دمشق ۱۸/۳۴۹

(۲) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۳۷۲۰)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

نے عرض کیا، ابا جان! میں نے آپ کو کئی مرتبہ آتے جاتے دیکھا۔ انہوں نے کہا: بیٹے! کیا واقعی تم نے بھی دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کون ہے جو بنو قریظہ کی طرف جا کر ان کی (نقل و حرکت کے متعلق) اطلاع میرے پاس لا سکے۔ اس پر میں وہاں گیا اور جب میں (خبر لے کر) واپس آیا تو آپ ﷺ نے (فرط مسرت میں) اپنے والدین کا ایک ساتھ ذکر کر کے فرمایا کہ "میرے ماں باپ تم پر فدا ہو"۔

سیدنا زبیر کی طاقت کا اندازہ اُحد کے دن ان کے کارناموں سے ہوتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جب لشکر ترتیب دیا تو میمنہ پر منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ کو اور میسرہ پر سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا اور ان کا معاون مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ لڑائی کا آغاز ہوا تو اس جنگ کا پہلا لقمہ مشرکین کا علمبردار طلحہ بن ابی طلحہ عبدری بنا۔ یہ شخص قریش کا نہایت بہادر شہسوار تھا۔ اسے مسلمان کبش الکتیبہ (لشکر کا مینڈھا) کہتے تھے۔ یہ اونٹ پر سوار ہو کر نکلا اور مبارزت کی دعوت دی۔ اس کی حد سے بڑھی ہوئی شجاعت کے سبب عام صحابہ اس کا مقابلہ کرنے سے کترا گئے۔ مگر زبیر رضی اللہ عنہ بے دھڑک، اور بلا خوف و خطر آگے بڑھے اور ایک لمحے کی مہلت دیے بغیر شیر کی طرح جست لگا کر اس کے اونٹ پر جا چڑھے۔ پھر وہ طلحہ عبدری کو اپنی گرفت میں لے کر زمین پر کود پڑے اور پھر اسے مینڈھے کی طرح ذبح کر دیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ ولولہ انگیز منظر دیکھا تو فرطِ مسرت سے نعرۂ تکبیر بلند فرمایا۔ مسلمانوں نے بھی نعرۂ تکبیر لگایا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: «إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيِّ الزُّبَيْرُ» "ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرے حواری زبیر ہیں"۔ نیز آپ ﷺ نے انہیں غزوۂ احزاب کے موقع پر بھی یہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمغۂ بسالت و حسن رفاقت عطا فرمایا تھا، جب آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ بنو قریظہ کی خبر لا کر مجھے کون دے گا، زبیر نے تین بار فرمایا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں بنو قریظہ کی خبر لا کر دوں گا، نبیٔ اکرم ﷺ نے فرطِ مسرت میں آں رضی اللہ عنہ کو یہ تمغۂ تحسین عطا فرمایا[1] یقیناً یہ تمغۂ امتیاز اور ایوارڈِ فخر و شان زبیر کے لئے ہی کیا ہر شخص کے لئے بڑا عظیم تھا اگر مل جائے، مگر

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

زبیر رضی اللہ عنہ کا درجہ بہادری و استقامت میں دلاوران عرب میں بہت ممتاز تھا اور آپ رضی اللہ عنہ تلوار بڑی بے جگری اور انتہائی جانبازی سے چلاتے تھے اور دشمن پر باز کی طرح ٹوٹ پڑتے تھے۔ اس لئے اسلام کی کوئی لڑائی ایسی نہ تھی جس میں آپ نے شرکت نہ کی ہو (جیسا کہ آں رضی اللہ عنہ کا اپنا خود بیان ہے کہ اللہ کی قسم کوئی ایسی جنگ نہیں جس کے لئے رسول اللہ ﷺ نکلے ہوں اور میں اس میں شریک نہ ہوا ہوں[2]۔ آپ ہر وقت سر پر کفن باندھے اپنا سر ہتھیلی پر لئے پھرتے تھے اور حضور اکرم ﷺ پر اپنی جان نچھاور کرنا باعثِ فخر سمجھتے تھے۔ دنیا میں سب سے بڑا اور سب سے اہم معرکہ حق و صداقت کے لئے سب سے پہلے بدر کے مقام پر پیش آیا۔ جہاں تین سو تیرہ بے سر و سامان صحابہ نے سر پر کفن باندھ کر محض اللہ رب العزت کی خوشنودی کے لئے دنیا کا سب سے بڑا امتحان محبت دیا۔ قریش ہر طرح کے آلاتِ حرب ضرب سے مسلح تھے اور ان کی کثرت و بہادری ان کے لئے دلیل فتح تھی لیکن حق غالب آیا۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے اس جنگ میں اپنی بہادری کے جوہر دکھائے اور ایسی جانبازی سے لڑے کہ اس کی مثال

(۱) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۳۷۱۹)

(۲) دیکھئے: مستدرک حاکم ۳/۴۰۷ حدیث نمبر (۵۵۵۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاریخ حرب میں ملنا مشکل ہے۔ آپ جس طرح تلوار لے کر چلتے تھے، دشمنِ کفار کو کاٹ کاٹ کر ڈھیر لگا دیتے، صفوں کی صفیں درہم برہم کر دیتے۔ دشمن کے ایک بہادر سپاہی نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر آپ رضی اللہ عنہ کو للکارا، آپ عقاب کی طرح اس پر جھپٹے اور آپس میں گتھم گتھا ہو کر لڑھکتے ہوئے نیچے آرہے تھے[۱]

جنگِ خیبر میں علی رضی اللہ عنہ یہودیوں کے مشہور سردار "مرحب" کو واصل جہنم کر چکے تو اس کا بھائی" یاسر "جو اپنے بھائی کی طرح لمبا چوڑا، ہٹا کٹا اور بڑے ڈیل ڈول کا نوجوان تھا، میدان جنگ میں اپنے بھائی کا انتقام لینے آیا۔ اور اس نے مسلمانوں کو للکارا تو اس کے مقابلہ کے لئے زبیر رضی اللہ عنہ نکلے۔ اس وقت زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی محبت نے جوش مارا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر کہنے لگیں، اللہ کے رسول! کیا آج میرا لال ہمیشہ کے لئے مجھ سے جدا ہو جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں بلکہ تمہارا بیٹا اسے ٹھنڈا کر کے واصلِ جہنم کرے گا" اور ایسا ہی ہوا، رب تعالیٰ نے اس طاقتور دشمن پر زبیر رضی اللہ عنہ کو فتح و نصرت سے ہمکنار کیا۔[۲]

- آں رضی اللہ عنہ کو فتحِ مکہ کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علمِ مبارک تھامنے کا اعزاز ملا، جیسا کہ ایک لمبی حدیث میں اس کا تذکرہ یوں کیا گیا ہے...ثم جاءت كتيبة وهي أقل الكتائب فيهم رسول الله ﷺ وأصحابه وراية النبي ﷺ مع الزبير (دیکھئے بخاری حدیث نمبر (۴۲۸۰) (فتحِ مکہ کے روز یکے بعد دیگرے مختلف لشکر مکہ میں داخل ہو رہے تھے) پھر ایک ایسا لشکر آیا جو (دیکھنے میں) سب

---

(۱) دیکھئے: السیرۃ الحلبیہ لنور الدین الحلبی ۲/۲۴۱، تاریخ الاسلام للذہبی ۳/۲۰۳

(۲) دیکھئے: البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۸۹، سیرت ابن ہشام ۲/۳۳۴، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۳/۳۵۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے چھوٹا لشکر تھا، اس لشکر میں خود رسول اللہ ﷺ اور آپ کے بعض صحابہ موجود تھے، اس لشکر کا جھنڈا زبیر کے ہاتھ میں تھا"۔

آں رضی اللہ عنہ نے اپنا گھر ۶۰۰۰۰۰ (چھ لاکھ) میں بیچ ڈالا، لوگوں کے مابین چہ می گوئیاں شروع ہو گئیں، اور کہا جانے لگا کہ آپ اس بارے میں دھوکہ کھا گئے، آں رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں نے دھوکہ نہیں کھایا بلکہ میں فائدے میں ہوں کیوں کہ اس کی قیمت میں نے اللہ کے راستے میں خرچ کردی ہے"[1]

آں رضی اللہ عنہ سب سے بہتر اور آپ ﷺ کے محبوب تھے جیسا کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، آپ فرماتے ہیں (حدیث لمبی ہے اور اس میں یہ ہے کہ) «أما والذي نفسي بيده إنه لخيرهم ما علمت، وإن كان لأحبهم إلى رسول الله ﷺ»[2] "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میری معلومات کے مطابق زبیر ان میں سب سے بہتر ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے محبوب بھی"۔

(۷) عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلۂ نسب یوں ہے:

عبد الرحمن بن عوف بن عبد عوف بن عبد الحارث بن زهرة بن كلاب بن مرة الزهري القرشي

عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا اصلی نام عبدِ عمرو تھا، جب آں رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے تو آپ ﷺ نے نام بدل کر عبد الرحمن رکھ دیا[3] بعض لوگوں نے زمانۂ جاہلیت میں

---

(۱) دیکھئے: الزہد فی الاسلام ص ۴۷، صفۃ الصفوۃ لابن الجوزی ۱/۱۳۰

(۲) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۳۷۱۷)

(۳) دیکھئے: تاریخ دمشق ۳۵/۲۳۵، سیر اعلام النبلاء ۱/۶۸-۶۹، اسد الغابۃ ۳/۴۷۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کا نام عبد الکعبہ بھی بتایا ہے، جس وقت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دعوتِ توحید کی صدا بلند کی اس وقت ان کا سن تیس سال سے متجاوز ہو چکا تھا، فطری عفت و سلامت روی کے باعث شراب سے پہلے ہی تائب ہو چکے تھے، صدیق اکبرؓ کی رہنمائی سے صراط مستقیم کی شاہراہ بھی نظر آگئی اور بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر رہروانِ حق کے قافلہ میں شامل ہو گئے ،اس وقت تک صرف چند روشن ضمیر بزرگوں کو اس کی توفیق ہوئی تھی اور قافلہ سالار یعنی سرورِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ارقم بن ابی ارقم کے مکان میں پناہ گزین نہیں ہوئے تھے، خلعتِ ایمان سے مشرف ہونے کے بعد عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو بھی عام بلا کشانِ اسلام کی طرح جلاوطن ہونا پڑا، پہلے ہجرت کر کے حبشہ تشریف لے گئے، پھر وہاں سے واپس آئے تو سب کے ساتھ سرزمین یثرب کی طرف ہجرت کر گئے، مدینہ پہنچنے کے بعد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سعد بن الربیع انصاری سے بھائی چارہ کروایا، اور وہ انصار میں سے سب سے زیادہ مالدار اور فیاض طبع تھے، کہنے لگے میں اپنا نصف مال و منال تمہیں بانٹ دیتا ہوں، اور میری دو بیویاں ہیں ان کو دیکھو جو پسند آئے اس کا نام بتاؤ میں طلاق دے دوں گا، عدت گذارنے کے بعد تم نکاح کر لینا، لیکن عبد الرحمن کی غیرت نے گوارا نہ کیا، جواب دیا، خدا تمہارے مال و منال اور اہل و عیال میں برکت دے مجھے صرف بازار دکھادو، لوگوں نے بنی قینقاع کے بازار میں پہنچادیا ،وہاں سے واپس آئے تو کچھ گھی اور پنیر وغیرہ نفع میں بچالائے دوسرے روز باقاعدہ تجارت شروع کر دی، یہاں تک کہ چند دنوں کے بعد بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے تو جسم پر مراسم شادی کی علامتیں موجود تھیں، استفسار ہوا یہ کیا ہے؟ عرض کیا ایک انصاری خاتون سے شادی کر لی ہے، سوال ہوا؟ مہر کس قدر ادا ہوا؟ عرض کیا ایک کھجور کی گٹھلی کے برابر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

سونا، آپ ﷺ نے حکم دیا، تو پھر ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی سہی۔[1] عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے دارِ ارقم میں بیٹھ کر تعلیم وتربیت کا آغاز کرنے سے پہلے اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے اِسلام قبول کرنے کے دو روز بعد اِسلام قبول کرلیا تھا۔ اِسلام کی راہ میں وہ تمام مصیبتیں برداشت بصد خوشی جھیلیں جو صفِ اوّل کے مسلمانوں نے جھیلیں تھیں لیکن آپ نے کمال صبر و تحمل سے کام لیا، اور کبھی حرفِ شکایت زبان پر نہ لایا اور آپ راہِ حق وصداقت میں ثابت قدم رہے۔ آپ نے دِین کی حفاظت کے لئے صفِ اوّل کے مسلمانوں کے ہمراہ حبشہ کی طرف ہجرت کا سفر بھی اختیار کیا۔

- **آں رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی امامت کرانے کا شرف حاصل ہے**

چشمِ فلک نے وہ دور بھی دیکھا کہ عبدالرحمن بن عوف امام الانبیاء کی امامت کروارہے ہیں ہوا یوں کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ مسجد تشریف لائے تو دیکھا کہ نماز کی اقامت ہوچکی ہے اور (سیدنا) عبدالرحمن بن عوف لوگوں کو (امام بن کر) نماز پڑھا رہے ہیں۔ وہ ایک رکعت پڑھا چکے تھے کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ جب عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو احساس ہوا کہ نبی ﷺ آگئے ہیں تو مصلیٰ امامت سے پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ نماز پڑھاتے رہو۔ پس انہوں نے نماز پڑھائی، جب سلام پھیرا تو کیا ہوا؟ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی زبانی سنیں: «فلما سلّم قام النبی ﷺ وقمت فركعنا الركعة التي سبقتنا» پھر جب (عبدالرحمن بن عوف نے)

(۱) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۳۷۲۲)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سلام پھیرا تو نبی ﷺ اور میں کھڑے ہو گئے۔ ہماری جو رکعت رہ گئی تھی وہ پڑھی [پھر سلام پھیرا] (۱)

غزوۂ احد میں جانبازی و شجاعت سے لڑے اس کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ بدن پر بیس سے زیادہ آثار جراحت شمار کیئے گئے تھے، خصوصاً پاؤں میں ایسے کاری زخم لگے تھے کہ صحت کے بعد بھی ہمیشہ لنگڑا کر چلتے تھے۔ (۲)

- **دومتہ الجندل کی مہم**

شعبان ٦ ھ میں دومتہ الجندل کی مہم پر مامور ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے بلا کر اپنے دستِ مبارک سے عمامہ باندھا پیچھے شملہ چھوڑا، اور ہاتھ میں علم دے کر فرمایا، بسم اللہ راہِ الٰہی میں روانہ ہو جاؤ، جو لوگ اللہ کی نافرمانی وعصیان میں مبتلا ہیں ان سے جا کر جہاد کرو، لیکن کسی کو دھوکا نہ دینا فریب نہ کرنا، بچوں کو نہ مارنا، یہاں تک کہ دومتہ الجندل پہنچ کر قبیلہ کلب کو اسلام کی دعوت دینا، اگر وہ قبول کریں تو ان کے بادشاہ کی لڑکی سے نکاح کر لینا۔ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اس اعزاز کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہو کر دومۃ الجندل پہنچے اور تین دن تک دعوت و تبلیغ اسلام کا فرض اس خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہے کہ قبیلہ کلب کے سردار اصبغ بن عمرو الکلبی جو مذہباً عیسائی تھے اور اس کی قوم کے بہت سے لوگ بطیب خاطر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے، البتہ بعضوں نے جن کو اس کی توفیق نہ ہوئی جزیہ منظور کر لیا، عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے حسب فرمان اصبغ کی لڑکی

---

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر (۸۱ / ۲۷۴) وترقیم دارالسلام (۶۳۳)

(۲) سیرت ابن ہشام: ۲/۵۴

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تماضر سے شادی کرلی اور رخصت کراکے مدینہ ساتھ لائے، چنانچہ ابو سلمہ بن عبدالرحمن ان ہی کے بطن سے پیدا ہوئے۔[۱]

- **نبی اکرم ﷺ نے آں رضی اللہ عنہ کے لئے خصوصی دعا فرمائی کہ اللہ ان کو چشمہ سلسبیل سے سیراب فرمائے۔**

نبی اکرم ﷺ نے اپنی ازواجِ مطہرات سے ایک بار انتہائی والہانہ انداز میں فرمایا: «إن الذي يحنو عليكم بعدي هو الصادق البار اللهم اسق عبد الرحمن بن عوف من سلسبيل الجنة»[۲] ”میرے بعد تم پر کوئی سچا اور نیک انسان ہی حسن سلوک کرے گا، اے اللہ! عبدالرحمن بن عوف کو جنت کے سلسبیل سے سیراب کرنا،،۔ یہی دعا عائشہ رضی اللہ عنہا نے آں رضی اللہ عنہ کے لئے فرمائی“۔[۳]

- **ابن عوف انتہائی سخی انسان**

ابن عوف رضی اللہ عنہ دل کے انتہائی سخی واقع ہوئے تھے، انفاق وعطا اللہ تعالی کی طرف سے آپ کا خاص وصف تھا، چنانچہ آں رضی اللہ عنہ نے اپنا باغ چالیس ہزار میں عثمان رضی اللہ عنہ کے دست پر بیچا اور اس کی قیمت مہاجرین وانصار کے فقراء ومساکین اور امہات المؤمنین کی ذات پر خرچ کردیا[۴]، جب آں رضی اللہ عنہ کا وقتِ موت آیا تو باقی ماندہ ہر بدری صحابی کے لئے ۴۰۰ دینار دینے کی وصیت فرمائی، اس وقت کوئی ۱۰۰ بدری صحابی باقی رہ

---

(۱) طبقات ابن سعد ۳/۶۴

(۲) السلسلۃ الصحیحۃ حدیث نمبر (۱۵۹۴)

(۳) دیکھئے: صحیح ترمذی حدیث نمبر (۳۷۴۹)

(۴) دیکھئے: مستدرک حاکم حدیث نمبر (۵۳۶۰)، السلسلۃ الصحیحۃ حدیث نمبر (۱۵۹۴)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

گئے تھے[۱]، اسی لئے عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے سرداروں میں سے ایک سردار ہیں[۲]

- **عبد الرحمن خوف الٰہی سے کانپ جاتے تھے**

ایک بار آپ کی خدمت میں کھانا لایا گیا،اس روز آپ روزے سے تھے، فرمانے لگے: مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں شہید ہوگئے،اسلام لانے سے پہلے بڑے مالدار تھے اور ان کا شمار اہل ثروت میں ہوتا تھا،حالانکہ وہ مجھ سے بہتر تھے،ہوا یوں کہ ایک ہی چادر میں ان کو کفنایا گیا،وہ چادر اتنی چھوٹی تھی کہ اگر سر ڈھانپا جاتا تھا تو پاؤں کھل جاتے تھے،اور اگر پاؤں ڈھانپا جاتا تھا تو سر کھل جاتا،پھر حمزہ بن عبد المطلب (سید الشہداء رضی اللہ عنہ)کا تذکرہ آیا،عبد الرحمن فرمانے لگے:وہ مجھ بہتر تھے،پھر دنیا ہم پر کھول دی گئی،مال وزر کی فراوانی ہوگئی،ڈر یہ لگ رہا ہے کہ ہماری نیکیوں کا بدلہ ہمیں دنیا ہی میں تو نہیں دے دی گئی پھر زار و قطار رونے لگے اور کھانا بھی نہ کھا سکے[۳]

اللہ اکبر!یہ خوف الٰہی ان کو جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا ہی جنت کی نوید سنائی۔

(۸) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب یوں ہے

أبو اسحاق سعد بن أبي وقاص بن أهيب بن عبد مناف بن زهرة بن كلاب بن مرة بن كعب بن لؤي القرشي الزهري۔

---

(۱) دیکھئے:البدایۃ والنہایۃ ۷/۱۸۴

(۲) دیکھئے:الاصابہ:۴/۲۹۲

(۳) دیکھئے:بخاری حدیث نمبر (۴۰۴۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سعد کے والد کا نام مالک تھا، کنیت ابو وقاص تھی اور اسی نام سے مشہور ہوئے، آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں، فاتحِ مدائن، دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری اور نوید پانے والے، ایک انتہائی بے باک تیر انداز اور بہادر جنگ جو، مستجاب الدعوات قد آور شخصیت تھے، آپ نے جب بلاکشانِ اسلام میں شمولیت اختیار کی تو آپ کی ماں نہایت کبیدہ خاطر ہوئیں، بات چیت اور کھانا پینا سب چھوڑ بیٹھیں، چونکہ وہ اپنی ماں کے حد درجہ فرماں بردار اور اطاعت شعار تھے، اس لئے یہ سخت آزمائش کا موقع تھا، لیکن جو دل توحید کی لذت کا آشنا ہو چکا تھا وہ پھر کفر و شرک کی طرف کس طرح لوٹ ہو سکتا تھا، ماں مسلسل تین دن تک بے آب و دانہ رہیں، پھر میم (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اور میم (ماں) کی لڑائی شروع ہوئی اور پہلے میم (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت غالب آگئی اور دوسرے میم (ماں) کی محبت کو ہار جانا پڑا اور ہوا یوں کہ بیٹے کی جبین استقلال پر شکن تک نہ پڑی، اور دوسرے میم (ماں) سے بے دریغ کہہ دیا کہ,, امی جان! یہ تو درست ہے کہ میں تجھ سے بے تحاشہ محبت کرتا ہوں، مگر تو جان لے کہ ایک جان کیا؟ اگر تیرے اندر (۱۰۰) جانیں ہوں، اور ہر جان نکل جائے، مگر میں اپنے دین سے (جسے حق سمجھ لیا ہے) پھر نہیں سکتا، اللہ تعالی کو یہ شان استقامت کچھ ایسی پسند آئی کہ تمام مسلمانوں کے لئے معصیت الٰہی میں والدین کے عدم اطاعت کا ایک قانون عام بنا دیا گیا اور سورۂ لقمان (کی آیت: ۱۵) اسی موقع پر نازل ہوئی: ﴿وَإِن جَٰهَدَاكَ عَلَىٰٓ أَن تُشۡرِكَ بِي مَا لَيۡسَ لَكَ بِهِۦ عِلۡمٞ فَلَا تُطِعۡهُمَا﴾ [لقمان: ۱۵] اور اگر یہ دونوں (ماں باپ) تیرے درپے ہوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ تم میرے ساتھ ایسا شریک ٹھہراؤ جس (کے خدائی میں شریک ہونے) کی تمہارے پاس کوئی علمی (ویقینی) اطلاع نہیں تو ان کی اطاعت نہ کرنا۔،،[۱]

سعد بن ابی وقاص رض کفار کے خوف سے عموماً مکہ کی ویران و سنسنان گھاٹیوں میں چھپ کر معبود حقیقی کی پرستش وعبادت فرمایا کرتے تھے، ایک دفعہ ایک گھاٹی میں چند صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مصروف عبادت تھے، اتفاق سے کفار کی ایک جماعت اس طرف آنکلی، اور اسلام کا مذاق اڑانے لگے، سعد وقاص رض کو اس بے بسی کی زندگی میں بھی جوش آگیا، اور اونٹ کی ہڈی اٹھا کر اس زور سے ماری کہ ایک مشرک کا سر پھٹ گیا، اور خون بہنے لگا، بیان کیا جاتا ہے کہ اسلام کی حمایت میں یہ پہلی خونریزی تھی جو سعد بن ابی وقاص کے ہاتھوں عمل میں آئی[۲]۔

جنگ احد میں سعد بن ابی وقاص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑے ہو کر تیر اندازی کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تیر پھینکو، تم قوی نوجوان ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ترکش سے تیر نکال کر انھیں پکڑاتے اور فرماتے، ”تیر پھینکو، میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں“۔[۳]

عائشہ بنت سعد اپنے والد کا قول بیان کرتی ہیں، اس دن میں تیر اندازی کرتا تو ایک خوب رو، گوراچٹا شخص تیر مجھے واپس لا دیتا۔ میں نے اسے نہ پہچانا، بعد میں مجھے خیال ہوا کہ وہ کوئی فرشتہ تھا۔ سعد خود روایت کرتے ہیں، جنگ احد کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فدیہ کی دعا (فداک ابی وامی، میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں) دیتے ہوئے

---

(۱) مسلم (۶۳۱۷)، مسند احمد (۱۶۱۴)، البدایۃ والنہایۃ ۲۹۲/۱۱

(۲) دیکھئے: اسد الغابۃ ۱۹۱/۲

(۳) بخاری: ۴۰۵۵، ترمذی: ۳۷۵۳)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اپنے والدین دونوں کا ذکر فرمایا۔[۱] علی کہتے ہیں، نبی رحمت ﷺ نے ان الفاظ میں سعد کے علاوہ کسی کو دعا نہیں دی لیکن ایک دوسری متفق علیہ روایت کے مطابق آپ ﷺ نے خوش ہو کر زبیر بن عوام کے لیے بھی یہی کلمات "میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں،، ارشاد فرمائے۔[۲] ابن حجر کی وضاحت کے مطابق ہو سکتا ہے، زبیر کا واقعہ علی کے علم ہی میں نہ ہو جو جنگ خندق میں پیش آیا یا ان کی نفی خاص جنگ احد کے ضمن میں ہو۔ جنگ احد ہی میں رسول اللہ ﷺ کی دایہ اور اسامہ بن زید کی والدہ ام ایمن انصار کی چند عورتوں کے ساتھ پانی بھر رہی تھیں۔ حبان بن عرفہ نے تیر پھینکا جو ان کے دامن پر لگا تو وہ ہنسنے لگ گیا۔ آپ ﷺ نے سعد بن ابی وقاص کو تیر پکڑا کر فرمایا، یہ پھینکو، تیر اسے جا لگا تو آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا، سعد نے اس سے بدلہ لے لیا، اے اللہ! سعد کی دعا قبول کر اور اس کا تیر نشانے پر لگا۔ ایک مشرک نے مسلمانوں پر تیروں کی بوچھاڑ کر کے آگ سی لگا دی تو سعد نے اس کے پہلو کا نشانہ لے کر ایسا تیر دے مارا جس کا پھل نہیں تھا۔ اس کا تہ بند گر گیا تو آپ ﷺ بے ساختہ مسکرانے لگے۔[۳] سعد نے اس روز کم از کم ایک ہزار تیر برسائے۔ ان کی شجاعت کی وجہ سے انھیں "فارس اسلام،، (اسلام کا شہ سوار) کہا جاتا ہے۔

---

(۱) بخاری حدیث نمبر (۲۵۰۹، ۳۷۲۵، ۴۰۵۷)

(۲) بخاری حدیث نمبر (۲۸۴۶، ۳۷۲۰، مسلم حدیث نمبر (۶۳۱۲)

(۳) مسلم حدیث نمبر (۶۳۱۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- **غزوۂ احد کے موقعہ پر آپ رضی اللہ عنہ انتہائی پامردی کا ثبوت دیا**

غزوۂ احد میں (ایک وقت ایسا تھا کہ) طلحہ اور سعد کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی نہ رہا تھا[1]، مگر یہ دونوں حضرات تھے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت و نگرانی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی

- **آپ رضی اللہ عنہ نے جھاڑ اور ببول کے پتے کھا کھا کر راہِ الٰہی میں جہاد کیا**

سعد رضی اللہ عنہ اپنا واقعہ خود بیان فرماتے ہیں، ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں حصہ لیا تو کھانے کو کچھ نہ تھا۔ صرف جھاڑ اور ببول کے پتے تھے جو ہم اونٹ بکریوں کی طرح کھا لیتے۔ ہم میں سے ہر کوئی قضائے حاجت بھی بکریوں کی مینگنیوں کی طرح کرتا۔[2] عتبہ بن غزوان کی روایت ہے، ہم سات آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ہمیں درختوں کے پتوں کے سوا کھانے کو کچھ نہ ملا جن سے ہماری باچھیں زخمی ہو گئیں۔ کوئی کپڑا نہ ملا تو میں اور سعد بن ابی وقاص نے ایک چادر لے کر پھاڑی اور آدھی آدھی لپیٹ لی۔ اب ہم میں سے ایک ایک بڑے شہر کا گورنر بنا ہوا ہے اور اللہ کی پناہ! میں بھی اپنے جی میں بڑا اور اللہ کے نزدیک چھوٹا ہو گیا ہوں۔[3]

- **سعد رضی اللہ عنہ کو فرشتوں کو دیکھنے کا شرف حاصل ہے**

غزوۂ احد میں مسلمانوں کی نصرت کے لئے فرشتے آئے تھے، چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں سفید کپڑوں میں ملبوس

---

(۱) بخاری حدیث نمبر (۴۰۶۰، مسلم حدیث نمبر (۶۳۲۱)

(۲) بخاری حدیث نمبر (۳۷۲۸، مسلم حدیث نمبر (۷۵۴۳)

(۳) مسلم حدیث نمبر (۷۵۴۵)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

دو شخص سخت جنگ میں مصروف دیکھے۔ کچھ دیر پہلے وہ وہاں نہ تھے اور بعد میں بھی نظر نہ آئے"۔(۱)

- **آپ ﷺ کی پاسبانی کا شرف آپ کو حاصل ہے**

عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے، مدینہ آمد پر ایک بار رسول اللہ ﷺ رات بھر سو نہ سکے تو فرمایا، کاش! میرے صحابہ میں سے کوئی بھلا انسان آج رات میری پہرے داری کرتا۔ عائشہ فرماتی ہیں، ہم اسی بے خوابی کی کیفیت میں تھے کہ اسلحہ جھنجھنانے کی آواز سنی۔ آپ ﷺ نے پوچھا، کون ہے؟ تو جواب ملا، سعد ہوں یارسول اللہ!، آپ ﷺ کی پاسبانی کرنے آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے سعد کے لیے دعا فرمائی اور سو گئے حتیٰ کہ ہم نے آپ ﷺ کے خراٹوں کی آواز سنی۔(۲)

- **سعد رضی اللہ عنہ کی ہستی وہ نامدار ہستی ہے جنھوں نے غیر تو غیر اپنے کو بھی اسلام کے لئے نہ چھوڑا۔**

چنانچہ غزوۂ احد میں آپ کا بھائی عتبہ بن ابی وقاص کے قتل کے سب سے زیادہ حریص آپ ہی تھے، گو کہ کسی دوسرے صحابی آپ پر بازی لے گئے سعد کے بھائی عتبہ نے پتھر مار کر نبی رحمت ﷺ کے سامنے کے دانت شہید کر دیے، آپ ﷺ کا ہونٹ بھی پھٹ گیا۔ سعد کہتے ہیں، اس دن مجھ سے زیادہ عتبہ کے قتل کا کوئی حریص نہ تھا لیکن وہ میرے ہاتھ نہ آیا۔ آں ﷺ کا یہ ارشاد میری تحریک کے لیے کافی تھا، اس شخص پر اللہ کا غضب ٹوٹے گا جس نے اس کے رسول ﷺ کا چہرہ خون آلود کر دیا۔

---

(۱) بخاری حدیث نمبر (۴۰۵۴) یہ جبرئیل اور میکائیل تھے۔ (مسلم حدیث نمبر (۶۰۷۰)

(۲) بخاری حدیث نمبر (۲۸۸۵، مسلم حدیث نمبر (۶۲۳۱۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عتبہ اسی سال جہنم رسید ہوا، آپ ﷺ کی بد دعا کے مطابق اسے ایمان نصیب نہ ہوا۔ (۱)

حجۃ الوداع کے موقع پر سعد بن ابی وقاص شدید بیمار ہو گئے۔رسول اللہ ﷺ انھیں مکہ چھوڑ کر حنین روانہ ہوئے پھر جعرانہ سے عمرہ ادا کرنے کے بعد ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے۔ سعد درد سے مغلوب ہو رہے تھے، انھوں نے پوچھا، یارسول اللہ! میں صاحب ثروت ہوں اور (اس وقت) ایک بیٹی کے علاوہ میرا کوئی وارث نہیں، کیا اپنے مال کا دو تہائی (۲/۳) حصہ انفاق کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، نہیں۔ انھوں نے نصف (۱/۲) کی اجازت مانگی تو بھی آپ ﷺ نے نفی میں جواب دیا۔ پھر پوچھا تو کیا ایک تہائی (۱/۳) دے ڈالوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں! ایک تہائی بہت ہے۔ تم اپنے وارثوں کے لیے مال و دولت چھوڑ کر مرو، یہ اس سے بہتر ہے کہ ان کو محتاج چھوڑ جاؤ اور وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے تم جو انفاق بھی کرو گے، اس کا اجر پاؤ گے حتیٰ کہ اپنی اہلیہ کے منہ میں لقمہ ڈالو گے (تو وہ بھی کار ثواب ہو گا)۔ (۲)

- سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ غزوہ بدر، اُحد، خندق، فتح مکہ، تبوک، حنین وغیرہ تمام غزوات اور معرکوں میں آپ ﷺ کے ہمراہ شریک ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اسلام کا پہلا تیر انداز ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔

(۹) ابو عبیدہ عامر بن جرّاح رضی اللہ عنہ

سلسلۂ نسب یوں ہے:

(۱) دیکھئے: سیرۃ ابن ہشام ۸۶/۲
(۲) بخاری حدیث نمبر (۱۲۹۵)، مسلم حدیث نمبر (۴۲۱۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عامر بن عبد اللہ بن جرّاح بن ہلال بن اہیب (یا وہیب) بن ضبہ الفہری القرشی رضی اللہ عنہ

ابو عبیدہ کا نام عامر تھا اور ابو عبیدہ سے مشہور ہوئے، قبیلۂ قریش کے خاندانِ فہر سے تعلق رکھتے تھے، ابو عبیدہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہم سن تھے۔ قبول اسلام کے وقت ان کی عمر ۲۸ برس تھی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ اسلام کی طرف سبقت کرنے والے پہلے مرد تھے۔ اپنے ایمان لانے کے دوسرے ہی روز انھوں نے ابو عبیدہ کو دین ہدایت قبول کرنے کی دعوت دی تو انھوں نے فوراً لبیک کہا۔ عثمان بن مظعون اور عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ بھی اسی وقت نعمت اسلام سے سرفراز ہوئے۔ تب آں صلی اللہ علیہ وسلم دار ارقم میں منتقل نہ ہوئے تھے۔ ابو بکر ہی اپنے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے والے افراد، ابو عبیدہ، عبد الرحمان بن عوف، عثمان بن مظعون اور ارقم بن ابی ارقم رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر گئے، ابو عبیدہ کا شمار السابقون الاولون میں ہوتا ہے۔ مکہ کے ابتدائی اسلامی دور میں انھیں بھی مشرکوں کی ایذائیں سہنا پڑیں۔ جناب احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حبشہ کو ہجرت کرنے والے مہاجرین کے دوسرے گروپ میں شامل ہوئے پھر ہجرت مدینہ سے قبل مکہ لوٹ آئے، آں صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار کو باہم بھائی بھائی قرار دیا تو ابو طلحہ انصاری ابو عبیدہ کے انصاری بھائی قرار پائے، ابو عبیدہ ان (۱۰) خوش نصیب صحابہ میں سے ایک تھے جنھیں آں صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا ہی میں جنت کی بشارت دے دی تھی، غزوہ بدر میں اپنے باپ عبد اللہ بن الجراح کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ قرآن پاک کی ایک آیات آپ ہی جیسے صحابہ کے لیے نازل ہوئی تھی جس میں اللہ تعالیٰ باپ، بیٹے، بھائی اور اہل خاندان کے خلاف قتال کی وجہ سے جنت کی بشارت دی اور ارشاد فرمایا کہ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

غزوہ احد میں ابوعبیدہ بن الجراح افراتفری کے عالم میں بھی ثابت قدم رہنے والے صحابہ میں سے تھے۔ جب ایک کافر کے وار سے حضور کے آہنی خود کی کڑیاں آپ کے رخسار میں دھنس گئیں تو آپ نہایت سرعت سے آگے بڑھے اور اپنے دانتوں سے ان کڑیوں کو باہر نکالا اور اس آپریشن میں خود آپ کے دو دانت ٹوٹ گئے۔

● غزوہ احزاب میں ابوعبیدہ بن الجراح نے ایک مستعد اور بہادر سپاہی کی حیثیت سے شرکت کی اور اس کے بعد بنو قریظہ کے استیصال میں حصہ لیا۔ غزوہ احزاب کے بعد بنو ثعلبہ اور بنو انمار کی غارت گری کے انسداد پر مامور ہوئے اور ان کے مرکز ذی القصہ پر کامیاب چھاپہ مارا۔

● صلح حدیبیہ کے موقع پر بیعت رضوان میں شامل ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی۔ اور غزوہ خیبر میں بھی نبی کریم کے ان فدائیوں میں سے شامل تھے جنھوں نے اپنی شمشیر زنی کا حق ادا کیا۔

● بنو قضاعہ نے مدینہ پر حملہ کرنے کے منصوبے بنائے تو آپ کو ایک ایسے دستے کا کمانڈر بنا کر بھیجا گیا جس میں ابو بکر صدیق اور عمر فاروق بھی شامل تھے۔ قریش کی بدعہدی کے بعد ان کے قافلوں کی نگرانی کے لیے ایک مہم ساحل سمندر کی طرف بھیجی گئی جس کی قیادت ابوعبیدہ کو سونپی گئی اور اس لشکر میں عمر بن خطاب بھی شامل تھے۔ اسی سریہ خبط میں خوراک ختم ہونے پر پتے کھا کر گزارہ کیا گیا یہاں تک کہ ایک بہت بڑی مچھلی مسلمانوں کے ہاتھ لگی اور اس طرح اللہ نے مسلمانوں کی خوراک کی ضرورت پوری کی۔ ۹ھ میں وفد نجران نے جب ایک ”امین شخص“ کو ساتھ بھیجنے کا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

مطالبہ کیا تو آپ نے ابو عبیدہ کو اس مشن پر مامور کرتے ہوئے فرمایا: ”ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے، میری امت کا امین ابو عبیدہ ہے“[۱]۔

● ابو عبیدہ بن جراح ایک معلم بھی تھے، محصل (خراج و دیگر سرکاری واجبات وصول کرنے) بھی اور فوج کے کمانڈر بھی غرض دربار رسالت کے معتمد ترین اور اہل ترین اشخاص میں سے تھے)[۲]

جب آپ ﷺ کی وفات ہوگئی اور صحابہ کرام سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے تو عمر بن خطاب نے ابو عبیدہ سے فرمایا: ”آپ اپنا ہاتھ بڑھایئے میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتا ہوں اس لیے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور آپ اس امت کے امین ہیں،،۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا: ”میں اس شخص کے مقابلے میں اپنے آپ کو مقدم نہیں کر سکتا جسے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ وہ نماز میں ہماری امامت کرے اور پھر اس نے امامت کی اور رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی“۔ یہ کہہ کر آپ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی[۳]

آں رضی اللہ عنہ حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی طرح رسول اللہ ﷺ کو محبوب تھے، جس کی شہادت خود مائی عائشہ رضی اللہ عنہا نے دی ہے، خود نبی اکرم ﷺ نے آپ کا ذکر یوں فرمایا کہ سب سے بہتر آدمی ابو بکر، پھر عمر پھر ابو عبیدہ[۴] اس طرح آپ کو ”نعم الرجل“

(۱) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۳۷۴۵)

(۲) دیکھئے: مسلم حدیث نمبر (۲۴۱۹)

(۳) دیکھئے: تفسیر ابن کثیر ۸۴/۸، الاصابہ فی الذب عن الصحابہ لمازن عیسی ۷۲/۱

(۴) ترمذی حدیث نمبر (۳۷۹۵) نووی نے۔ تہذیب الأسماء واللغات (۹۹/۲) میں اس کی سند صحیح قرار دیا ہے)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ہونے کا خطاب فضیلت آپ ﷺ نے عنایت فرمایا جو بلاشبہ آں رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت کے لئے کافی وافی ہے

- یہ ان دنوں کی بات ہے جب ابو عبیدہ شام کے شہروں میں مسلم افواج کی قیادت کر رہے تھے اور ہر جنگ میں انھیں کامیابی نصیب ہو رہی تھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں شام کے تمام شہروں میں فتح دلائی اور آپ کی قیادت میں مسلم فوج مشرق میں فرات اور شمال میں ایشیا تک اپنی کامیابی کے جھنڈے گاڑ چکی تھی۔ فتوحات کے یہ سلسلے جاری تھے کہ ملک شام میں طاعون کا مرض پھیل گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ اس قدر شدید ہو گیا کہ اس سے پہلے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی تھی اور لوگ یکے بعد دیگرے لقمہ اجل بننے لگے۔ لہذا امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک قاصد کے ہاتھوں ابو عبیدہ کو ایک خط بھیجا جس میں لکھا تھا: ”مجھے تم سے ایک ضروری کام آن پڑا ہے لہذا میرا یہ خط اگر تمہیں رات میں ملے تو میں تمھیں یہ تاکید کرتا ہوں کہ صبح کا انتظار نہ کرنا اور میری طرف چل پڑنا“۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کا یہ خط پڑھ کر فرمایا: ”میں جانتا ہوں کہ امیر المومنین کو مجھ سے کیا کام نکل آیا ہے وہ چاہتے ہیں کہ ایک فنا ہونے والے کو بچالیں۔،، پھر آپ نے ایک خط امیر المومنین کو لکھا:“ امیر المومنین! میں جانتا ہوں کہ آپ کو مجھ سے کیا کام ہے، میں اس وقت مسلم فوج کے درمیان ہوں اور میری قطعاً یہ خواہش نہیں ہے کہ میں اپنے آپ کو اس مصیبت سے بچالوں جس میں میری فوج گرفتار ہے۔ میں ان سے اس وقت تک جدا نہیں ہوں گا تاوقتیکہ اللہ میرے اور ان کے معاملے میں فیصلہ نہ کر دے اور جب میرا یہ خط آپ کو ملے تو جو قسم آپ نے مجھے دی ہے اسے اللہ کے لیے ختم کر دینا اور مجھے اجازت دینا کہ میں فوج کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ساتھ رہ سکوں"۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے یہ خط پڑھا تو آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور ہچکیاں بندھ گئیں۔ حاضرین میں سے کسی نے پوچھا: "امیر المومنین! کیا بات ہے کیا ابو عبیدہ کا انتقال فرماگئے"۔ آپ نے فرمایا نہیں لیکن موت اس سے قریب ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ کا یہ گمان غلط ثابت نہیں ہوا۔ کچھ ہی دنوں میں ابو عبیدہ کو طاعون نے آگھیرا، وفات سے پہلے آپ نے مسلم فوج کو اس طرح وصیت کی: "میں تمھیں ایک ایسی وصیت کررہا ہوں کہ اگر تم نے اسے قبول کر لیا تو بھلائی ہمیشہ تمہارا نصیبہ رہے گی۔ نماز قائم کرو، رمضان کے روزے رکھو، صدقات دیا کرو، حج اور عمرہ کرو، اچھی باتوں میں ایک دوسرے کو نصیحت کرو، اپنے سرداروں کو نصیحت کرو تاکہ وہ گمرہی کا شکار نہ ہوں اور کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ دنیا تمہیں ہلاکت میں مبتلا کردے۔ اگر کسی شخص کو ایک ہزار سال کی عمر بھی مل جائے تو اس کا بھی انجام وہی ہوگا جو آج تم میرا دیکھ رہے ہو۔" والسلام علیکم ورحمۃ اللہ"۔

پھر آپ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "معاذ رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھاؤ" (ان کی امامت قبول کرو) اتنا کہہ کر حد درجہ سکون کے ساتھ اس دنیا کو چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی کی طرف کوچ کر گئے۔ معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "لوگو! آج تم ایک ایسے شخص کے غم میں ڈوبے ہوئے ہو جو اللہ تعالیٰ کی قسم بڑے کشادہ دل والا تھا اور جس سے حسد کا دور دور تک کوئی تعلق نہیں تھا۔ عاقبت کی محبت میں اس سے شدید کوئی نہ گزرا اور عام مسلمانوں کو اس سے اچھا ناصح نصیب نہ ہوا، تم سب اس کے لیے رحمت کی دعا کرو۔[۱]

(۱) دیکھئے: مستدرک حاکم ۲۹۵/۳ حدیث نمبر (۵۱۴۸) ابو عبیدہ بن جراح امین الآمۃ از :سید نعیم شاہ ص ۳۲۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۰)سعید بن زید رضی اللہ عنہ

آپ ابو الأعور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل قرشی عدوی ہیں، آپ کے والد کا شمار ان سعادت مند لوگوں میں ہوتا ہے جنہیں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور اسلام کی کرنیں بکھیرنے سے پہلے ہی بت پرستی اور شرک وخرافات سے نفرت تھی، انہوں نے نہ کبھی بتوں کے لئے ذبیحہ پیش کیا، نہ مردار کھایا نہ خون، اور اپنی قوم سے ہمیشہ خطاب کرکے کہا کہ اے میری قوم! میں غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا ہوا کچھ بھی نہیں کھا سکتا، اور میرے علاوہ دینِ ابراہیمی پر بھی کوئی گامزن نہیں(۱)

آں رضی اللہ عنہ کی والدہ سیدہ فاطمہ بنت بعجہ رضی اللہ عنہا تھیں جنہوں نے سابقین اسلام کے بلاکشانِ دین میں شمولیت اختیار فرمائی تھیں۔

آں رضی اللہ عنہ ایسے خاندان کے چشم وچراغ تھے جہاں توحید وحنیفیت کا ہمیشہ بول بالا تھا، کفر وشرک سے نفرت وعداوت عرصۂ دراز سے قائم تھی، سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا شمار فلکِ اسلام کے مہروماہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوتا ہے۔ آں رضی اللہ عنہ کا شمار بھی سابقین اولین میں ہوتا ہے، آپ نے اور آپ کی شریکِ حیات فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا (عمر رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ) نے عمر سے پہلے اسلام کی دولت پالی تھی، اور جانبازانِ شریعت میں اپنا نام لکھوالیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دارِ ارقم میں داخل ہونے سے پہلے ہی مشرف بہ اسلام ہوچکے تھے، عمر نے آں رضی اللہ عنہ کو اپنے اسلام لانے سے پہلے بے تحاشہ ایذائیں پہنچائیں، انہیں باندھ کر مارا، پیٹا، زدوکوب کیا تاکہ دینِ اسلام سے پھر جائیں، مگر سعید بن زید تھے کہ دینِ اسلام سے ایک انچ ہٹنے کے لئے تیار نہیں ہوئے۔

---

(۱) دیکھئے: الاصابہ کا حاشیہ ۳/۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آں رضی اللہ عنہ کا شمار سادات صحابہ میں ہوا کرتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دنیا ہی جنت کی نوید سنائی، اور شہادت کی خبر دی جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر دی ہے[۱]

آپ مستجاب الدعوات تھے، ایک بار ایک خاتون نے۔ جسے اروی بنتِ حکم کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ دعوی کیا کہ انہوں نے اس پر ظلم کیا ہے اور اس کی زمین جبرا لے لی ہے، آں رضی اللہ عنہ نے تمام مسلمانوں کے سامنے اس بات کی نفی کی، اور یہ بددعا فرمائی: ”اے اللہ! اگر اس نے مجھ پر جھوٹا الزام لگایا ہے تو اسے اندھا کر دے، اسی کی زمین پر اسے ڈھیر کر دے اور مجھے مسلمانوں کے مابین واضح روشنی کی صورت میں ظاہر فرمادے:: چنانچہ ایسا ہی ہوا، ایک گڑھے میں جا گری، اس کی موت اسی کی زمین پر ہوئی اور وہ نشانِ عبرت بن گئی“ [۲]

عقبہ ثانیہ کے بعد مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے کا شرف حاصل ہوا، اور غزوہ بدر کے علاوہ تمام غزوات میں شریک اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب رہے، اور ان غزوات میں شمشیر بکف ہو کر بڑی بہادری اور جوان مردی کا مظاہرہ کیا[۳]

۲ھ میں ابو سفیان کے قافلے کی نگرانی کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ کو مامور کیا تھا یہ دونوں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم شام میں اس قافلے کی نگرانی کر رہے تھے جب قافلہ وہاں سے چلا تو یہ نظر بچا کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ

---

(۱) دیکھئے: صحیح ترمذی حدیث نمبر (۳۷۵۷)

(۲) (دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۳۱۹۸)، مسلم حدیث نمبر (۱۶۱۰) تاریخ دمشق ۸۴/۲۱، مجموع فتاوی ابن تیمیہ ۲۷۸/۱۱، سیر اعلام النبلاء ۱۳۷/۱

(۳) دیکھئے: مستدرک حاکم ۳ ۴۹۶ حدیث نمبر (۵۸۵۱)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ہو گئے۔اس دوران حق و باطل کے درمیان معرکہ غزوہ بدر ہوا جس میں اللہ رب العزت نے اسلام کو ہمیشہ کے لئے بلند کر دیا۔ غرض کہ جب سعید بن زید رضی اللہ عنہ میدان بدر کو پہنچے تو غازیان اسلام فاتحانہ انداز میں واپس آ رہے تھے۔ چونکہ آپ رضی اللہ عنہ بھی ایک خدمت پر مامور تھے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بدر کے مال غنیمت کی تقسیم پر حصہ بھی دیا اور جہاد کے ثواب کی بشارت بھی دی[۱]

حافظ ذہبی فرماتے ہیں:

«أحد العشرة المشهود لهم بالجنة، ومن السابقين الأولين البدريين، ومن الذين رضي الله عنهم و رضواعنه، شهد المشاهد مع رسول الله ﷺ وشهد حصار دمشق و فتحها، فولاه عليها أبوعبيدة بن الجراح، فهو أول من عمل نيابة دمشق من هذه الأمة»[۲]

”آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، انہیں جنت کی خوشخبری دی گئی ہے، آپ سابقین اولین اور بدری صحابیوں میں سے تھے جن سے اللہ راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔ آپ (تمام) غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ آپ دمشق کے محاصرے اور فتح کے وقت (وہاں) موجود تھے۔ آپ کو (سیدنا) ابوعبیدہ بن الجراح نے دمشق کا والی بنایا اور اس امت میں دمشق کے سب سے پہلے نائب آپ رہے تھے“۔

(۱) دیکھئے: مستدرک حاکم ۳۳۸/۳، معرفۃ الصحابہ لأبی نعیم ۱۴۱/۱

(۲) سیر اعلام النبلاء ۱۲۵/۱۔۱۲۶

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اب آیئے ان خوش نصیبوں کے نام سے اپنے کام و دہن کو شاد کام کرتے ہیں، جنہیں آپ ﷺ نے دنیا ہی میں جنت کی نوید وخوش خبری دی ہے، جن کی تعداد تقریبا(۴۱) تک جاتی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

ان عشرۂ مبشرہ کے علاوہ درج ذیل صحابہ کرام کو بھی نبی کریم ﷺ نے مختلف مقامات پر جنتی قرار دیا ہے۔

(۱۱،۱۲)حسن و حسین رضی اللہ عنہما [۱]

(۱۳)ثابت بن شماس رضی اللہ عنہ [۲]

(۱۴)عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ [۳]

(۱۵)وہ صحابی جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابھی ایک شخص نکلے گا، جو جنتی ہو گا [۴]

(۱۶)عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ [۵]

(۱۷)وہ خاتون جو مرگی کا شکار تھی، اور آپ ﷺ نے جنت کی بشارت دی تھی [۶]، اس خاتون کا نام سعیریہ (یاشقیریہ) اسدیہ [۱]

---

(۱) دیکھئے : صحیح الجامع حدیث نمبر(۳۱۸۰)،السلسلۃ الصحیحۃ حدیث نمبر(۷۹۶)

(۲) دیکھئے: صحیح ابن حبان حدیث نمبر (۷۱۶۸)،التعلیقات الحسان علی صحیح ابن حبان للألبانی حدیث نمبر(۷۱۲۴)

(۳) دیکھئے :بخاری حدیث نمبر(۳۸۱۲)، مسلم حدیث نمبر(۲۴۸۳)

(۴) دیکھئے :سنن کبری للنسائی حدیث نمبر(۱۰۴۳۳)

(۵) دیکھئے : بخاری حدیث نمبر(۶۵۴۲)، مسلم حدیث نمبر(۲۸۵۰)

(۶) دیکھئے:بخاری حدیث نمبر (۵۶۵۲)، مسلم حدیث نمبر (۲۵۷۶)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۸)ابن فسحم (وہ صحابی جن کو غزوہ اُحد میں آپ سے پوچھے جانے پر فرمایا تھا: تم جنت میں ہوگے)[۲]

(۱۹)آپ ﷺ نے فرمایا، کہ تم کونسا وہ عمل کرتے ہو کہ میں نے جنت میں تمہارے قدموں کی چاپ سنی[۳]

(۲۰)ضمام بن ثعلبہ[۴]،وہ بدو صحابی جو آپ ﷺ سے ارکان اسلام اور اعمال دین پوچھنے آئے، آپ ﷺ نے بتایا، پھر انہوں نے کہا: اللہ کی قسم !اس سے نہ زیادہ کروں گا،نہ کم،تو آپ ﷺ نے فرمایا: جسے کسی جنتی کو دیکھنا اچھا لگے،تو وہ اس آدمی کو دیکھ لے[۵]

(۲۱)حارثہ (رضی اللہ عنہ)[۶]

(۲۲)فاطمہ بنت محمد ﷺ)[۷]

(۲۳)جعفر بن علی طیار[۸]

---

(۱) دیکھئے: فتح الباری ۱۱۶/۷)

(۲) دیکھئے:اسد الغابہ ۳۳۸/۶،بخاری حدیث نمبر (۴۰۴۴)مسلم حدیث نمبر(۱۸۹۹)

(۳) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر(۱۰۹۸)مسلم حدیث نمبر(۲۴۵۸)

(۴) البانی نے یہ نام ذکر کیا ہے:السلسلۃ الصحیحۃ (۷۶۲/۱۰)

(۵) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر(۱۳۹۷)مسلم حدیث نمبر(۳۳)

(۶) دیکھئے:بخاری حدیث نمبر(۲۸۰۹)

(۷) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر(۶۲۸۵)، مسلم حدیث نمبر(۲۴۵۰)

(۸) دیکھئے :ترمذی حدیث نمبر(۳۷۶۳)،السلسلۃ الصحیحۃ حدیث نمبر(۱۲۲۶)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

(۲۴-۳۴) خدیجہ بنت خویلد، عائشہ، میمونہ، صفیہ، حفصہ، ہند، زینب، جویریہ، رملہ اور سودہ (رضی اللہ عنہن)

(۳۵-۳۷) یاسر بن عامر العنسی، عمار بن یاسر اور سمیہ بنت مسلم بن لخم رضی اللہ عنہم [۱]

(۳۸) عمیر بن حمام انصاری [۲]

(۳۹) مالک والد ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ۔ [۳]

(۴۰) عمرو بن ثابت بن وقش (معروف بہ "اصیرم") [۴]

(۴۱) زید بن حارثہ و عبد اللہ بن رواحہ (رضی اللہ عنہما) [۵]

اہل بیت کی فضیلت

قبل ازیں کہ اہل بیت کے فضائل و مناقب کا تذکرہ کیا جائے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ واضح کر دیا جائے کہ اہل بیت سے کیا مراد ہے؟

اہل بیت کے بارے میں صحیح بات یہ ہے کہ اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ رشتے دار ہیں جن پر صدقہ حرام ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد، ازواج اور عبد المطلب کی نسل و خاندان (جس میں بنو ہاشم میں موجود تمام مسلمان مرد و خواتین شامل ہیں)

---

(۱) دیکھئے: مستدرک حاکم حدیث نمبر (۵۶۴۶)، بیہقی حدیث نمبر (۱۶۳۱)، طبرانی حدیث نمبر (۷۶۹)

(۲) دیکھئے: مسلم حدیث نمبر (۱۹۰۱)

(۳) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (طبرانی بسند صحیح، دیکھئے فتح الباری: ۷/ ۴۲۳)

(۴) دیکھئے: ابو داؤد حدیث نمبر (۲۵۳۷)، مستدرک حاکم حدیث نمبر (۲۵۳۳)

(۵) دیکھئے: سیرۃ ابن اسحاق) (یہ ساری معلومات شیخ عبد العزیز السلمان کی کتاب (الکواشف الجلیۃ) سے ماخوذ ہیں، خاکسار نے صرف تخریج کر دی ہے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱)، علامہ ابن حزم فرماتے ہیں: ,,ہاشم بن عبد مناف کے گھر شیبہ پیدا ہوئے، جنہیں عبد المطلب کہا جانے لگا، ہاشم کے مقام و مرتبہ کے وہی وارث ہوئے، اور ان کے علاوہ کسی اور بیٹے سے ہاشم کی اولاد نہیں چلی،،(۲)

انتہائی دوطرفہ تماشا یہ ہے کہ اہل بیت کی شان میں اہل تشیع ورفض نے بڑی عجیب عجیب باتیں گھڑ رکھی ہیں، سینکڑوں نہیں ہزاروں کی تعداد میں حدیثیں وضع کی گئیں اور رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیں، اور اس سے عجیب بات یہ ہے کہ یہ مگرمچھ کے آنسو بہانے والے وہی ہیں جنھوں نے آل بیت میں سے علی، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو شہید کیا، اور آنسو بھی بہائے معاملہ اس سے بھی آگے پہنچا تو انہی شیعوں اور رافضیوں نے ازواجِ مطہرات پر سب و شتم کئے، لعن طعن کیا، اتہام بازی اور افترا پردازی تک سے گریز نہیں کیا، حضرات صحابہ تک کو منافقین (نعوذ باللہ) قرار دیا، اور تو اور حضراتِ شیخین (ابو بکر و عمر) پر تبرا کرنا، گالیاں دینا، انہیں منافق کہنا اور ان کی شان میں گستاخیاں کرنا اپنا دین دھرم سمجھ لیا (نعوذ باللہ من ذلک)، کیوں کہ یہ جماعتِ شیعہ تمام تر فرق ہائے ضالہ میں سب سے دروغ باف فرقہ ہے، ہم بغرض اختصار ان تمام امور سے اعراض کرتے ہوئے وہ صحیح و ثابت فضائل ذکر کرتے ہیں جو قرآن وحدیث میں ان کی شان میں ثابت و وارد ہیں (اصحاب تشیع کے حقائق جانے کے لئے علامہ احسان الہی ظہیر رحمہ اللہ کی شیعوں کی قلعی کھولنے والی کتابوں کا مطالعہ مفیدِ مطلب ہوگا ان شاء اللہ)

اب آیئے اہل بیت کے فضائل ومناقب ملاحظہ کرتے ہیں :

---

(۱) دیکھئے: فضل أهل البيت و مكانتهم عند أهل السنة للشیخ عبدالمحسن العباد البدر ص ٦

(۲) دیکھئے: جمهرة أنساب العرب لابن حزم ص ۱۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خاندانِ نبوت پر صدقہ حرام ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «إنَّها لا تحِلُّ لآلِ محمَّدٍ؛ إنَّما هي أوساخُ النَّاسِ» [۱] "یہ زکاۃ و صدقات آل محمد کے لئے حلال نہیں ہیں، یہ تو لوگوں کی گندگیاں ہیں"۔

تمام اہل ایمان پر اہل بیت کا احترام و ادب واجب ہے، نبی کریم ﷺ نے اس کی خصوصی تاکید فرمائی ہے [۲]

اہل بیت سے دشمنی رکھنے والے جہنم میں جائیں گے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «والذی نفسی بیده لا یبغضبنا أهل البیت رجلٌ الا دخل النار» قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ہم اہل بیت سے جو کوئی بغض رکھے گا وہ جہنم میں جائے گا [۳]

علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں خصوصی طور پر علی رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: "کوئی مسلمان تم سے دشمنی نہیں رکھ سکتا اور جو منافق ہو گا وہی تم سے محبت نہیں کرے گا (ورنہ سب تم سے محبت کریں گے) [۴]

اسی لئے علمائے اسلام نے فضائل اہل بیت پر کتابیں لکھیں، اس موضوع کو خاص اہتمام سے نوازا، امام آجری (ت ۳۶۰) نے اپنی کتاب (الشریعہ) میں آل بیت پر کئی حدیثیں ذکر کی، شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اپنی کتاب (منهاج السنة 5 511) میں

---

(۱) دیکھئے: مسلم حدیث نمبر (۱۰۷۲)

(۲) دیکھئے: مسلم حدیث نمبر (۲۴۰۸)

(۳) دیکھئے: مستدرک حاکم حدیث نمبر (۴۷۱۷)، صحیح ابن حبان حدیث نمبر (۶۹۷۸) وسنده صحیح دیکھئے: السلسلۃ الصحیحۃ (۲۴۸۸)

(۴) السلسلۃ الصحیحۃ: (۱۲۹۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا کہ "علمائے حدیث علی کے فضائل خصوصی طور پر ذکر کرتے تھے"۔ محدثِ حجاز و فقیہا علامہ عبد المحسن العباد البدر نے اپنے کتابچہ (فضل أهل البيت و علو مكانتهم عند أهل السنة و الجماعة) میں بھی قابل قدر مواد جمع فرمادیا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے بہ کثرت آل بیت کے فضائل و مناقب میں احادیث ذکر فرمائی ہیں، چنانچہ علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں سات احادیث (۳۷۰۱-۳۷۰۷) جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت میں دو حدیثیں (۳۷۰۸-۳۷۰۹) ذکر کی ہیں، اور انتہائی خوش آئند امر یہ ہے کہ اس باب میں ابو بکر کا یہ قول و بیان نقل فرمایا ہے: «والذي نفسي بيده، لَقرابة رسول الله ﷺ أحب إليَّ أن أصل من قرابتي» [۱]۔ "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں اپنے رشتہ داروں سے کہیں زیادہ رسول اللہ ﷺ کے رشتہ داروں سے محبت کرتا ہوں، اور ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں، نیز حسن و حسین۔ رضی اللہ عنہما۔ کی منقبت میں آٹھ حدیثیں (۳۷۴۶-۳۷۵۳) ذکر کی گئی ہیں۔

- امام مسلم رحمہ اللہ نے علی کی منقبت میں ۶ (۲۴۰۴-۲۴۰۹) حدیثیں، حسن و حسین کی فضیلت میں تین (۲۴۲۱-۲۴۲۳) حدیثیں، اور فاطمہ کی شان میں دو (۲۴۴۹-۲۴۵۰) ذکر فرمائی ہیں
- رب کریم نے اپنے فضل و کرم سے اہل بیت کو (جس میں آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات شامل ہیں) تمام قسم کی برائیوں اور گندگیوں سے پاک و صاف رکھا ہے، جیسا کہ رب کریم کا فرمان ہے: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجْسَ

---

(۱) بخاری حدیث نمبر (۳۷۱۲)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أَهۡلَ ٱلۡبَيۡتِ وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيرًا﴾ [الأحزاب: ٣٣] ”اے اہلِ بیت! اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے کہ تم سے ”رِجس،، کو دور رکھے اور تمھیں پاک وطاہر کردے“۔

یہ آیت واضح طور پر اس بات کی دلیل ہے کہ ازواجِ مطہرات اہل بیت میں داخل وشامل ہیں(ابن کثیر:)، خَرَجَ النبي ﷺ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ من شَعْرٍ أَسْوَدَ، فَجَاءَ الْحَسَنُ بن عَلِيٍّ رضي الله عنهما فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ جاء الْحُسَيْنُ رضي الله عنه فَدَخَلَ معه، ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ رضي الله عنها فَأَدْخَلَهَا، ثُمَّ جاء عَلِيٌّ رضي الله عنه فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ قال: (إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً)(۱) ”نبی کریم ﷺ ایک صبح نکلے اور آپ پر کالے بالوں والی اونی چادر اوڑھے ہوئے ہوئے تھے چنانچہ حسن رضی اللہ عنہ آئے، آپ نے چادر میں داخل کر لیا، پھر حسین رضی اللہ عنہ آئے وہ بھی ان کے ساتھ داخل ہوگئے، پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں ان کو بھی داخل کر لیا، پھر علی رضی اللہ عنہ آئے، ان کو بھی داخل کر لیا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: إنما يريد الله---)

نیز جب آیت تطہیر نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے حضرات فاطمہ، حسن، حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور ایک چادر میں ڈھانپ لیا، علی رضی اللہ عنہ پیچھے تھے، آپ ﷺ نے انہیں بھی ڈھانپ لیا، اور فرمایا: «اللّٰهمَّ هؤلاءِ أَهلُ بيتي فأذْهِب عنْهمُ الرِّجسَ وطَهِّرْهم تطْهيرًا» ”اے اللہ! یہ میرے گھر والے ہیں، ان سے گندگی دور فرمادے، اور انہیں مکمل طور پر پاک کردے، ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں یہ آیت اتری تھی، تو ام

(۱) مسلم حدیث نمبر (۲۴۲۴)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

سلمہ نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں ان کے ساتھ ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اپنی جگہ پر ہو، اور تم بھلائی پر ہو“[۱]

یہ حدیث محدثین کے یہاں (حدیث کساء) کے نام سے موسوم ہے، جو یکسر صحیح ہے، مگر شیعوں نے نہ معلوم کہاں اور کس کس سے احادیث کسا منقول و منسوب کرلی ہے، جس کی نہ ٹانگ ہے نہ سر اور بہ جبر و اکراہ اسے حدیث کے نام سے محدثین کے سر منڈھ دیا ہے، فالأمان والحفیظ۔

آیتِ مباہلہ میں بھی اللہ تعالی نے آل بیت نبوت کی فضیلت بیان کی ہے، چنانچہ فرمانِ باری تعالی ہے: ﴿فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ ٱلْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا۟ نَدْعُ أَبْنَآءَنَا وَأَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ ٱللَّهِ عَلَى ٱلْكَـٰذِبِينَ﴾ [آل عمران: ٦١]. صحیح مسلم میں اس آیت کی تفسیر میں سعد بن ابی وقاص سے یہ حدیث مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبیٔ کریم ﷺ نے حسن، حسین، فاطمہ اور علی رضی اللہ عنہم کو بلایا اور یہ دعا فرمائی (اللهم هؤلاء أهلي) (مسلم: ۲۴۰۴) اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ یہ آیت ۹ھ یا ۱۰ھ میں اس وقت نازل ہوئی جب نجران کا وفد فتحِ مکہ مکرمہ آپ ﷺ کی خدمت میں آیا تھا۔[۲]

- نیز اللہ تعالی کا یہ فرمان بھی اہل بیت نبوت پر دلالت کرتا ہے، اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ ٱلْحَيَوٰةَ ٱلدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا﴾ [الأحزاب: ٢٨]
-

(۱) صحیح ترمذی حدیث نمبر (۳۲۰۵)

(۲) دیکھئے: منہاج السنة ۱۳/۴

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

”اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم زندگانی دنیا اور زینت دنیا چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا دوں اور تمہیں اچھائی کے ساتھ رخصت کردوں“۔

آل بیت میں سے چند کے فضائل بھی ملاحظہ کرتے جائیں:

(۱) آپ ﷺ نے فرمایا: ”حسن اور حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں[۱] انہی دونوں شباب اہل جنت کے بارے میں فرمایا: ”جس نے ان دونوں سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی، اور جو ان سے نفرت کرے گویا اس نے مجھ سے نفرت کی“[۲]

(۲) خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے بارے میں فرمایا: ”خدیجہ تمام عورتوں میں سب سے بہتر ہیں[۳]

(۳) عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے بارے میں فرمایا: ”عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ویسے ہی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے“[۴]

(۴) فاطمہ کے بارے میں فرمایا: ”فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں“[۵]۔

(۵) حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ”قیامت کے دن حمزہ بن عبد المطلب تمام شہیدوں کے سردار ہوں گے“[۱]

---

(۱) مسند أحمد حدیث نمبر (۱۰۹۹۹)، ترمذی حدیث نمبر (۳۷۶۸)، البانی اور ارناؤط نے اس کی سند صحیح قرار دیا ہے، دیکھئے: السلسلۃ الصحیحۃ: ۲/۴۲۳)

(۲) السلسلۃ الصحیحۃ حدیث نمبر (۲۸۹۵)

(۳) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۳۸۱۵)

(۴) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۳۷۶۹)، مسلم حدیث نمبر (۲۴۳۱)

(۵) دیکھئے: بخاری (۶۲۸۵) مسلم (۲۴۵۰)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

- اہل بیت کو یہ مقام حاصل ہے کہ ہر نماز میں ان کے لئے درود کا اہتمام کیا جاتا ہے (صلاۃ ابراہیمی پر غور فرمالیں)
- نبی کریم ﷺ نے اہل بیت کے بارے میں خصوصی وصیت فرمائی ہے (مسلم ۲۴۰۸)

مہاجرین کی فضیلت

مہاجرین وہ صحابہ اجلہ ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کے زمانہ مبارک میں اسلام لانے کے بعد اپنے گھر بار، مال وتبار اعزاء ورشتہ دار چھوڑ چھاڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کی، قرآن وحدیث میں ان خوش نصیبوں کی بے تحاشہ فضیلت وارد ہوئی ہے، آیئے چند فضائل ملاحظہ کرتے ہیں:

- اللہ تعالی نے تمام مہاجرین کو جنت میں داخل کرنے کا وعدہ فرمایا ہے، فرمانِ باری تعالی ہے: ﴿فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ﴾ [آل عمران: ۱۹۵] "اس لئے جنہوں نے ہجرت کی، اور اپنے گھروں سے نکالے گئے، اور میرے راستے میں انہیں تکلیف دی گئی اور جنہوں نے لڑائیاں کیں، اور شہید کئے گئے، میں ضرور ضرور ان کی برائیاں ان سے دور کردوں گا اور بالیقین ایسی جنت میں داخل کروں گا، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی، یہ ہے ثواب اللہ کی طرف سے، اور اللہ کے پاس ہی بہترین ثواب ہے"۔

---

(۱) (دیکھئے: مستدرک حاکم حدیث نمبر (۴۸۸۴) السلسلۃ الصحیحۃ نمبر (۳۷۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مہاجرین اور انصار (دونوں) دنیا و آخرت دونوں میں ہر طرح سے، ہر موڑ پر اور تمام ناحیے سے سچے، مخلص، نیک نیت، اور فلاح یاب اور کامران ہیں، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿لِلْفُقَرَآءِ ٱلْمُهَـٰجِرِينَ ٱلَّذِينَ أُخْرِجُوا۟ مِن دِيَـٰرِهِمْ وَأَمْوَٰلِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ ٱللَّهِ وَرِضْوَٰنًا وَيَنصُرُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓ ۚ أُو۟لَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلصَّـٰدِقُونَ ۝٨ وَٱلَّذِينَ تَبَوَّءُو ٱلدَّارَ وَٱلْإِيمَـٰنَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِى صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ أُوتُوا۟ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِۦ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ﴾ [الحشر: ٨ – ٩] ”مہاجرین فقراء کے لئے (مال فی ہے) جو لوگ اپنے گھروں اور مال سے نکالے گئے، وہ اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی تلاش کرتے ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، یہی لوگ درحقیقت سچے ہیں، (اور مال فے ان) لوگوں کے لیے ہے جنہوں نے اس گھر میں (یعنی مدینہ میں) اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی ہے، اپنی طرف ہجرت کرکے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تشویش نہیں رکھتے بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو۔ اور جو کوئی اپنے نفس کی بخیلی سے بچالیا گیا پس ایسے لوگ ہی کامیاب ہونے والے ہیں“۔

ان خوش نصیبوں سے اللہ نے دنیا میں بہترین ٹھکانے کا وعدہ کیا ہے، اور آخرت میں بہت بڑے اجر و صلے کا، اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَٱلَّذِينَ هَاجَرُوا۟ فِى ٱللَّهِ مِنۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا۟ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِى ٱلدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَلَأَجْرُ ٱلْـَٔاخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا۟ يَعْلَمُونَ﴾ [النحل: ٤١]

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”جن لوگوں نے ظلم برداشت کرنے کے بعد اللہ کی راہ میں ترکِ وطن کیا ہے، ہم انہیں بہتر سے بہتر ٹھکانہ دنیا میں عطا فرمائیں گے“۔

حافظ صلاح الدین یوسف فرماتے ہیں: ”اس سے رزق طیب اور بعض نے مدینہ مراد لیا ہے، مسلمانوں کا مرکز بنا، امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ دونوں قولوں میں کوئی منافات نہیں ہے، اس لئے کہ جن لوگوں نے اپنے کاروبار اور گھربار چھوڑ کر ہجرت کی تھی، اللہ تعالی نے دنیا ہی میں انہیں ان کا نعم البدل عطا فرمادیا، رزق طیب بھی دیا اور پورے عرب پر انہیں اقتدار اور تمکن عطا فرمایا (تفسیر احسن البیان ص ۷۳۷) اسی لئے عمر۔رضی اللہ عنہ۔ جب مہاجرین کو عطیات سے نوازتے تھے تو کہتے تھے کہ ”یہ لو۔اللہ اس میں برکت دے۔ دنیا ہی اس کا وعدہ تم سے اللہ نے کیا ہے، اور جو کچھ آخرت کے لئے جمع کرر کھا ہے وہ اس سے کہیں بہتر اور افضل ہے“[۱]

قیامت کے دن مہاجرین سونے کے منبر پر جلوہ افروز ہوں گے، نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «للمهاجرين منابرُ من ذَهَبٍ، يجلسون عليها يومَ القيامة، قد أَمِنُوا من الفَزَعِ»[۲] ”قیامت کے دن مہاجرین سونے کے منبر پر بیٹھیں گے اور خوف وگھبراہٹ سے یکسر محفوظ ہوں گے“۔

مہاجرین جنت میں سب سے پہلے بلا حساب وکتاب داخل ہوں گے «إِنَّ أَوَّلَ ثُلَّةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْفُقَرَاءُ الْمُهَاجِرُونَ، الَّذِينَ تُتَّقَى بِهِمُ الْمَكَارِهُ، إِذَا أُمِرُوا سَمِعُوا وَأَطَاعُوا، وَإِنْ كَانَتْ لِرَجُلٍ مِنْهُمْ حَاجَةٌ إِلَى السُّلْطَانِ، لَمْ تُقْضَ لَهُ حَتَّى يَمُوتَ وَهِيَ فِي صَدْرِهِ، وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَدْعُو يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(۱) دیکھئے: تفسیر ابن کثیر ۴/۵۷۳)

(۲) صحیح موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان: ۱۵۸۲، السلسلۃ الصحیحۃ: ۳۵۸۴)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

الْجَنَّةَ، فَتَأْتِي بِزُخْرُفِهَا وَرِيِّهَا فَيَقُول: أَيْنَ عِبَادِيَ الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَقُتِلُوا فِي سَبِيلِي، وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي، وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِي، ادْخُلُوا الْجَنَّةَ، فَيَدْخُلُونَهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ، وَلَا عَذَابٍ فَتَأْتِي الْمَلَائِكَةُ فَيَقُولُونَ: رَبَّنَا نَحْنُ نُسَبِّحُ لَكَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ، وَنُقَدِّسُ لَكَ مَنْ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ آثَرْتَهُمْ عَلَيْنَا؟ فَيَقُولُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿هَؤُلَاءِ الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِي، وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي، فَتَدْخُلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ مِنْ كُلِّ بَابٍ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ، فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ﴾»[1] ”سب سے پہلے جنت میں جانے والی جماعت فقرائے مہاجرین کی ہوگی، جو مصیبتوں میں مبتلا رہے،جب ان کو حکم ملا ،بجا لاتے رہے،انہیں ضرورتیں بادشاہوں سے ہوتی تھیں لیکن مرتے دم تک پوری نہ ہوئیں۔جنت کو بروز قیامت اللہ تعالیٰ اپنے سامنے بلائے گا،وہ بنی سنوری اپنی تمام نعمتوں اور تازگیوں کے ساتھ حاضر ہوگی۔اس وقت ندا ہوگی:میرے وہ بندے جو میری راہ میں جہاد کرتے تھے،میری راہ میں ستائے جاتے تھے،میری راہ میں لڑتے بھڑتے تھے ،وہ کہاں ہیں؟ آؤ!بغیر حساب وعذاب کے جنت میں چلے جاؤ۔اس وقت فرشتے خدا کے سامنے سجدے میں گر پڑیں گے اور عرض کریں گے: پروردگار! ہم صبح وشام تیری تسبیح وتقدیس میں میں لگے رہے، یہ کون ہیں جنہیں ہم پر تو نے فضیلت عطا فرمائی؟ اللہ رب العزت فرمائے گا: یہ میرے وہ بندے ہیں جنہوں نے میری راہ میں جہاد کیا میری راہ میں تکلیفیں برداشت کیں۔اب تو فرشتے جلدی کر کے ہر دروازے پر جا پہنچیں

(۱) دیکھئے:مستدرک حاکم حدیث نمبر(۲۳۹۳)، صحیح الترغیب :۱۳۷۳،السلسلۃ الصحیحۃ نمبر(۲۵۵۹)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

گے، سلام کریں گے، اور مبارک بادیں پیش کریں گے، کہ تمہیں تمہارے صبر کا بدلہ کتنا اچھا ملا۔

انصار کے فضائل ومناقب

جب نبیٔ کریم ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے، ایسی جگہ جہاں نہ ان کے گھر بار تھے، نہ اعزا ور شتہ دار، نہ وہ اپنے ساتھ دھن دولت لائے تھے اور نہ ہی بینک بیلنس ساتھ تھا، ایسی صورت حال میں جن لوگوں نے ان بے گھر لوگوں کا ساتھ دیا، انہیں انصار کہا جاتا ہے، ان کی فضیلت ومنقبت میں کئی آیات واحادیث وارد ہیں، مشتے نمونہ از خروارے چند فضائل کا تذکرہ باعثِ خیر وفلاح ہو گا۔ ان شاءاللہ

- اللہ تعالی نے ان لوگوں کے سارے گناہ بھی معاف کر دئے اور باعزت روزیوں سے بھی نوازا، فرمان باری تعالی ہے: ﴿وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَهَاجَرُواْ وَجَٰهَدُواْ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱلَّذِينَ ءَاوَواْ وَّنَصَرُوٓاْ أُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُؤۡمِنُونَ حَقّٗاۚ لَّهُم مَّغۡفِرَةٞ وَرِزۡقٞ كَرِيمٞ﴾ [الأنفال: ٧٤]. ”اور جن لوگوں نے ایمان لایا، اور ہجرت کی، اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا، اور جن لوگوں نے پناہ دی، اور مدد کی، یہی لوگ حقیقت میں مؤمن ہیں، ان کے لئے (اللہ کی طرف سے) مغفرت (کا وعدہ) ہے، اور باعزت روزی ہے۔

انصارِ مدینہ سے دشمنی رکھنے والے منافق ہیں اور محبت کرنے والے ایمان و عمل سے سرشار ہیں، نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: «اَلْأَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمْ إِلاَّ مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلاَّ مُنَافِقٌ فَمَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہُ»[۱] ”انصار سے محبت صرف مومن ہی کرتا ہے۔ ان سے منافق کے علاوہ کوئی بغض نہیں رکھتا۔ تو جو ان سے پیار کرتا ہے اللہ ان سے انس رکھتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے اللہ ان سے بغض رکھتے ہیں،،

- نیز اللہ تعالی نے ان کی مدح سرائی کچھ یوں فرمائی: ﴿وَٱلَّذِينَ جَآءُو مِنۢ بَعۡدِهِمۡ يَقُولُونَ رَبَّنَا ٱغۡفِرۡ لَنَا وَلِإِخۡوَٰنِنَا ٱلَّذِينَ سَبَقُونَا بِٱلۡإِيمَٰنِ وَلَا تَجۡعَلۡ فِي قُلُوبِنَا غِلّٗا لِّلَّذِينَ ءَامَنُواْ رَبَّنَآ إِنَّكَ رَءُوفٞ رَّحِيمٌ﴾ [الحشر: ۱۰] ”(اور مال فے ان) لوگوں کے لیے ہے جنہوں نے اس گھر میں (یعنی مدینہ میں) اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی ہے، اپنی طرف ہجرت کر کے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تشویش نہیں رکھتے بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو۔ اور جو کوئی اپنے نفس کی بخیلی سے بچالیا گیا پس ایسے لوگ ہی کامیاب ہونے والے ہیں“۔

نیز نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انصار سے محبت کرنا ایمان کی نشانی قرار دیا، فرمانِ نبوی ہے: «آيَةُ الْإِيْمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ»[۲] ”ایمان کی نشانی انصار کی محبت ہے“۔

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم انصارِ مدینہ سے اس قدر خوش تھے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنا قلب و جگر سب انصار کو دے دیا اور فرمایا کہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا نیز یہ بھی واضح کر دیا کہ اگر انصار ایک گھاٹی اختیار کریں اور دوسرے لوگ

---

(۱) بخاری حدیث نمبر (۳۷۸۳)

(۲) بخاری: حدیث نمبر (۱۷)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

دوسری وادی تو میں انصار کی وادی میں چلنے کا پسند کروں گا، گویا آپ ﷺ نے ''مکی'' ہونے کی بجائے ''مدنی'' ہونا پسند فرمایا اور اس کی وجہ یہ بیان فرماتے تھے کہ انصاریوں نے ہمیں پناہ دی، ہماری تائید کی، ہماری نصرت کے لئے ہمیشہ شمشیر بکف رہے اور کبھی ظلم وستم روا نہیں رکھا(۱)

رسول اللہ ﷺ کے نزدیک انصار سب سے زیادہ محبوب تھے(۲)

اسی لئے غزوۂ خندق کے موقعہ پر آپ ﷺ نے مہاجرین وانصار کی مغفرت کے لئے دعائیں کیں، فرمایا: «اللَّهُمَّ إِنَّ العَيْشَ عَيْشُ الآخِرَهْ، فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالمُهَاجِرَهْ»(۳)

اہل قبا کے فضائل

اللہ تعالی نے قبا والوں کی بھی بڑی فضیلت بیان کی ہے، اسی لئے قبا والے خاص خیال رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ رب کریم کو ان کی یہ ادا بے تحاشہ پسند آئی، اور قرآن کریم میں اس کی تعریف بیان کی: ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ﴾ [التوبة: ١٠٨] ''اس میں ایسے لوگ ہیں جو صاف ستھرے رہتے ہیں اور اللہ صاف ستھرا رہنے والوں سے محبت کرتا ہے''۔

چنانچہ عُویم بن ساعدہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ قبا والوں کے پاس آئے اور فرمایا: کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے تمہاری بے تحاشہ مدح سرائی کی

(۱) دیکھئے: بخاری حدیث نمبر (۴۳۳۰) مسلم حدیث نمبر (۱۰۶۱)

(۲) بخاری: حدیث نمبر (۳۷۸۵) مسلم حدیث نمبر (۲۵۰۸)

(۳) بخاری: حدیث نمبر (۲۸۳۴)، مسلم حدیث نمبر (۱۸۰۵)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہے ؟انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ! کوئی خاص وجہ تو نہیں ہے، البتہ اتنا ہے کہ ہمارے کچھ یہودی پڑوسی تھے، بول وبراز کے بعد وہ اپنے پچھلے حصے کو پانی سے بھی (پتھر کے استعمال کے بعد) صاف کر لیا کرتے تھے تو ہم نے بھی ایسا ہی کیا[۱]

ابن العربی فرماتے ہیں کہ: یہ آیت قباوالوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے[۲]

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اہل قبا کی بے انتہا تعریف بیان کی ہے کہ مسجد میں ایسے لوگ ہیں جنہیں یہ پسند ہے کہ نجاستوں، غلاظتوں، اور معصیتوں سے اپنے آپ کو پاک وصاف رکھیں[۳]

بیعتِ عقبہ اولی میں شریک معززین صحابہ کے فضائل

(عقبہ در حقیقت گھاٹی کو کہتے ہیں، منی کے مغربی حصے میں ایک تنگ گزر گاہ تھی جہاں حجاج وغیرہ کی آمد ورفت بہت کم ہوتی تھی، اسی لئے اس جگہ کو منتخب کیا گیا، اب اس جگہ پر شاندار سڑکیں تعمیر کر دی گئیں ہیں، یہ بیعت نامہ حج کے زمانے میں پیش آیا تھا)

بیعتِ عقبہ اولی ۱۲ نبوت میں پیش آیا، جس میں کل ۱۲ مسلمان شریک تھے، اور درج ذیل چھ امور پر بیعت کی تھی۔

---

(۱) دیکھئے: مسند أحمد حدیث نمبر (۱۵۵۲۴)، صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر (۸۳) مستدرک حاکم حدیث نمبر (۵۵۷)

(۲) دیکھئے: عارضۃ الأحوذی: ۱۹۱/۶، ابو داؤد حدیث نمبر (۴۴) ترمذی حدیث نمبر (۳۱۰۰) ابن ماجہ حدیث نمبر (۳۵۷) میں بھی یہ روایت موجود ہے، علامہ البانی نے اس کی سند صحیح قرار دیا ہے

(۳) دیکھئے: تفسیر طبری ۶۸۸/۱۱، قرطبی: ۲۶۱/۸، تفسیر المنار (رشید رضا) ۳۴/۱۱-۳۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱) ہم الہِ واحد کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں بنائیں گے۔
(۲) ہم چوری اور زناکاری کے پاس نہ پھٹکیں گے
(۳) اپنی لڑکیوں کو قتل نہیں کریں گے
(۴) کسی پر جھوٹی تہمت نہ لگائیں گے
(۵) چغل خوری نہ کریں گے
(۶) ہر اچھی بات میں نبی کی اطاعت کریں گے۔

بیعت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمائش کی گئی ان کی تعلیم و تدریس کے لئے ایک معلم مقرر کر دیا جائے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ان کا معلم مقرر فرمادیا، جنہیں سفیرِ اسلام کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے[۱]

اس میں جن حضرات نے شرکت کی تھی، ان کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی فضیلت بیان فرمائی، چنانچہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں اس بیعت میں شامل تھا، اس بیعت کے آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «فَإِنْ وَفَيْتُمْ فَلَكُمْ الْجَنَّةُ، وَإِنْ غَشِيتُمْ مِنْ ذَلِكَ (شَيْئًا) فَأُخِذْتُمْ بِحَدِّهِ فِي الدُّنْيَا، فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ، وَإِنْ سُتِرْتُمْ عَلَيْهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَأَمْرُكُمْ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، إِنْ شَاءَ عَذَّبَ، وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ»[۲] ”اگر اسے پورا کرو گے تو تمہارے لئے جنت ہے اور اگر اس میں سے کوئی کمی کرو گے اور اس کے نتیجہ میں دنیاوی کوئی حد پاتے ہو تو یہ تمہارے لئے کفارہ ہو گا اور اگر پردہ پوشی ہو جاتی ہے تو تمہارا معاملہ اللہ کے حوالے ہے، اگر وہ چاہے تو سزا سے دوچار کرے اور اگر چاہے تو تمہیں بخش دے“۔

---

(۱) الاصابۃ ۶/ ۹۸

(۲) مسند احمد حدیث نمبر (۲۲۷۵۴)، سیرۃ ابن ہشام ۱/ ۴۳۴

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

بیعتِ عقبہ ثانیہ میں شریک ہونے والے صحابہ کرام کے فضائل

نبوت کے تیرہویں سال موسم حج - جون ۶۲۲ء - میں یثرب کے ستر سے زیادہ مسلمان فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے مکہ تشریف لائے۔ یہ اپنی قوم کے مشرک حاجیوں میں شامل ہو کر آئے تھے اور ابھی یثرب ہی میں تھے، یا مکے کے راستے ہی میں تھے کہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ ہم کب تک رسول اللہ ﷺ کو یوں ہی مکے کے پہاڑوں میں چکر کاٹتے، ٹھوکریں کھاتے، اور خوفزدہ کیے جاتے چھوڑے رکھیں گے؟ پھر جب یہ مسلمان مکہ پہنچ گئے تو درپردہ نبی ﷺ کے ساتھ سلسلۂ جنبانی شروع کی اور آخر کار اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ دونوں فریق ایام تشریق اکے درمیانی دن - ۱۲/ ذی الحجہ کو - منیٰ میں جمرۂ اولیٰ، یعنی جمرۂ عقبہ کے پاس جو گھاٹی ہے اسی میں جمع ہوں اور یہ اجتماع رات کی تاریکی میں بالکل خفیہ طریقے پر ہو۔ اس بیعت کے دفعات درج ذیل تھے۔

(۱) ستی اور سستی ہر حال میں بات سنو گے اور مانو گے۔

(۲) تنگی اور خوشحالی ہر حال میں مال خرچ کرو گے۔

(۳) بھلائی کا حکم دو گے اور برائی سے روکو گے۔

(۴) اللہ کی راہ میں اٹھ کھڑے ہو گے اور اللہ کے معاملے میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پروانہ کرو گے۔

(۵) اور جب میں تمہارے پاس آجاؤں گا تو میری مدد کرو گے اور جس چیز سے اپنی جان اور اپنے بال بچوں کی حفاظت کرتے ہو اس سے میری بھی حفاظت کرو گے۔ اور تمہارے لیے جنت ہے یہ بیعت اسی مقام پر ہوئی تھی جہاں بیعتِ اولی ہوئی تھی، اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کل ۷۲ افراد نے اپنے بت پرست ساتھیوں سے چھپ کر شرکت کی تھی اور اس میں شرکت اور بیعت کرنے والوں کو نبیؐ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے جنت کی بشارت سنائی تھی[۱]

❖❖❖

(۱) دیکھئے: صحیح ابن حبان حدیث نمبر (۳۳۸۵)، البدایۃ والنہایۃ ۴/۳۹۷

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

بدری صحابہ کی فضیلت

ہتھیار ہیں اوزار ہیں افواج ہیں لیکن، وہ تین سو تیرہ کا لشکر نہیں ملتا

۱۷ر رمضان المبارک سنہ ۲ ھ مقام بدر میں تاریخ اسلام کا وہ عظیم الشان یادگار دن ہے جب اسلام اور کفر کے درمیان پہلی فیصلہ کن جنگ لڑی گئی، جسے یوم الفرقان کے نام سے موسوم کیا گیا، جس میں کفار قریش کے طاقت کا غرور خاک میں ملنے کے ساتھ اللہ کے مٹھی بھر (۳۱۳ افراد، جو آلاتِ حرب و ضرب سے خالی) نام لیواؤں کو وہ ابدی طاقت اور رشکِ زمانہ غلبہ نصیب ہوا جس پر آج تک مسلمان فخر کا اظہار کرتے ہیں، اور صبح قیامت تک کرتے رہیں گے، ان شاء اللہ

اللہ کی خاص فتح ونصرت سے (۳۱۳) مسلمانوں نے اپنے سے تین گنا بڑے لاؤ لشکر کو اس کی تمام تر مادی اور معنوی طاقت کے ساتھ خاک چاٹنے پر مجبور کر دیا۔

۱۳ر سال تک کفار مکہ نے محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے۔ ان کا خیال تھا کہ مُٹھی بھر یہ بے سر وسامان اور سر پھرے بھلا ان کی جنگی طاقت کے سامنے کیسے ٹھہر سکتے ہیں، لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

اس غزوہ میں شریک ہونے والوں کی بڑی فضیلت بیان کی ہے، جب کفار کے حاطب بن بلتعہ کے پاس جاسوسی خط کے ساتھ پکڑ لیا گیا، تو عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا: اللہ کے نبی! اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اڑادی جائے، نبی رحمت اور ہادئ امت ﷺ نے فرمایا: «إنَّه قدْ شَهِدَ بَدْرًاوما يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ اطَّلَعَ علَى مَن شَهِدَ بَدْرًا فَقالَ: اعْمَلُوا ما شِئْتُمْ فقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ»[1] "یہ تو غزوہ

---

(۱) بخاری حدیث نمبر (۴۲۷۴)، مسلم حدیث نمبر (۲۴۹۴)، من حدیث علی۔ رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بدر میں شریک رہا ہے، اور تجھے کیا معلوم، شاید اللہ نے بدر میں شرکت کرنے والوں میں کچھ ایسا دیکھا ہو، اور فرمادیا ہو: ”جو چاہو کرو، میں نے تمہاری بخشش کر دی ہے“۔

نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «لن يدخل النارَ رجلٌ شهدَ بدراً و الحديبيةَ»[۱] ”جو آدمی بھی غزوۂ بدر اور حدیبیہ میں شریک ہوا وہ جہنم میں نہیں جائے گا“۔

نیز رسولِ گرامی ﷺ نے حاطب کے غلام سے کہا تھا، جب انہوں حاطب رضی اللہ عنہ کی شکایت کی اور کہا کہ وہ تو جہنم میں جائیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں، تم غلط کہہ رہے ہو، وہ جہنم میں نہیں جاسکتے، کیوں کہ انہوں نے غزوۂ بدر و حدیبیہ میں شرکت ہے[۲]

غزوۂ احد اور اس میں شریک ہونے والے کی فضیلت

اسلامی تاریخ میں غزوہ اُحد حق و باطل کا دوسرا معرکہ ہونے کے لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے، یہ غزوہ ۳ ہجری میں واقع ہوا، یہ ہفتہ کے روز ہوا تھا، اُحد مدینہ منورہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے جس کے بارے میں اللہ کے نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اُحد وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس اُحد پہاڑ سے محبت کرتے ہیں[۳]، غزوہ اُحد اسی پہاڑی کے دامن میں پیش آیا مسلمانوں کے اس قافلہ کی تعداد ۷۰۰ تھی جس میں زرہ پوش صحابہ کرام (۱۰۰) تھے اور ادھر قریش کا لشکر تین ہزار کی کثیر تعداد پر مشتمل تھا جن میں سات سو (۷۰۰) افراد زرہ پوش تھے اس معرکہ حق وصداقت

---

(۱) مسند احمد حدیث نمبر (۱۵۲۶۲) شیخ شعیب ارناؤط نے اسے صحیح کہا ہے) ترجمہ

(۲) مسلم حدیث نمبر (۲۴۹۵)

(۳) بخاری حدیث نمبر (۱۴۸۱)، مسلم حدیث نمبر (۱۳۹۲)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں جام شہادت نوش کرنے والے خوش نصیب صحابہ کرام کی تعداد ستر ۷۰ تھی جبکہ کفر کے (۷۰) تیس افراد واصل جہنم ہوئے۔

غزوۂ احد میں شریک ہونے والوں کے لئے رب کریم کی طرف سے اجرِ عظیم کا وعدہ ہے[۱]

جن صحابہ نے اس غزوہ میں مال غنیمت کے حصول کے لئے حکمِ نبوی کی سرتابی کی تھی، ان کی بھی مغفرت ہوگئی[۲]

- اس غزوہ میں شہید ہونے والے اپنے رب کے پاس شاداں و فرحاں ہیں (دیکھئے: سورۂ آل عمران: ۱۶۹۔۱۷۱ کی تفسیر)
- روزِ قیامت نبی اکرم ﷺ شہدائے احد کے ایمان کی گواہی دیں گے «إن النَّبِيُّ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ رَجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ، ثُمَّ يَقُولُ: أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ؟ فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمَا، قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ، فَقَالَ: أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ يَوْمَ القِيَامَةِ، فَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ، وَلَمْ يُغَسِّلْهُمْ» (بخاری حدیث نمبر (۱۳۵۳) ترجمہ: نبی کریم ﷺ احد کے روز دو دو شہیدوں کو ایک ہی کپڑے میں لپیٹتے پھر پوچھتے: ان دونوں میں سے قرآن کو کس کو زیادہ یاد تھا، جب ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو اسی کو پہلے قبر میں رکھتے، اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گا“ چنانچہ آپ ﷺ نے شہیدوں کو خون سمیت دفن کرنے کا حکم دیا، اور انہیں غسل نہیں دیا۔

---

(۱) دیکھئے: سورۂ آل عمران آیت: ۱۷۱۔۱۷۴ تک کی تفسیر

(۲) دیکھئے: آل عمران: آیت نمبر (۱۵۵) کی تفسیر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بیعتِ رضوان کے فضائل

بیعتِ رضوان سن ٦ ہجری میں مقام حدیبیہ میں پیش آیا، حدیبیہ اب شمیسی کے نام سے معروف ہے، اس میں نبیؐ کریم ﷺ اپنے (۱۴۰۰ یا ۱۵۰۰) صحابہؓ کرام کے ساتھ نکلے بغرض عمرہ تھے، کفار کو ڈر تھا کہ عمرہ تو ایک بہانہ ہے، اصل میں مکہ میں قبضہ کرنا مقصود ہے، آن ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پر قیام کیا۔ اور اہل مکہ کو سمجھانے کی کوشش کی کہ ہمارا مقصد جنگ کرنا نہیں۔ ہم حج کرنے آئے ہیں۔ لیکن قریش مکہ کے ساتھ تمام بات چیت بے سود ثابت ہوئی۔ آخر رسول خدا نے عثمان کو سفیر بنا کر بھیجا کہ وہ قریش سے بات چیت کریں۔ تا کہ وہ مسلمانوں کا مدعا بیان کریں عثمان رضی اللہ عنہ تین دن تک مزاکرات کرتے رہے کہ افواہ پھیل گئی کہ عثمانؓ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ قریش نے عثمان کو مکے میں روک لیا۔ اس سے مسلمانوں کو خدشہ پیدا ہو گیا کہ کہیں عثمان کو شہید نہ کر دیا گیا ہو۔ رسول اللہ ﷺ کو جب عثمان کے شہید ہونے کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے عثمان کے خون کا بدلہ لینے کے لیے صحابہ کرام سے بیعت لی صحابہ کرم رضی اللہ عنہم نے بڑے جوش و جزبے کے ساتھ بیعت کی حضور ﷺ نے خود اپنے دست مبارک کو عثمانؓ کا ہاتھ قرار دے کر عثمانؓ کی طرف سے بیعت لی آپ ﷺ بیعت کے وقت ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں۔

اس بیعت میں شریک ہونے والوں کی بے تحاشہ فضیلت وارد ہوئی ہے، چند ایک ملاحظہ فرمائیں:۔

- جن لوگوں نے اس بیعت میں شرکت کی، اللہ تعالی نے ان سے اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا (سورۃ الفتح:۱۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- اللہ تعالی نے ان پر اپنی طرف سے دنیا ہی میں سکینت نازل فرمائی (سورہ الفتح:۴)

نبی کریم ﷺ نے یہ بشارت دی ہے کہ جو بھی بیعتِ رضوان میں شامل ہوا وہ جہنم میں نہیں جائے گا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «لا يدخل النار من بايع تحت الشجرة»(۱) ”وہ جہنم میں نہیں جائے گا، جس نے درخت کے نیچے (بیعتِ رضوان میں) بیعت کی“۔

❖❖❖

(۱) صحیح ابی داؤد حدیث نمبر (۴۶۵۳)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

دفاعِ صحابہ ہمارا شیوہ

شیعہ و روافض، خوارج و نواصب دنیا کی وہ بدترین، دروغ باف، اتہام باز اور الزام تراش جماعتیں ہیں، جو اپنے آپ کو محبِ شریعت گردانتی ہیں، مگر دینِ اسلام ان سے اتنا ہی دور ہے اور ان میں سے اصحابِ رفض و تشیع اہل بیت کی محبت و پیروی کے دعویدار ہیں، حالانکہ حقیقی بات یہ ہے کہ یہ جماعتیں ان کی مجاہدانہ سرگرمیوں کا حال سن کر جلتی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ مصروف رہے۔ صحابہ کرام۔ رضوان اللہ علیہم۔ کی ان عظیم الشان فتوحات کا ذکر سن کر کڑھتی ہیں جنہوں نے ان کے آباء و اجداد کو ذلیل کر کے رکھ دیا تھا، ان کی شان وشوکت کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان کی جمعیت کو پارہ پارہ اور پاش پاش کر کے رکھ دیا تھا، ان کی بستیوں اور کفر کے شاخسانوں کو روند ڈالا تھا۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے وہ ساتھی جنہوں نے شرک اور شرک کرنے والوں کو خستہ و خراب کر کے رکھ دیا تھا۔ پتھر کے ان خود ساختہ معبودوں اور تراشی ہوئی مورتیوں کو جن کے روبرو یہ جھکتے اور پوجا کرتے، نیست ونابود کر کے چھوڑا تھا۔ ان کے اثر واقتدار کو پامال کر کے رکھ دیا تھا، بدعات و خرافات اور رسوم و رواج کے باطل و خرافات زدہ محلات، شرک زدہ عمارتیں اور اوہام مآب محفوظ پناہ گاہوں کو اجاڑ کے رکھ دیا، اور دیکھتے ہی دیکھتے وہاں اللہ کی توحید اور اسلام کا پرچم بلند کیا۔ مجوسیوں (آگ پرستوں) اور یہودیوں نے اپنی جمعیتیں اکٹھی کیں۔ مفسدین و تخریب کاروں کو ساتھ ملایا تاکہ اس پھیلتی ہوئی روشنی کے آگے بند باندھ سکیں، اس سیلاب تند و تیز کا راستہ روک سکیں، کینہ رکھنے والوں، حسد کرنے والوں اور انتقام کی آگ میں جلنے والوں نے جمع ہو کر آلِ بیت کی محبت کا لبادہ اوڑھ لیا۔ حالانکہ آلِ بیت کا ان سے کوئی واسطہ نہیں۔ اور پھر اپنے قلم کو تلواریں اور اپنی زبانوں کو توپیں بنائیں، اور ان مجاہدین مؤمنین اور مخلصین و رجالِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صادقین کے خلاف محاذ قائم کر کے کھڑے ہو گئے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست اور آپ ﷺ کی محبت میں سرشار، آپ کے محبوب ساتھی تھے۔ جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی و اتباع میں موت بھی عزیز تھی جو آپ ﷺ کے لیے ہر عمدہ و گراں مایہ چیز کو ترک کر دینے اور آپ ﷺ کے ادنیٰ اشارہ پر اپنی اولاد، ماں باپ اور اپنی جانیں قربان کر دیا کرتے تھے، جو آپ ﷺ ہی کے نقشِ قدم پر چلنے والے اور آپ ﷺ ہی کے بتائے ہوئے طریق پر گامزن رہے۔ (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امت کا عظیم ترین سرمایہ ہے، اگر کوئی حضراتِ صحابہ پر طعن و تشنیع کرتا ہے تو گویا وہ رب کریم کے انتخاب کی توہین کر رہا ہے۔ من مانی تشریحات اور صحابہ کی تاریخ مسخ کرنے والے ایسے لوگ جن کو بعض حضرات بڑا سمجھنے کی فاش غلطی کرتے ہیں، حالانکہ یہی حضرات صحابہ کو نشانۂ ملامت بنا رہے ہیں۔

صحابہ کرام دین کی بنیاد اور امت تک دین پہنچانے کا واسطہ ہیں۔ فتنوں کے اس دور میں لوگ دین سے دور ہو کر سطحی مطالعہ کو تحقیق کا نام عبث دے کر صحابہ کرام کی شانِ عالی مقام میں ہفوات بکتے ہیں انہیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ وہ ادنی صحابی کے قدموں کی دھول تک نہیں پہنچ سکتے، گو کہ وہ اپنے آپ کو سید اور سید زادہ، صدیقی فاروقی، علوی، ہاشمی، حسنی اور حسینی کہا کرے۔

رسولِ اکرم ﷺ کے جانثار صحابہ رضی اللہ عنہم پر سبّ و شتم کرنا، اُن پر تبرّاء کرنا اور اپنی زبانوں کو اُن مقدّس ہستیوں کے خلاف استعمال کرنا یہ کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے بلکہ اس کی ابتداء اُسی دن سے شروع ہو گئی تھی جس دن سے اصحابِ محمد ﷺ نے اولادِ آدم کے سردار، امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا تھا اور اپنا سب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کچھ اللہ اور اُس کے دین کی سربلندی کے وقف کردیا تھا، اور یہ ایک حقیقت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد جس دن سے حق وباطل کا معرکہ شروع ہوا اُسی دن سے اسلام کے خلاف جہاں یہود و نصاریٰ اور مشرکین سرگرم ہوئے وہیں اسلام کا لبادہ اوڑھے منافقین جو اپنے دلوں میں دینِ اسلام کو مٹانے کی خواہش رکھتے ہیں، اس مشن میں اُن کے ساتھ لگ گئے اور اپنے مقصد کی تکمیل کی خاطر انہوں نے پہلے رسولِ اکرم ﷺ کی مقدّس شخصیت کو مجروح کرنا چاہا لیکن وہ کر نہ سکے، اور وہ ایسا کر بھی نہیں سکتے تھے کیونکہ اس طرح اُن کا نفاق اور کفر ظاہر ہو جاتا اور وہ مسلمانوں میں گھل مل نہیں سکتے تھے اسی لیے اُنہوں نے رسولِ اکرم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنا ہدفِ تنقید بنایا اور اُن کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کیا، کبھی اہلِ بیت کی محبّت کو بنیاد بنا کر ان میں سے بعض کو موردِ الزام ٹھہرایا، چنانچہ حضرات ابوبکر و عمر، عائشہ و حفصہ (رضی اللہ عنہم) جیسی عظیم شخصیات کے خلاف اپنی زبانیں دراز کیں، انہیں برا بھلا کہا، ان کے کردار اچھالنے کی ناروا کوشش کی، کبھی صحابہ کے باہمی سیاسی اختلافات کو بنیاد کر انہیں فتنہ باز اور باغی وطاغی کہنے میں ذرابرابر تامل نہیں کیا، اور انہیں سب وشتم کرنے میں کبھی شرم محسوس نہیں کی، ان کی کردارکشی پر اتر آئے اور انہیں طنز و تعریض کا نشانہ بنایا اور ان پر چھینٹاکشی کی، اور کبھی ان میں سے بعض کو غیر فقیہ کہہ کر ان کی احادیث کو ٹالنے کی سعئ منحوس کی، چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو غیر فقیہ [1] کہہ کر آں رضی اللہ عنہ کی احادیث کو ردی کی ٹوکری میں ڈالنے کی سعئ منحوس کی، افسوس کہ کتنے حوصلے بڑھ گئے ہیں ان راہوں میں جہاں نظریں بھی جھکی ہونی چاہئیں، وہاں زبانیں دراز سے دراز تر ہوتی جارہی ہیں، خاص

(۱) اس باب میں مزید معلومات کے لئے (دفاع عن ابی ہریرۃ) از عبد المنعم صالح العلی العزی کی طرف مراجعت مفیدِ مطلب ہوگی۔ ان شاء اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر ایسے لوگ جو اپنا انتساب اسلام کی طرف کرتے ہیں، بلکہ وہ اپنے آپ کو اسلام کا داعی، محدثِ اعظم، مفسرِ قرآن اور مؤرخ بے باک گردانتے نہیں تھکتے، افسوس صد افسوس۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے — اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

یہی نہیں بلکہ ظالموں نے نبی مکرم ﷺ کی عزت و عصمت آپکی ازواجِ مطہرات (رضوان اللہ علیہن) کو بھی اپنی اس رذیل حرکت کا نشانہ بنایا، اور ہر وہ مادّی وسیلہ اختیار کیا جس کے ذریعہ وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوسکتے تھے، انہوں نے منبر و محراب استعمال کیے، مسلکی رسومات، نجی محفلوں اور دیگر تقاریب کے موقعوں پر لوگوں کی ذہن سازی کرنی شروع کی، تقریر و تحریر کے ذریعہ ان کی عزت و ناموس پر حملہ کئے، کتابیں شایع کیں، تعلیمی ادارے قائم کیے، اور سب سے بڑھکر الیکٹرونک و پرنٹ میڈیا کو استعمال کیا، انٹرنیٹ کا سہارا لیا، اوراس جنگ میں جہاں انہوں نے مذکورہ وسائل کو ختیار کیا وہاں اُن کا ایک بہت بڑا ہتھیار (۱) "تقیہ" رہا ہے جسکے بارے میں اُن کا یہ عقیدہ ہے کہ دین کے دس حصوں میں سے نو (۹) حصے تقیہ پر مشتمل ہیں اوراس طرح انہوں نے مسلمانوں کی لاعلمی وجہالت اور اُنکی اپنے اسلاف سے عملی دوری، اورآپس کے اختلافات کا بھرپور فائدہ اٹھایا، اوریہ فتنہ مسلمانوں میں اتنا زور پکڑ گیا کہ آج پوری دنیا میں آئے دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین پر مشتمل واقعات رونما ہورہے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تبرّاء کرنے والوں کے بغض کا یہ عالم ہے کہ صحابہ کی توہین کرنا اُن کے یہاں عبادت کا درجہ رکھتا ہے، اُن کے یہاں یہ رذیل عمل اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کا بڑا ذریعہ ہے، یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں ان لوگوں نے ہر اُس

---

(۱) دیکھئے: منہاج السنۃ ۱/۳۰، مجموع الفتاوی ۱۳/۲۶۳، احکام أہل الذمہ ۲/۱۰۳۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شخص سے اپنے اس بغض کا اظہار کیا ہے جو صحابہ سے محبّت رکھتا ہو، اسی بنیاد پر ماضی قریب وبعید میں خون کی ہولی بھی کھیلی گئیں اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے اور جہاں جہاں ان لوگوں کا تسلّط قائم ہوتا جارہا ہے وہاں وہاں یہ سلسلہ بڑھتا ہی چلا جارہا ہے، آج عراق اور شام کی زندہ مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔

کتنی عجیب بات ہے کہ یہ شیعہ معکوس الفطرت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ کی وفات کے بعد سوائے تین[1] صحابہ (حضرات مقداد، سلمان اور ابوذر) کے سارے کے سارے مرتد ہوگئے تھے۔

صحابۂ عظام ایک ایسا قافلۂ صالحین ومصلحین تھا جن کی تربیت نبیٔ کریم ﷺ نے اپنے دورِ نبوت کے تیئس سالہ مدت میں انتہائی شدومد کے ساتھ فرمائی تھی کہ وہ ایسی مثالی سوسائٹی بن گئے جس کی مثال ڈھونڈھنے سے بھی نہیں ملتی، وہ ایسے رجالِ مؤمنین ومخلصین کی ایسی جماعتِ مقدس تھی جس کو تعلیم وتہذیب کے ایسے مقامِ بلند پر پہنچادیا تھا جہاں پہنچ کر انسانی تہذیب وتعمیر اور تعلیم وتربیت کی معراج شروع ہوتی ہے، کیا وہ مرتد ہوسکتے تھے، نہیں قطعاً نہیں، یہ تو ایک ڈھونگ ہے جو حب آل بیت کے نام پر دنیا اور اہل دنیا کو باور کرایا جارہا ہے، برا ہو ایسے تعصب وتنگ نظری کا، جس نے ایسے مخلصین صادقین کے ایمان واخلاق اور اذعان وکردار پر حرف گیری اور انگشت نمائی سے بھی گریز نہیں کیا، بلکہ ان میں سے ابوبکر وعمر، عائشہ وصفیہ (رضی اللہ عنہم) کے

(۱) دیکھئے: حیاۃ القلوب للمجلسی ۲/۶۴۰، الروضۃ من الکافی للکلینی ۸/۲۴۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایمان واسلام پر حرف گیری کی، انہیں۔ نعوذ باللہ۔ منافق تک قرار دیا، عائشہ۔رضی اللہ عنہا۔ جیسی پاک طینت اور نیک طبیعت جنتی خاتون پر تبرا کرنا اپنے ایمان کا حصہ سمجھا[۱]۔

اسی پر بس نہیں اس دورِ جدید میں کچھ ایسے مجددِ حاسد و حاقد پیدا ہوئے جنہوں نے خلیفۂ سوم، پیکر تسلیم و رضا، مجسمِ شرم و حیا، دامادِ رسول، ذوالنورین، غنیٔ اسلام عثمان رضی اللہ عنہ پر اقربا پروری جیسا سنگین الزام لگایا، نتیجتاً آپ کو سب شتم کیا گیا، معاملہ اور تھوڑا آگے بڑھا تو علی رضی اللہ عنہ کو مولا علی، کرّم اللہ وجہہ کے خطاب سے نواز دیا گیا، اور موضوع احادیث کا سہارا لے کر ایسے ایسے مناقب آں رضی اللہ عنہ کے حوالے سے عام کئے گئے کہ اگر خود وہ نئے محققین(!!!) اپنی عقل کو استعمال کر لیتے تو ایسی نوبت ہی نہ آتی، معاملہ اور تھوڑا آگے بڑھا تو صحابیٔ رسول، خال مؤمنین اور کاتبِ وحی معاویہ رضی اللہ عنہ تک جا پہنچا' آپ پر پر تبرا کیا گیا، انہیں-عیاذا باللہ-فتنہ باز اور باغی و طاغی قرار دیا، اور ان کی شان میں ایسی ہرزہ سرائی کی کہ چشمِ فلک نے ایسے منکوس الفطرت نمونے نہیں دیکھے، اور حب آل بیت سے سرشار ہو کر شانِ صحابیت میں نقب زنی شروع کر دی، حالانکہ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا تھا: «إنما هؤلاء أقوام أرادوا القدح في النبي ﷺ ، فلم يمكنهم ذلك ، فقدحوا في أصحابه ، حتى يقال رجل سوء ولو كان رجلا صالحا لكان أصحابه صالحون»[۲]

"(صحابہ کی شان میں گستاخی کرنے والے) در حقیقت وہ لوگ ہیں جنہوں نے نبیٔ کریم ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے کا ارادہ کیا مگر ایسا وہ نہ کر سکے، چنانچہ

(۱) دیکھئے: دراسة عن الفرق فی تاریخ المسلمین للدکتور أحمد محمد جلی ص/۲۲۶-۲۴۴، کتاب سلیم بن قیس العامری ص/۱۹۶،

(۲) دیکھئے: الصارم المسلول ص ۵۸۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے آپ ﷺ کے صحابہ کی شان میں گستاخیاں کیں، یہاں تک کہ کہا جانے لگا کہ وہ اچھا آدمی نہیں تھا، اگر نیک شخص ہوتا تو اس کے ساتھی بھی نیک ہوتے"۔

- اور اسی لئے امام احمد نے فرمایا: "جب بھی کسی شخص کو دیکھو کہ وہ صحابۂ نبوت کا ذکر برے انداز میں لیتا ہے تو سمجھ لو کہ اس کا اسلام مشکوک ہے"[1]
- نیز امام ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ نے فرمایا: "جو نبیٔ اکرم ﷺ کے صحابہ کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو جان لو کہ وہ زندیق ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ اور قرآن ہمارے نزدیک برحق ہے اور قرآن و سنت تو ہم تک صحابۂ کرام نے ہی پہنچایا ہے، ہمارے گواہوں کو مجروح کرکے وہ تو صرف اتنا چاہتے ہیں کہ کتاب وسنت کو باطل قرار دیں، حالانکہ وہ تنقید کے زیادہ سزاوار ہیں اور وہ زندیق ہیں"[2]۔

اہل سنت والجماعت کا طرۂ امتیاز یہ ہے وہ جس طرح صحابۂ کرام سے محبت کرتے اور ان کا احترام بجالاتے ہیں، ٹھیک اسی طرح آل بیت سے بھی محبت کرنا، ان کا احترام بجالانا، ان کے ساتھ عقیدت والفت کا برتاؤ کرنا ایمان کا لازمہ سمجھتے ہیں، مگر ان میں سے کسی کی محبت و عقیدت میں افراط و تفریط سے کام نہیں لیتے، ان لوگوں سے بغض رکھتے ہیں جو صحابہ اور آل بیت سے بغض و عداوت رکھتے ہیں، اور جب بھی ان کا تذکرہ کرتے ہیں، خیر وخوبی کے ساتھ کرتے ہیں اور اس میں خرد برد کرنا ایمان میں کمی کا باعث سمجھتے ہیں۔

---

(۱) دیکھئے: البدایۃ والنہایۃ ۱۴۲/۸

(۲) دیکھئے: الکفایہ للخطیب ص۹۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

- ابو حمزہ ثمالی محدث وقت امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے استاد تھے، ایک بار وہ ان سے احادیث سن رہے تھے کہ عثمان بن عفان کی حدیث آئی، استاد نے اس پر عثمان کو کچھ برا بھلا کہا، تو امام عبد اللہ بن مبارک فورا مجلس سے اٹھ گئے، جو کچھ اس سے لکھا تھا، وہیں پھاڑ دیا، اور مجلس سے چلے گئے [1]، اللہ اکبر یہ تھا دفاعِ صحابہ کا جذبہ وافر جو انہیں بارگاہِ الہی سے حصہ وافر ملا تھا۔

مشاجراتِ صحابہ اور اہل سنت والجماعت کا موقف

صحابہ کرام کے مابین جو باہمی نزاعات ہوئے، جو آپسی لڑائیاں ہوئیں اور ان کے درمیان جو بھی اختلافات برپا ہوئے، ان کے بارے میں تمام اہل سنت والجماعت کا موقف یہ ہے کہ ان امور میں یکسر زبانیں بند رکھی جائیں، ان امور پر سکوت اختیار کیا جائے، ان کے حق میں دعائے مغفرت کی جائے، ان امور میں اپنے آپ کو بالکل ملوث نہ کیا جائے، ان بحثوں میں پڑ کر اپنی عاقبت خراب نہ کی جائے، اور ان کے معاملات اللہ کے حوالے کر دئے جائیں، یہ عقیدہ رکھا جائے کہ وہ سابقون اولون میں سے ہیں، جن سے اللہ تعالی نے اپنی رضامندی ظاہر فرمائی ہے، تمام صحابہ کو جنت میں داخل کرنے کا وعدہ فرمایا ہے، جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوات میں شرکت فرمائی ہے، ساتھ ہی یہ بھی اعتقاد رکھا جائے کہ ان سے جو کچھ بھی سرزد ہوا، اگر وہ اپنے موقف میں صحیح تھے تو یقینا دو اجر کے مستحق ٹھہرے، اور اگر ان کا موقف درست نہیں پھر بھی وہ عند اللہ ایک اجر کے مستحق ضرور ہیں، اس حسین موقعہ پر خلیفہ خامس احاکم عادل و منصف امام عمر بن عبد العزیز کا قول آبِ زر سے لکھے جانے کے لائق ہے، آں رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”وہ خون ایسے تھے: جن سے اللہ نے میرے ہاتھ کو روکے رکھا، لہذا میں

(۱) دیکھئے: میزان الاعتدال ۱/۳۶۳

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نہیں چاہتا کہ میں اپنی زبان کو اس میں لت پت کروں[۱] آیئے ذیل میں مستند اور معتبر علمائے اسلام کی رائیں ملاحظہ فرماتے ہیں:۔

- اسلام کے عظیم داعی، عقیدۂ اسلامیہ سلفیہ کے بے مثال مناد اور اسلام کے انمول سپوت شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ,, اہل سنت کے عقائد میں یہ بات شامل ہے کہ صحابہ کرام میں جو بھی اختلافات ہوئے، ان کے بارے میں اپنی زبان بند کی جائے، کیونکہ (قرآن و سنت میں) صحابہؓ کرام کے فضائل ثابت ہیں اور ان سے محبت و مودّت فرض ہے۔ صحابہ کرام کے مابین اختلافات میں سے بعض ایسے تھے کہ ان میں صحابہ کرام کا کوئی ایسا عذر تھا، جو عام انسان کو معلوم نہیں ہو سکا، بعض ایسے تھے جن سے انہوں نے توبہ کر لی تھی اور بعض ایسے تھے جن سے اللہ تعالیٰ نے خود ہی معافی دے دی۔ مشاجرات صحابہ میں غور کرنے سے اکثر لوگوں کے دلوں میں صحابہ کرام کے بارے میں بغض و عداوت پیدا ہو جاتی ہے، جس سے وہ خطاکار، بلکہ گنہگار ہو جاتے ہیں۔ یوں وہ اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ جن لوگوں نے اس بارے میں اپنی زبان کھولی ہے، اکثر کا یہی حال ہوا ہے۔ انہوں نے ایسی باتیں کی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند نہیں تھیں۔ انہوں نے ایسے لوگوں کی مذمت کی، جو مذمت کے مستحق نہیں تھے یا ایسے امور کی تعریف کی، جو قابل تعریف نہ تھے۔ اسی لیے مشاجرات صحابہ میں زبان بند رکھنا ہی سلف صالحین کا طریقہ تھا“۔[۲]

---

(۱) دیکھئے: طبقات سعد ۳۹۴/۵

(۲) دیکھئے: منہاج السنۃ ۴۴۸/۴

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

- علامہ ابو المظفر سمعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "التعرض إلي جانب الصحابة علامة علي خذلان فاعله، بل هو بدعة وضلالة،"[۱]
- ترجمہ: صحابہ پر طعن کرنا کسی کے رسوا ہونے کی علامت ہے، بلکہ یہ بدعت اور گمراہی ہے
- عقیدۂ توحید کے عظیم سپاہی، سلطنتِ کتاب و سنت کے بے تاج بادشاہ، امام اہل و سنت و الجماعت شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: «وأجمع أهل السنة على السكوت عما شجر بين الصحابة رضي الله عنهم، ولا يقال فيهم إلا الحسني، فمن تكلم في معاوية أو غيره من الصحابة، فقد خرج عن الإجماع»[۲] "اہل سنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ صحابہ کرام کے باہمی اختلافات کے بارے میں خاموشی اختیار کی جائے گی۔ ان کے بارے میں صرف اچھی بات کہی جائے گی۔ لہٰذا جس شخص نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ یا کسی اور صحابی کے بارے میں زبان کھولی، وہ اجماعِ اہل سنت کا مخالف ہے"۔
- محدثِ عظیم اور تابعیِ جلیل جناب حسن بصری رحمہ اللہ کا بھی اس باب میں موقف انتہائی واشگاف ہے، فرماتے ہیں: "صحابی رسول سیدنا عائذ بن عمرو، عبید اللہ بن زیاد کے پاس آئے اور فرمانے لگے: بیٹے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بدترین حکمران وہ ہوتے ہیں، جو اپنی رعایا پر ظلم کرتے ہیں۔ لہٰذا (میری نصیحت ہے کہ) تیرا شمار ایسے لوگوں میں نہ ہو۔ عبید اللہ بن زیاد

(۱) دیکھئے: فتح الباری: ۳۶۵/۴

(۲) دیکھئے: مختصر سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ص ۳۱۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہنے لگا: بیٹھ جا، تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا گھٹیا درجے کا صحابی ہے۔ سیدنا عائذ فرمانے لگے: کیا صحابہ کرام میں سے بھی کوئی گھٹیا تھا؟ گھٹیا لوگ تو وہ ہیں جو صحابی نہ بن سکے اور وہ جو صحابہ کرام کے بعد میں آئے۔"[۱]

- امام ابو عبد الرحمن نسائی سے معاویہ کے بارے میں پوچھا گیا، تو آں رحمہ اللہ نے جواب دیا: "اسلام کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک گھر ہو، اور اس کا ایک دروازہ ہو، چنانچہ اسلام کا دروازہ صحابہ ہیں، تو جس نے صحابہ کو ایذا پہنچائی اس نے اسلام (کو منہدم کرنے) کا ارادہ کیا، گویا کہ اس نے دروازہ کھٹکھٹایا تاکہ گھر میں داخل ہو جائے، فرمایا: جس نے () معاویہ کا ارادہ کیا گویا اس نے صحابہ کرام کو نشانہ بنانے کا ارادہ کیا[۲]
- امام بربہاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "علی، معاویہ، زبیر اور عائشہ (رضی اللہ عنہم) کی مابین جو لڑائیاں ہوئیں، ان کے تعلق سے زبان بند رکھی جائے اور ان کے معاملے اللہ کے سپرد کر دیئے جائیں[۳]
- امام احمد رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ آپ کا ان لوگوں کے بارے میں کیا خیال ہے جو لوگ صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) کی غلطیاں نکالنے کی کوشش کرتے ہیں، امام صاحب نے فرمایا: "یہ بڑی بیہودہ بات ہے، ایسے لوگوں سے دور رہو، ان کی

(۱) دیکھئے: صحیح مسلم نمبر (۱۸۳۰)
(۲) تہذیب الکمال ۱ ۳۳۹، بغیۃ الراغب المتمنی ص ۱۳۹
(۳) شرح السنۃ ص ۱۰۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجلسوں سے الگ رہا کرو اور ان (ہرزہ سرا) کے معاملے کو لوگوں کے درمیان خوب اجاگر کیا کرو (۱)

- امام اہل سنت والجماعت علی صابونی اہل سنت والجماعت کے عقائد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ,,اہل سنت کا (صحابہ کے بارے میں) عقیدہ یہ ہے کہ ان کے درمیان جو ان بن ہوگئی، ان میں خاموش رہنا ہے اور اپنی زبانوں کو ان امور سے یکسر پاک رکھنا ہے، جو ان کی شان میں گستاخی کا باعث اور عیب جوئی کا سبب ہوں (۲)

- اس طرح کے سینکڑوں نقولات امامانِ دین، علمائے محققین، محدثینِ معتبرین اور فقہائے شرعِ متین سے ملتے ہیں جن سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوجاتا ہے کہ صحابہ کرام کے باہمی نزاعات اور ان کے آپسی رسہ کشی کے بارے میں اہل سنت و الجماعت کا عقیدہ بالکل واضح اور صاف ہے کہ ان امور میں نہ پڑ کر ان نفوسِ قدسیہ کے محاسن، فضائل، مناقب اور ان کا ذکر خیر کیا جائے، ان کی۔ ان کے نیک اور کارِ خیر میں۔ اقتدا کی جائے، انہیں اپنا اسوہ وقدوۂ معتبر بنایا جائے

❖❖❖

(۱) دیکھئے: السنة للخلال (۵۱۲) بسندِ صحیح

(۲) دیکھئے: عقیدة السلف و أصحاب الحدیث ص ۲۹۴

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ہمارے اوپر صحابۂ کرام کے حقوق

وہ نفوسِ قدسیہ جو ہم تک اسلام پہنچنے کے سبب بنے، جنھوں نے جاں سپاری اور وفا شعاری کا ایسا ثبوت پیش فرمایا کہ چشم فلک نے ایسے مناظر بہت کم دیکھے، بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ ایسے مناظر دیکھے ہی نہیں تو بیجا نہیں ہوگا، جن کے دل پاک و صاف تھے، اور آئینۂ شفاف سے زیادہ شفاف، جن کی زبانیں شیریں و شہد میں دھلی ہوئیں اور جن کے قلوب و اذہان نورِ نبوت سے مجلی و منور تھے، امتِ اسلامیہ پر ان کے کچھ ضروری حقوق و واجبات ہیں، جن کی پاسداری انتہائی ضروری ہے، ان میں سے بعض کا تذکرہ مشتے نمونہ از خروارے کیا جارہا ہے۔

تمام صحابہ کرام سے ٹوٹ کر محبت کرنا، انہیں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے چاہنا، کیوں کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے انصاریوں سے محبت ایمان کا حصہ قرار دیا، چنانچہ فرمایا: «آية الايمان حب الانصار و آية المنافق بغض الأنصار»[1]، اور جب انصار سے محبت ایمان کا حصہ ٹھہرا تو مہاجرین سے محبت من باب اولی ایمان کا حصہ ٹھہرے گی، علامہ عینی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اس سے مقصود یہ ہے کہ انصار سے محبت اور ان کی فضیلت پر لوگوں کو ابھارا جائے، ان کی وجہ سے دین کو عزت ملی، انہوں نے اس راہ میں جان، مال خرچ کیا، دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دی، اور ان کو ٹھکانہ عطا کیا، اور یہ امر خلفائے اربعہ، عشرہ مبشرہ، اور تمام مہاجرین میں لاگو ہوتا ہے، بلکہ تمام صحابہ میں بھی جاری و ساری ہوتا ہے''[2]

---

(۱) بخاری حدیث نمبر (۳۷۸۴)، مسلم حدیث نمبر (۱۲۸) من حدیث انس رضی اللہ عنہ

(۲) دیکھئے: عمدۃ القاری: ۱/۱۷۳

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اسی لئے امام مالک رحمہ اللہ سے منقول ہے، وہ فرماتے ہیں: ,, اسلاف کرام اپنے بچوں کو ابو بکر و عمر۔ رضی اللہ عنہما۔ سے محبت کرنا ایسے ہی سکھلاتے تھے، جیسے قرآن کی سورہ الفاتحہ انہیں سکھلایا کرتے تھے[1]۔

بشر بن حارث فرمایا کرتے تھے کہ: مجھے اپنے جس عمل پر سب سے زیادہ بھروسہ ہے، وہ صحابہ کرام سے محبت ہے[2]، یہاں سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ جو مریضانِ قلب صحابہ کرام میں سے کسی سے بھی بغض رکھے (چاہے ان کا شمار کبار صحابہ میں ہو یا صغار صحابہ میں، فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کیا ہو، یا فتحِ مکہ کے بعد، بغیر کسی استثناء) ان سے بغض رکھنا ایمان کا عظیم حصہ ہے، اور صحابہ سے محبت کی عظیم شناخت اور پہچان اور دلیل و برہان ہے۔

ان کے جو بھی فضائل، مناقب، اور مقام و مرتبہ مذکور ہیں اور کتاب و سنت میں ثابت ہیں، ان کا اعتراف کیا جائے، تسلیم کیا جائے، اور ان میں سے کسی ایک کے لئے بھی کوئی کینہ کپٹ نہ رکھا جائے، اور یہ اعتقاد رکھا جائے کہ وہ امت محمدیہ کے سب سے بہترین لوگ تھے، جن کی ثقاہت کی شہادت رب تعالی نے دی ہے، (جن میں سے بعض آیات کا ذکر گزر چکا ہے) ان میں سے کسی ایک پر بھی انگشت نمائی نہیں کی جا سکتی ہے، کیوں کہ وہ سارے کے سارے عدول، ثقہ اور قابل اعتماد ہیں، اسی لئے ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "صحابہ کرام کے حالات کی چھان پھٹک کرنے سے کوئی فائدہ

---

(۱) شرح اعتقاد اصول اہل السنۃ والجماعۃ ۷/ ۱۲۴۰ بر قم: ۲۳۲۵، نیز دیکھئے: تاریخ دمشق: ۴۴/ ۳۸۳، الحجۃ فی بیان المحجۃ: ۲/ ۳۳۸

(۲) حلیۃ الاولیاء: ۸/ ۳۳۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں، کیوں کہ مسلمانوں میں تمام اہل حق۔ اہل سنت و الجماعت۔ کا اس امر پر اجماع ہے کہ وہ سارے کے سارے عادل ہیں"۔[1]

ان کے احسانات کے زیر اثر دل و جان سے ان سے محبت کی جائے، ان کی تعریفیں کی جائیں، اور امت میں ان کی محبت کے لئے روح پھونکی جائے (خاص کر ایسے وقت میں جبکہ صحابہ کرام پر رکیک حملے کئے جا رہے ہیں، ان کی خدمات و مساعی کو پس پشت ڈالا جا رہا ہے، انہیں موردِ الزام ٹھہرایا جا رہا ہے، ان کے درمیان بپا بعض جنگوں کو بنیاد بنا کر۔ تحقیق کے نام پر۔ ان کے خلاف زہر افشانی جا رہی ہے، خاص کر معاویہ بن ابو سفیان۔ رضی اللہ عنہما۔ پر تبرا بازی، اتہام و الزام تراشی کی بوچھاڑ کر دی گئی ہے، بعض نام نہاد ملانوں نے تو آپ کو موضوعِ سخن بنا رکھا ہے اور منہ بھر بھر گالیاں دی ہیں، حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ کو کاتبِ وحی، خال مومنین، معزز صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، عظیم سپہ سالار، قائدِ عظیم اور خلیفۂ معظم ہونے کا شرف حاصل ہے، آپ صاحبِ فتوحاتِ اسلامیہ ہیں، آپ نے عربی قبائل کو رسولِ گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خطوط لکھے اور حنین و یمامہ وغیرہ غزوات میں شرکت فرمائی، آپ رضی اللہ عنہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی دعا فرمائی: «اللهم اجعله هاديا و مهدياو اهد به» "اے اللہ! اسے (معاویہ کو) ہدایت یاب اور ہدایت کار فرما اور اس کے ذریعہ (لوگوں کو) ہدایت نصیب کر"[2] «اللهم علمه الكتاب و الحساب و قه العذاب» "اے اللہ! اسے (معاویہ کو) کتاب (و سنت کی تعلیم) دے، حساب کی تعلیم سے سرشار فرما اور اسے عذاب سے

(۱) الاستیعاب ۱/۱۹

(۲) دیکھئے: ترمذی حدیث نمبر (۳۸۴۲)، سلسلہ صحیحہ حدیث نمبر (۱۹۶۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بچا (۱) آپ کے بارے میں عمر بن خطاب کہا کرتے تھے کہ: معاویہ عربوں کے کسری ہیں"(۲) نیز فرماتے تھے: "تم لوگ بڑے عجیب لوگ ہو، تم قیصر و کسری کی تعریفیں کرتے ہو، حالانکہ تم میں معاویہ کی شخصیت موجود ہے"(۳) دیکھئے: ابن عباس فرماتے تھے: "معاویہ ہم میں سے سب سے زیادہ جانکار ہیں"(۴) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ کو فقیہ قرار دیا، جیسا کہ ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ: " ابن عباس سے کہا گیا کہ آپ معاویہ کے بارے میں کچھ کہئے انہوں نے وتر کی ایک رکعت ہی پڑھی ہے، ابن عباس نے فرمایا: "ان کا عمل درست ہے، انہوں نے سنت اختیار فرمایا ہے، وہ فقیہ شخص ہیں (بخاری حدیث نمبر (۳۷۶۵)، عبد اللہ بن مبارک سے سوال کیا گیا کہ: معاویہ افضل ہیں یا عمر بن عبد العزیز؟ تو انہوں نے جواب دیا: "اللہ کی قسم! معاویہ کی ناک کی گرد بھی عمر بن عبد العزیز سے ہزار درجہ بہتر ہے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو انہوں نے ربنا و لک الحمد کہا ہے، اس کے بعد کیا رہ جاتا ہے(۵) یہی وجہ ہے کہ محدثِ عظیم جناب عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں: "معاویہ ہمارے نزدیک باعثِ آزمائش ہیں، جو معاویہ پر الزام تراشی کرے گا، وہ دوسرے صحابہ پر بھی تہمتیں باندھے گا(۶) الغرض معاویہ رضی اللہ عنہ پر الزام تراشی اور

---

(۱) دیکھئے: مسند احمد حدیث نمبر (۱۷۲۰۲)، السلسلة الصحيحة حدیث نمبر (۳۲۲۷)،

(۲) دیکھئے: اسد الغابہ ۱۴۵/۴)

(۳) دیکھئے: اسد الغابہ ۱۴۵/۴)

(۴) دیکھئے: مصنف عبد الرزاق ۲۰/۳

(۵) دیکھئے: وفیات الأعیان لابن خلکان ۳۳/۳

(۶) دیکھئے: البدایة والنھایة ۱۳۹/۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بہتان بازی ایک خطرناک امر ہے، جس سے مردِ مسلم کو بہر طور اجتناب ضروری ہے، مگر افسوس کہ شیعوں کی من گھڑت، موضوع، جعلی اور خانہ ساز احادیث (جو معاویہ کی مذمت میں گھڑی گئیں ہیں) کو بنیاد بنا کر بعض نادان دوست اور کم علم ملانے آپ رضی اللہ عنہ کو متہم قرار دیتے ہیں، فالأمان والحفیظ، اللہ ان جیسے فتین کے فتنوں سے امت مسلمہ کو محفوظ فرمائے)

- ان کی زندگیوں سے اسباق حاصل کر کے: علم و عمل، دعوت و تبلیغ، جنگ وجہاد، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، حسن اخلاق، حسن کردار اور اپنے سے برتاؤ کے طریقے جیسے امور میں ان کی پیروی کی جائے، کیوں کہ یہی وہ لوگ تھے جو امت میں سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرادیں زیادہ سمجھتے تھے
- ان کے لئے رحمت اور مغفرت کی دعائیں کرنا، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ جَاءُو مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ [الحشر: ١٠] یہی وجہ ہے کہ عرفِ عام میں رضی اللہ عنہ کہنا ان کے لئے دعاءِ خاص کے مترادف ہو گیا (گو کہ اس کا استعمال غیر صحابہ کے لئے بھی کیا جا سکتا ہے، دیکھئے: نووی کی المجموع ٦/ ١٧٢)، چنانچہ ان کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کی صفت جزو لا ینفک کی سی ہو گئی ہے لہذا جب بھی کسی صحابی کا نام آئے رضی اللہ عنہ کہنا ہمارا واجبی حق ہے[1]۔

ان نفوسِ قدسیہ کے محاسن، ان کی اعلی صفات، ان کے نیک کردار، ان کی زندگیوں کے انمٹ نقوش اور مجالس و محافل میں، مؤلفات و مصنفات میں اور دیگر مجالاتِ حیات میں ان کی خوبیوں کو خوب خوب اجاگر کیا جائے، اور جب بھی ان کا نام

(۱) دیکھئے: البانی کی السلسلۃ الضعیفۃ: ۱۱/ ۷۷۰

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آئے، احترام و عقیدت سے ان کا نام لیا جائے، ابن ابو زمنین رحمہ اللہ فرماتے ہیں :"اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ انسان نبی اکرمؐ کے صحابہ کی محبت و مودت کا اعتقاد رکھے، اور (ساتھ ساتھ) ان کے محاسن، ان کی خوبیاں، ان کے فضائل و مناقب اور مقام و مرتبہ کو خوب اجاگر کرے"۔(۱)

ان کے درمیان جو لڑائیاں ہوئیں، ان میں بحث و مباحثہ کرنے سے اپنی زبان روکے رکھنا، اس باب میں خاموشی اختیار کرنا اور ایسی بحثوں میں نہ پڑنا ہی عین ایمان ہے، کیوں کہ نبیؐ اکرم ﷺ نے فرمایا (اذا ذکر أصحابی فأمسکوا) (۲) "جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو زبان میں قابو رکھ کر بات کرو"۔ کیوں کہ ایسے امور کے پیچھے پڑ کر کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں، بلکہ ضیاع وقت کے سوا کچھ بھی نہیں «و من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه» (۳)

اور یہ اعتقاد رکھنا کہ وہ اس باب میں مجتہد تھے، اگر ان کا اجتہاد درست تھا تو دوہرے اجر کے مستحق ہیں، اور اگر ایسا نہ بھی ہوا تو ایک اجر (اکہرا اجر) تو ضرور ملے گا، ایسے موقعے پر ہمیشہ خلیفۂ خامس (عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ) کی بات یاد رکھنا چاہیئے،

---

(۱) دیکھئے: أصول السنة از ابن ابی زمنین ص/۲۶۳

(۲) دیکھئے: السلسلة الصحيحة: ۵۷/۱ برقم (۳۴)

(۳) ترمذی: حدیث نمبر (۲۳۱۸)، ابن ماجہ: حدیث نمبر (۳۹۷۶)، مسند احمد: حدیث نمبر (۱۷۳۷)، امام نووی نے اپنی کتاب (اربعین۔ ۳۳۴) میں اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے، صحیح ابن حبان (۲۲۹) کے محقق شیخ ارناؤط نے اس کی سند کو (حسن لغیرہ) کہا ہے (دیکھئے ۴۶۶/۱:)، اس حدیث پر تفصیلی بحث کے لئے ابن رجب کی مشہور زمانہ کتاب۔ جامع العلوم والحکم: ۱۱۳/۱ کی طرف مراجعت مفید ہوگی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے آبِ زریں سے لکھے جانے والا جملہ کہا تھا، فرمایا: «تلك دماءٌ طهر الله منها سيوفنا فلا نخضب بها ألسنتنا»[۱] "ان خونوں سے اللہ نے ہماری تلواریں محفوظ رکھیں، لہذا ہم اپنی زبان تو خون آلود نہ کریں، ایک موقعہ پر یہی بات امام حسن بن ابوالحسن بصری نے بھی کہی تھی"۔

- اس امر پر یقین رکھنا کہ ان میں سے کسی ایک کو بھی سب و شتم کرنا، ان پر لعنت بھیجنا حرام، کبیرہ گناہ، بلکہ۔بسا اوقات۔ خروج اسلام کا باعث بھی ہو سکتا ہے
- بعض اغلاط اور فحش باتیں جو ان کی طرف منسوب ہیں، ان سے قطعی اجتناب کرنا، کیوں کہ ان میں سے ساری باتیں بے بنیاد، لا اساس، اور لغو ہیں، جو صحابہ دشمنی اور کینہ پروری پر مبنی ہیں، ایسا وہی لوگ کرتے ہیں اور کر سکتے ہیں جن کے دل سیاہ ضمیر مردہ ہیں۔
- صحابہ کرام میں سے جن نفوسِ قدسیہ کو دنیا ہی میں جنت کی بشارت دی گئی ہے، خصوصی طور پر (ان کے نام کے ساتھ) جنتی ہونے کی گواہی دینا، اور عمومی طور پر تمام صحابہ کرام کو رحمت الٰہی کے مستحق ہونے اور جنتی ہونے کی گواہی دینا۔

یہ بھی ہمارے اوپر ان نفوسِ قدسیہ کا عظیم حق ہے کہ جن صحابہ کرام کے ناموں کی تعیین کے ساتھ نبی اکرم ﷺ نے جنتی ہونے کی بشارت دی ہے، ہم بلا تردد ان کے جنتی ہونے کی گواہی دیں، جیسے: عشرہ مبشرہ (ابو بکر، عمر، عثمان، علی، زبیر بن عوام، طلحہ بن عبید اللہ، سعد بن ابی وقاص، عبد الرحمن بن عوف، سعید بن زید،، ابو عبیدہ بن الجراح)، عبد اللہ بن سلام، قیس بن ثابت، عکاشہ بن محصن فزاری

---

(۱) جامع بيان فضل العلم و أهله از ابن عبد البر: ۲/ ۹۳۴ (۱۷۷۸) و سیرۃ عمر ابن عبد العزیز از ابن الجوزی ۱۶۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

(رضی اللہ عنہم اجمعین)(شیخ عبد العزیز السلمان نے اپنی کتاب (الکواشف الجلیۃ عن معانی الواسطیۃ(۶۸۹۔۶۹۴) میں (۴۱)ناموں کا تذکرہ کیا ہے، جن کو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا ہی میں جنت کی بشارت دی تھی، جن کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں کر دیا گیا ہے)

اور جن کے ناموں کی تخصیص وارد نہیں ہوئی ہے، اجمالی طور پر تمام صحابۂ کرام کے جنتی ہونے کا اعتقاد رکھا جائے، اور گواہی دی جائے کیوں کہ اللہ تعالی نے (**وكلا وعدالله الحسنى**) فرما کر بلا استثناء تمام صحابہ کرام کو جنت کی بشارت دی ہے۔

تلک عشرۃ کاملۃ یہ مکمل دس حقوق ہیں جن کا تذکرہ انتہائی اختصار کے ساتھ کیا گیا ہے، ورنہ سفینہ چاہئے اس بحرِ بیکراں کے لئے۔

رب کریم سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے فضل وکرم سے صحابہ کرام کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے، ان کے حیات طیبات سے استفادہ کرنا نصیب کرے، اور ہمارا حشر بروز قیامت ان نفوسِ قدسیہ کے ساتھ فرمائے۔ آمین آمين لا أرضى بواحدة *** حتى أضيف إليها ألف آمينا.

عبد السلام بن صلاح الدین المدنی

۲۷/۳/۱۴۴۱ھ = ۲۴/۱۱/۲۰۱۹ء

(المکتب التعاونی للدعوۃ والارشاد وتوعیۃ الجالیات محافظہ میسان، طائف۔ مملکتِ سعودی عرب)

(دلّوعة الغيم)

❁ ❁ ❁